المدارج السنية في الرد على الوهابية

ويليه

العقائد الصحيحة في ترديد الوهابية النجدية

مع ترجمهٔ اردو

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

حسين حلمى بن سعيد استانبولى

HAKİKAT KİTABEVİ
Darüşşefaka Cad. No: 57 Tel: 523 45 56
Fatih/İSTANBUL-TURKEY
1983

الله عليه وسلم قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما هم الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا اصحاب البدع والاهواء من هذه الامة قال تعالى وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم اى الطرق المخالفة التى هى ما عدا الطريقة مثل اليهودية والنصرانية وسائر الملل والاهواء والبدع فتقعوا فى الضلالة وقال تعالى واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا قال بعض المفسرين المراد من حبل الله الجماعة لانه عقبه بقوله ولا تفرقوا والمراد من الجماعة عند اهل العلم اهل الفقه والعلم ومن فارقهم قدر شبر وقع فى الضلالة وخرج عن نصرة الله تعالى ودخل فى النار لان اهل الفقه والعلم هم المهتدون المتمسكون بسنة محمد عليه الصلاة والسلام وسنة الخلفاء الراشدين بعده ومن شذ من جمهور اهل الفقه والعلم والسواد الاعظم فقد شذ فيما يدخله فى النار فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله وحفظه وتوفيقه فى موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فى مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فى مذاهب اربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله ومن كان خارجا عن هذه الاربعة فى هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار اه قال فان قلت ما عرفك على انك على صراط مستقيم وكل واحد من هذه الفرق يدعى انه عليه قلت ليس ذلك بالادعاء والتشبث باستعمال الوهم القاصر والقول الزاعم بل بالنقل عن جهابذة هذه الصنعة وعلماء اهل الحديث الذين جمعوا صحاح الاحاديث فى امور رسول الله صلى الله عليه وسلم واحواله وافعاله وحركاته وسكناته واحوال الصحابة والمهاجرين والانصار الذين اتبعوهم باحسان مثل الامام البخارى ومسلم وغيرهما من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل المشرق والمغرب على صحة ما اوردوه فى كتبهم من امور النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه رضى الله تعالى عنهم ثم بعد النقل ينظر الى الذى تمسك بهديهم واقتفى اثرهم واهتدى بسيرهم فى الاصول والفروع فيحكم بانه من الذين هم هم وهذا هو الفارق بين الحق والباطل والمميز بين من هو على صراط مستقيم وبين من هو على السبيل الذى على يمينه وشماله قال واختلف العلماء من السلف والخلف فى تكفير اهل الاهواء والبدع ولا شك ان من كان مذهبه وبدعته مؤديا الى الكفر وهو غير متأول فيه فهو كافر بالاجماع واما من كان منهم فى مذهبه وبدعته على طريق التأويل والاجتهاد والخطأ المفضى الى الهوى والبدعة من تشبيه او نعت بجارحة او نفى صفات كمال عما لا يليق به سبحانه وتعالى اختلف السلف والخلف فى تكفيره فقال بعضهم اهل الاهواء كلهم كفار وهذا قول كثير من السلف والفقهاء والمتكلمين من الخلف ومنهم من صوب التكفير الذى قالوا به ومنهم من ابى اخراجهم من سواد المسلمين وهو اكثر الفقهاء والمتكلمين فقالوا هم فساق عصاة ضلال ويورثهم من المسلمين ويحكم لهم باحكامهم قال ابن الهمام فى شرح الهداية نعم يقع فى كلام اهل المذاهب تكفير كثير منهم ولكن ليس من كلام الفقهاء الذين هم المجتهدون بل من غيرهم ولا عبرة بغير الفقهاء والمنقول عن المجتهدين عدم تكفيرهم اه واما قوله عليه الصلاة والسلام (ان بنى اسرائيل تفرقت على اثنتين وسبعين ملة وتفترق امتى) يعنى امة الاجابة المؤمنين به صلى الله عليه وسلم (على ثلاث وسبعين ملة كلهم فى النار الا واحدة وهى ما انا عليه واصحابى) قال التوربشتى فى شرح المصابيح المراد من الامة هنا من يجمعهم دائرة الدعوة من اهل القبلة لانه اضافهم الى نفسه فقال امتى واكثر ما ورد من الحديث على هذا الاسلوب المراد منه اهل القبلة والمعنى انهم تفرقوا فرقا تتدين كل واحدة منها بخلاف ما تتدين به الاخرى وقوله كلهم فى النار الا واحدة يعنى كلهم يفعلون ويعتقدون ما هو موجب دخول النار فان كان كفرا وماتوا عليه دخلوا النار لا يخرجون منها ابدا وان لم يكن كفرا فهو الى الله تعالى ان شاء عفا عنهم وان شاء عذبهم ثم يخرجهم من النار ويدخلهم الجنة واستشكل ظاهر قوله عليه الصلاة والسلام كلهم فى النار بانه ان اريد التأبيد فيها لا يصح لان من مات من اهل البدع على الايمان فلا بد من دخول الجنة وان اريد ان دخولهم محتم وان كانوا يخرجون لا يصح لان المؤمن العاصى فى مشيئة الله تعالى وان اريد انهم مستحقون لدخولها وهم فى المشيئة فعصاة اهل السنة كذلك فما وجه التخصيص واجيب بان التخصيص لشدة مؤاخذتهم بالعذاب فان عذابهم فى النار يكون اشد عذابا من عصاة الفرقة الناجية لسوء اعتقادهم فى طريقة نبيهم وبان الكل مجموعى لا جميعى اى مجموع هذه الفرق فى النار ومجموع هذه الفرقة فى الجنة ولا يلزم ان يكون كل الفرق فى النار ولا كل الفرقة فى الجنة من غير سابقة عذاب

Marfat.com

المدارج السنية في الرد على الوهابية

مرتبہ ۔ عامر القادری

مطبع دار العلوم القادریۃ السبحانیہ کراتشی ۲۵

ترجمہ ۔ عبد العلیم القادری بفتہ ۱۵ جنوری ۱۹۷۷ء

ویلیہ

جناب زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین محی السنۃ ماحی البدعۃ حضرت مولانا ومرشدنا
خواجہ حاجی حافظ **محمد حسن** صاحب مجددی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین
درگاہ ٹنڈہ سائیں داد ضلع حیدرآباد (سندھ) نے

العقائد الصحيحة في ترديد الوهابية النجدية

معہ ترجمۂ اردو

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست
حسين حلمي بن سعيد استانبولي
يطلب من المكتبة الحقيقة بشارع دار الشفقة بفاتح ٥١
استانبول ـ تركيه
١٤٠٣ هجری ١٩٨٣ میلادی

ذخیرہ

﴿ تنبيه ﴾

من اراد ان يطبع هذه الرسالة وحدها او يترجمها الى لغة اخرى فله من الله الاجر الجزيل ومنى الشكر الجليل وكذلك جميع كتبي كل مسلم مأذون بطبعها بشرط جودة الورق والتصحيح

Baskı: İhlâs Matbaacılık ve Dağıtım A.Ş. İstanbul - 1983

Marfat.com

١

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

59722

الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والاٰخرین وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین

امابعد

فیقول عامر عبدالخالق القادری المدعو بعامر القادری لما وجدت من الوھابیۃ مسائل المختلفۃ ۔ لما قولھم ان الانبیاء لیس یحی فی قبورہم والنداء الی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک کما یقولون اھل السنۃ فی وقت الاذان عند شھادۃ الاولی ۔ قرۃ عینی بک یارسول اللہ وھی شرک عندہم ومن قال یارسول اللہ بالنداء والخطاب فھو مشرک عندہم ۔ وحیلۃ الاسقاط لما روج فی السرحد اوالپنجاب ۔ ھو حرام عندہم واخذ الاجرۃ علی تعلیم القرآن شرک ایضاً فلھذا اکتب الرسالۃ المسمیٰ بالمدارج السنیۃ فی الرد علی الوھابیۃ

فالمسئلۃ الاول ۔ الصلوٰۃ علی النبی علیہ السلام ۔

الصلوٰۃ علی النبی علیہ السلام ثبت بدلیل قطعی ۔ لقولہ تعالیٰ

Marfat.com

امابعد

پس کہتا ہے عاصر عبدالخالق القادری معروف بہ عاصر القادری جب پائے میں نے وہابیہ
سے مسائل مختلف جیسے کہتے ہیں یہ کہ انبیاء اپنے قبور میں زندہ نہیں ہیں اور ندا رسول اللہ کی
طرف یہ شرک ہے جیسا کہ اہل السنۃ کہتے ہیں آذان کے وقت میں اول شہادت میں
قرۃ عینی بک یارسول اللہ۔ اور یہ وہابیہ اسے شرک جانتے ہیں اور جس نے یارسول اللہ کہا
ساتھ نداء اور خطاب کے وہ انکے ہاں مشرک ہے۔ اور حیلہ اسقاط کرنا جیسے صوبہ سرحد میں
مروج ہے اور پنجاب میں یہ انکے ہاں حرام ہے۔ اور تعلیم قرآن پر اُجرت لینا یہ بھی شرک ہے
اس وجہ سے میں نے رسالہ لکھا جو مدارج السنیہ فی رد علی الوہابیہ پر موصوف ہے پس اول
مسئلہ نبی علیہ السلام پر درود پڑھنے کا ہے۔

درود پڑھنا نبی علیہ السلام پر نص قطعی سے ثابت ہے۔ واسطے قول رب تعالیٰ کے۔

Marfat.com

صلوا علیہ وسلموا تسلیماً ای صلوا علیہ دائماً۔ فان قلت کیف بدوام؟

قلنا

قولہ تعالیٰ ان اللہ وملئکتہ یصلون الایۃ۔ وقع فی الآیت الاستمرار لان ھی (ای یصلون) صیغۃ المضارع والمضارع یدل علی الاستمرار فالحاصل صلوا علیہ بدوام۔

یا ایھا الناس صلوا علی رسول اللہ صلوا علیہ ھو خیر البشر
ھو رسول ربنا ھو مختار کل شیئ ھو یشیر الی قمر فشق القمر

وفی المشکوٰۃ۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیّ صلوٰۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا۔

وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یسلم علیّ الا رد اللہ علیّ روحی حتی ارد علیہ السلام فثبت ان صلوٰتنا یعرض علی النبی علیہ السلام۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من

Marfat.com

درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔ یعنی درود پڑھو ہمیشہ۔ پس اگر تو کہے کیسے ہمیشہ
ہم کہتے ہیں
یہ قول رب تعالیٰ کا ان اللہ وملئکتہ یصلون۔ واقع ہوا استمرار اس لیے کہ یصلون
مضارع کا صیغہ ہے اور مضارع دلالت کرتا ہے استمرار پر۔
پس حاصل یہ ہے کہ درود پڑھو اس پر ساتھ ہمیشگی کے
۵ اے لوگو درود پڑھو نبی علیہ السلام پر۔ درود پڑھو اس پر وہ افضل بشر ہے
وہ ہمارے رب کا رسول ہے اور وہ مختار ہے تمام اشیاء کا اس نے چاند کو اشارے سے توڑ دیا
اور مشکوٰۃ میں ہے۔ روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ نے جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے
اللہ تعالیٰ اس پر دس بھیجے گا۔
اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ نے اللہ کے فرشتے زمین میں پھرتے ہیں میری امت
کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔
اور روایت ہے ابوہریرہ سے فرمایا رسول اللہ نے جب کوئی مسلمان سلام پڑھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ
میری روح کو مجھ پر لوٹاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔
پس ثابت ہوا کہ ہمارا درود نبی علیہ السلام پر پیش کیا جاتا ہے۔
اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو

Marfat.com

صلی علیّ عند قبری سمعتہ، ومن صلی علیّ نائیًا ابلغتہ۔ فثبت کما یسمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند قبرہٖ یسمع ایضًا من البعید لانہ رسول للناس با القرب والبعد۔ کما ثبت بحدیث التی وجد فی دلائل الخیرات۔ اسمع صلوٰۃ اہل محبتی واعرفہم۔ دلائل الخیرات ص۵۲

واسمع منکم بلا واسطۃ۔ انیس الجلیس الامام السیوطی ص۲۴۵۔

انا جلیس من ذکرنی سعادت الدارین ص۴۵۴ ومدارج النبوۃ ص۵۰

ثم روح البیان جلد ۲ ص۲۳۵۔ من قال عشر مرۃ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ فقد اعتق رقبۃ۔ نسیم الریاض جلد ۳ ص۴۹۲

وقال حسین احمد الدیوبندی فی شہاب ثاقب۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وجملۃ الصُّور للصلوٰۃ لو بخطاب ونداء عند علمائنا مستحب ومستحسن۔ شہاب ثاقب ص۶۵

فثبت جواز الصلوٰۃ با النداءِ والخطاب۔

۵ سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

Marfat.com

درود پڑھے میری قبر کے نزدیک میں اسے خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے مجھے پہنچایا جاتا ہے
پس ثابت ہوا جیسے کہ نبی علیہ السلام اپنی قبر پر نزدیک کا درود سنتے ہیں اسی طرح دور کا بھی
سنتے ہیں اس لیے کہ آپ نزدیک اور دور والوں کے رسول ہیں۔ جیسا کہ ثابت ہے حدیث میں جو
پائی ہم نے دلائل الخیرات میں۔ ہے کہ سنتا ہوں میں درود اہل محبت کا اور پہچانتا بھی ہوں
اور میں تم سے بلا واسطہ سنتا ہوں۔ میں وہاں موجود ہوں جہاں میری یاد ہو رہی ہے
جس نے دس بار الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہا پس اسنے ایک غلام آزاد کیا
اور کہا حسین احمد دیوبندی نے شہاب ثاقب میں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
اور جملہ صور درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب و ندا ہی کیوں نہ ہو علماء مستحب
و مستحسن جانتے ہیں

پس ثابت ہوا جواز درود کا ساتھ خطاب و ندا کے

ے سلام پڑھو اے قوم بلکہ درود پڑھو اُو پر سردار امانت داروں کے مصطفیٰ ہیں آئے مگر
رحمۃ دو جہان کیلئے۔

Marfat.com

والصلوٰۃ فی الدعاء کما یفعلون اہل السنۃ

رواہ معاذ بن الحارث عن ابی قرۃ عن سعید بن المسیب عن عمرؓ مرفوعاً وھکذا رواہ رزین ابن معاویۃ فی کتابہ مرفوعاً عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قال الدعاء موقوف بین السماء والارض لا یصعد حتی یصلی علیّ فلا تجعلونی کغمر الراکب صلوا علیّ اول الدعاء واخرہ واوسطہ

فثبت ان فی اول الدعاء صلوٰۃ وفی اخرہ واوسطہ وبحمد اللہ تعالیٰ ان اہل السنۃ والجماعۃ یداومون علیہ ویستحسنون الصلوٰۃ فی الدعاء کما روّج فی الکراتشی ۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

Marfat.com

۸

اور درود دُعا میں جیساکہ اہل السنۃ کرتے ہیں ۔

روایت ہے معاذ بن حارث سے وہ ابی قرہ سے وہ سعید بن المسیب سے وہ عمر سے مرفوعاً اور اسی طرح روایت کیا ہے اسے رزین ابن معاویہ نے اپنی کتاب میں مرفوعاً نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ دُعا لٹکی رہتی ہے آسمان و زمین میں اُوپر نہیں چڑھتی جب تک مجھ پر درود نہ پڑھا جائے پس نہ کرو مجھے مانند درود پڑھو مجھ پر دعا کی ابتدا درمیان اور آخر میں

پس ثابت ہوا کہ دعا کے ابتداء میں آخر میں اور درمیان میں درود ہے اور اللہ کے فضل سے اہل السنۃ والجماعت نے اس پر ہمیشگی اختیار کی ہے ۔ اور دُعا میں درود کو مستحسن جانتے ہیں جیساکہ رواج ہے کراچی میں ۔

Marfat.com

الاکابر المنافقین

قال حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فی ضیاء القلوب ہر کسے را کہ شوقِ دیدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می شود بعد نمازِ عشاء با طہارت کامل وجامۂ نو واستعمال خوشبو باادب تمام روبسوئے مدینہ منورہ بنشیند وملتجی از جناب قدس حقیقت محمدی برائے حصولِ زیارت جمال مبارک صلے اللہ علیہ وسلم و دل را از جمیع خطرات خالی کردہ صورتِ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ لباس بسیار سفید وعمامہ سبز وچہرہ منور مثل بدر بر کرسی تصور کند الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ راست، الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ چپ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ، در دل ضرب کند وایں درود شریف را ہر قدر کہ تواند پے درپے تکرار کند انشاء اللہ تعالیٰ مطلوب خواہد رسید۔

ضیاء القلوب ص ۸۳

وایضاً قال الحاجی امداد اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بصیغۃ النداء والخطاب یکلمون الناس فیہ ھذا مبنی علی اتصال المعنوی لہ الخلق والامر عالم الامر

Marfat.com

مخالفین کے اکابر

کہا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے ضیاء القلوب میں جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق ہو نمازِ عشاء کے بعد تنہا طہارت کامل کے اور نئے کپڑوں کے اور استعمال خوشبو کے ساتھ ادب تمام کے مُنہ مدینہ منورہ کی طرف کرکے بیٹھے اور التجا جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کی زیارت کی کرے اور دل کو تمام خطرات سے خالی کرکے یہ تصور کرے کہ حضور اکرمؐ سفید کپڑے پہنے اور سبز عمامہ باندھے کرسی پر بدر کے چاند جیسے جلوہ افروز ہیں اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ اور بائیں الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ اور دل میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی ضرب لگائے اور اس درود شریف کو جسقدر ہو سکے متواتر تکرار کرے انشاء اللہ مطلب کو پہنچے گا

اور اسی طرح حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے کہا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں اور یہ مبنی ہے اتصال معنوی پر لہ الخلق و الامر عالم امر

Marfat.com

لیس مقید بالظرف وبالقرب والبعد فلا شک فی جوازہ
امداد المشتاق ص ۵۹

اشرف علی تانوی

ثبت ان اقرو الصلوٰۃ بکثرۃ وھوایضاً الصلوٰۃ والسلام
علیک یارسول اللہ۔ شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ ص ۱۸
وھذا مقام فکر وتامل ان اکابر الدیوبندیۃ ھم یتعبون
والوھابیۃ زماننا والمودودیۃ والنجبیریۃ وغیرھم یقولون الشرک
للصلوٰۃ علی النبی بالنداء والخطاب فثبت ان اکابرھم کلھم مشرکون
ولکن لا یفقھون العلم لئن کلھم جھال

حسین احمد مدنی

سمعت من الوھابیۃ اکثرھم یمنعون من الصلوٰۃ علی النبی علیہ السلام
بالخطاب ھی الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وھم یستھزؤن
ویقولون الکلام الفاحش وعلمائنا ھذہ الصورۃ وجملۃ الصور لصلوٰۃ
لو بخطاب ونداء یقولون مستحب ومستحسن وللمتعلقین یامرون
بذالک۔ شہاب ثاقب ص ۶۵

Marfat.com

نہیں مقید ساتھ طرف کے قرب و بعد میں بس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔

اشرفعلی تھانوی

کہ یوں دل چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

اور یہ مقام غور و فکر ہے کہ اکابر دیوبند اسے مستحب جانتے ہیں اور ہمارے زمانے کے وہابی اور مودودی اور پنجپیری وغیرہ اس درود کو شرک کہتے ہیں جو ساتھ نداء و خطاب کے ہو پس ثابت ہوا ان کے قول سے کہ ان کے اکابر تمام مشرک ہے دلیکن یہ نہیں سمجھتے علم کو اس لیے کہ یہ جاہل ہیں۔

حسین احمد مدنی

وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور ان کا استہزاء (مذاق) اڑاتے ہیں اور برے کلمات کہتے ہیں اور علماء ہمارے اس صورت کو اور تمام صور درود کو اگرچہ بخطاب و ندا ہی کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔

Marfat.com

محمد ذکریا السہارنپوری

قال فی فضائل درود وفی فھمی ان یجمع الصلوٰۃ والسلام فالافضل
اعنی مکان السلام علیک یا رسول اللہ والسلام علیک یا حبیب اللہ
یقال الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اعنی ان ازید علیہ لفظ صلوٰۃ
فضائل درود ص۱۳۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ ص۲۹

وقال حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فی
احیاء العلوم واحضر فی قلبک النبی علیہ السلام وشخصہ الکریم وقل
السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ولیصدق املک
فی انہ یبلغہ ویرد علیک ما ھو اوفیٰ منہ انتھی احیاء العلوم ص۱۴۹ جلد ۱ ؎
وھذہ العبارۃ وجدت فی اکثر کتب الفقھاء۔ عمدۃ القاری شرح بخاری
جلد ۶ ص۱۱۱ مواھب اللدنیہ جلد ۲ ص۳۲۰ زرقانی شرح مواھب اللدنیہ جلد ۷ ص۲۲۹
زرقانی شرح موطا امام مالک جلد ۱ ص۱۷۱ سعایہ جلد ۲ ص۲۲۷ فتح الملھم جلد ۲ ص۱۴۳
اوجز المسالک جلد ۱ ص۲۶۵ مسک الختام شرح بلوغ المرام ص۲۵۹

فبطل اثبات الوھابیۃ وقولھم من حضر فی قلبہ النبی علیہ السلام
وقت الصلوٰۃ فصلوٰتہ فاسدۃ۔ نعوذ باللہ من انفسھم ویرحم اللہ علیھم

؎ مطبوع فی بیروت

Marfat.com

محمد ذکریا سہارنپوری
فضائل درود میں کہا کہ بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیک یا رسول اللّٰہ اور السلام علیک یا حبیب اللہ کے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ۔ یعنی صلوٰۃ کا لفظ بڑھا دیا جائے۔

اور کہا امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں۔ اور حاضر کر اپنے دل میں نبی علیہ السلام کو اور تصور آپؐ کا رکھ اور کہہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ اور یقین جان کر یہ سلام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچ رہا ہے۔ اور اس کا جواب آپؐ بجا فرما رہے ہیں۔
اور یہی عبارت میں نے اکثر کتب فقہاء میں پائی ہے۔

پس باطل ہوا اثبات وہابیہ کا کہتے ہیں کہ جس نے نماز میں نبی علیہ السلام کا خیال لایا پس اس کی نماز فاسد ہوئی۔ العیاذ باللہ

Marfat.com

والنداءُ

وایضاً سمعتُ من الوهابیۃ والنداءُ لغیر اللہ شرک فتاوٰی رشیدیہ۔

قلنا

والنداء للنبی علیہ السلام وللاولیاء جائزٌ اما للنبی علیہ السلام فھو من حدیث عبدالرحمٰن بن سعد خدرت رجل ابن عمرؓ فقال لہ رجلٌ اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادب المفرد ص ۱۴۲

وایضاً فی فضائل درود لزکریا السہارنفوری دیوبند ص ۱۳۲

وایضاً اخرج النووی فی کتابہ الاغنی شرح مسلم) خدرت رجل ابن عباس فقال ابن عباس یا محمداہ صح الرجل فی الوقت کتاب الاذکار ص ۳۶۔

واما النداء لولی اللہ تعالٰی فھو جائزٌ ایضاً ان الولی تابع للنبی کما فی فتاوٰی حدیثیہ لابن حجر الھیتمی المکی

Marfat.com

اور اسی طرح سُنا ہے میں نے وہابیہ سے کہ نداء غیر اللہ کو شرک ہے

قلنا

اور پکارنا نبی علیہ السلام کو یا اولیاء کو یہ جائز ہے وہ نداء جو نبی علیہ السلام کو ہے وہ ثابت ہے حدیث عبدالرحمان بن سعد سے ابن عمر کا پاؤں سُن ہو گیا پس کسی آدمی نے اسے کہا یاد کر اُس کو جو تجھے تمام لوگوں سے اچھا اور محبوب ہو پس کہا اُس نے یا محمد

اور اسی طرح امام نوویؒ نے کہا شرح مسلم میں کہ سو گیا پاؤں ابن عباس کا پس کہا اُس نے یا محمداہ صحیح ہوا پاؤں اُس کا اُسی وقت میں

اور بہر حال نداء جو ولی اللہ سے ہے وہ بھی ایسا ہی جائز ہے اس لیے کہ ولی تابع ہے نبی کے جیسا کہ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے جو ابن حجر الھیتمی مکیؒ کا ہے۔

Marfat.com

وقال علامۃ خیرالدین رملی فی فتاوٰی خیریہ ھو اُستاد لصاحب درالمختار فقال یا شیخ عبدالقادر جیلانی فھو نداءٌ واذا اضیف الیہ شیئًا فھو طلب شیئ اکرامًا اللّٰہ فما الموجب لحرمۃ فتاوٰی خیریہ مطبوعہ مصر المجلد الثانی ص ۱۸۲

وقال فی الھدایۃ والصلوٰۃ علی النبی علیہ السلام خارج الصلوٰۃ واجبۃ کما قال الکرخی او کلما ذکر علیہ الصلوٰۃ کما اختارہ الطحاوی انتہی بخاری جلد ثانی علی الھامش۔

فافھموا وافکر یا منکر النداء والخطاب
الیٰ اقوال العلماء والمفتیین وقل۔
یا نبی درود جناب تو

دردزباں است مہ و سال صبح شام
نزدیک چو تحفہ فرستیم ما زدور
درداست راہیں صلوٰۃ ست وسلام

ابوالمجاہد عامر محمد عبدالخالق القادری ۱۹۷۶ء

Marfat.com

اور کہا علامہ خیر الدین رملی نے فتاوٰی خیریہ میں جو کہ اُستاد ہے مصنف درمختار کا پس کہا یہ ندا ہے یا شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور جب ساتھ اسکے پڑھا جاتا پس وہ طلب شیئی ہے از روئے اکرام اللہ کے پس کیا سبب ہے اسکی حرمت کیلئے

اور ہدایہ میں ہے اور درود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نماز سے باہر واجب ہو جیسا کہ کرخی نے کہا اور جب ذکر ہو آپؐ پر درود جیسا کہ مختار کیا ہے اسے طحاوی نے پس غور و تفکر کر اے منکر ندا و خطاب کے طرف اقوال علماء کے اور مفتیو نکے اور

Marfat.com

ویلیہ ھذہ الیٰ ماقبلہ۔ قول القائل حین وقت الاذان عند شہادۃ الاولیٰ اوالثانیۃ۔ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ

قال جلال الدین السیوطیؒ والقہستانی فی شرح الکبیر نقلاً عن کنزالعباد اعلم انہ یستحب ان یقال عند السماع الاولیٰ من الشہادۃ الثانیۃ صلے اللہ علیک یارسول اللہ وعند سماع الثانیۃ قرۃ عینی بک یارسول اللہ ثم یقال اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابہامین علے العینین وقال علیہ السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علیٰ عینیہ لم یعم ابداً الخ حاشیہ جلالین مطبوعہ اصح المطابع ثم روح البیان ماتحت ان اللہ وملئکتہ الآیۃ وموضوعات کبیر لملا علیقاری ص ۳۴۹ ثم البصائر لمولانا حمد اللہ ڈاٹی والیضاً قال العلامۃ الشامی ص ۲۷۹ تتمہ

Marfat.com

اور یہ ملا ہوا ہے ساتھ گزشتہ کے۔ قول قائل کا وقت آذان کے نزد شہادت اول کے یا ثانیہ کے۔ یارسول اللہ تم میری آنکھوں کے ٹھنڈک ہو۔

کہا جلال الدین سیوطی نے اور قہستانی نے شرح کبیر میں نقل کیا کنز العباد جان کہ بے شک یہ مستحب ہے کہ کہا جاوے سماع اولیٰ کے نزدیک شہادت ثانیہ سے درود ہو تم پر اے اللہ کے رسولؐ اور وقت شہادت ثانیہ کے ٹھنڈک ہو تم یارسولؐ اللہ میری آنکھوں کے پھر کہے اے اللہ دے مجھے قوت سماع و بصارت کی یہ کہے بعد رکھنے ناخن انگوٹھوں دونوں کے آنکھوں پر اور کہا نبی علیہ السلام نے جس نے سنا آذان میں نام میرا اور چوما ناخن دونوں انگوٹھوں کے اور آنکھوں پر لگایا کبھی آنکھیں خراب نہ ہوں گی۔

Marfat.com

حیلۃ الاسقاط

جمعہ الحیل وتعریفہ ما یحتال بہ الرجل بحمد اللہ تعالیٰ وعونہ اہل السنۃ یفعلون حیلۃ الاسقاط من زمان عمر رض الی الاٰن وفی جوازہ کثرۃ الاثبات۔

فان قلت کیف اجاز العلماء الحیل مع ان البخاری اورد فی کتابہ الحیل احداو ثلثین حدیثا فی منع الحیل؟

قلنا

تحقیق المقام ان ادلۃ باب الحیل قد جاءت مختلفۃ فبعضہا یقتضی عدمہ وبعضہا یقتضی وجودہ والبخاری اختار الاول فاورد الاحادیث التی تراہا ولکن بعضہا لا یدل علی الحیل اصلاً ولم یذکر ما یدل علے الجواز من الکتاب والسنۃ بل شنع علے من اجاز الحیل قال الحافظ ابن حجر العسقلانی فی شرح البخاری بعدما ذکر اقسام الحیل واختلاف العلماء فیہا ما نصہ ولمن جازہا مطلقاً او ابطلہا مطلقاً ادلۃ کثیرۃ فمن الاول قولہ تعالیٰ وخذ بیدک ضغثاً فاضرب بہ ولا تحنث وقد عمل بہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

حیلہ اسقاط

جمع اس کی حیل ہے اور تعریف یہ ہے ما یحتال بہ الرجل۔ اللہ کے فضل و کرم
سے اسقاط اہل السنۃ کر رہا ہے زمانہ عمرؓ سے اب تک اور اس کے جواز میں اثبات بہت ہیں
اگر تو کہے کہ علماء نے حیلہ کو کیسے جائز قرار دیا حالانکہ بخاریؒ نے کتاب الحیل میں اکتیس[۳۱]
احادیث عدم جواز میں لکھی ہیں ؟

قلنا

تحقیق مقام یہ ہے کہ دلائل بارے حیل میں مختلف ہیں پس بعض تقاضہ عدم رکھتی ہیں
اور بعض اس کے جواز پر مقتضی ہیں اور بخاریؒ نے اول یعنی عدم جواز کو اختیار کیا پس وارد
کی احادیث جو سامنے ہیں ولیکن بعض دلائل نہیں حیل پر اصلاً اور ذکر نہیں کیا بخاریؒ
نے وہ جو دال ہیں جواز پر کتاب و سنت سے بلکہ زجر کیا اس پر جس نے حیلہ کو جائز کہا
کہا حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں بعد ذکر کرنے اقسام حیل کے اور اختلاف
علماء کا وہ جو نصب ہے اس میں اور جس نے مطلقاً جائز قرار دیا۔ یا مطلقاً باطل کیا اسے
دلائل کثیرہ سے پس اوّل یہ قول رب تعالیٰ کا اور پکڑ ہاتھ میں جھاڑو پس مار اس سے
اور حانث نہ ہو اور تحقیق عمل کیا اسکے ساتھ نبی علیہ السلام نے

59722

Marfat.com

فی حق الضعیف الذی زنیٰ وھو من حدیث ابی امامۃ بن سہل فی السنن ومنہ قولہ تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا وفی الحیل من المخارج من المضائق ومنہ مشروعیۃ الاستثناء فان فیہ تخلیصا من الحنث وھذہ لک الشروط کلھا فان فیھا سلامۃ من الوقوع فی الحرج۔ ومنہ حدیث ابی ھریرۃ وابن سعید فی قصۃ بلال بع الجمع با لدراھم ثم ابتع منہا۔ ومن الثانی قصۃ اصحاب السبت وحدیث حرمت علیھم الشحوم فجملوھا فباعوھا واکلوا اثمنھا وحدیث النھی عن النجش وحدیث لعن المحلل والمحلل لہ اھ وقال شمس الایمۃ السرخسیؒ فی حیل المبسوط ان الحیل فی الاحکام المخرجۃ عن الامام جائزۃ عند جمھور العلماء انما کرہ ذلک بعض المتقشفۃ بجھلھم وقلۃ تاملھم فی الکتاب والسنۃ والدلیل علی جوازہ من الکتب قولہ تعالیٰ وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث ھذا التعلیم المخرج لایوب علیہ السلام عن یمینہ التی حلف لیضربن زوجتہ مائۃ سوط فانہ حین قالت لو ذبحت عناقا باسم الشیطان

Marfat.com

بیچ حق ضعیف کے وہ جس نے زنا کیا تھا اور وہ حدیث ابی امامۃ بن سہل کی ہے
سنن میں اور اسی سے یہ فرمان رب تعالیٰ کا اور جو ڈرے اللہ سے کر دیگا واسطے اس کے
نکلنے کی راہ اور حیل میں راستہ ہے آسانی ہے تنگیوں سے اور اسی سے ہے مشروعیت ہے استثناء کی
اس لیے کہ اسمیں خلاصی ہے حنث سے اور اسی طرح تمام شروط پس اس میں سلامتی ہے حرج میں
پڑنے کی۔ اور اسی سے حدیث ابو ہریرہؓ کی اور ابن سعید کی قصہ بلال میں (بع الجمع بالدراہم
ثم ابتع بہا) اور دوسرے سے قصہ اصحاب سبت کا اور حدیث حرمت علیہم الشحوم ولی
اور حدیث ہنی عن النجش کی اور حدیث لعن المحلل اور محلل لہٗ کی الخ
اور کہا شمس الائمہ سرخسی نے حیل مبسوط میں کہ حیل احکام مخرجہ میں امام اعظمؒ سے جائز ہے
تمام علماء کے نزدیک اور یہ کہ مکروہ جانا بعض بدبختوں نے واسطے جہالت اُن کے اور کمی فکر
کے کتاب و سنت میں اور دلیل جواز پر کتاب سے یہ قول رب تعالیٰ کا وخذ بیدک الخ
یہ تعلیم مخرج ہے ایوب علیہ السلام کیلئے اُس قسم سے جو اُٹھائی تھی کہ البتہ ضرور مارونگا
میں بیوی اپنی کو سو دُرّے جب کہا تھا اُسکی عورت نے اگر ذبح کرے تو عناق ساتھ
اسم شیطان کے۔

Marfat.com

فی قصة طویلة اوردها اهل التفسیر رحمہم اللہ وقال اللہ
تعالیٰ فلما جہزهم بجهازهم جعل السقایة فی رحل اخیه
الیٰ قوله ثم استخرجها من وعاء اخیه کذلک کدنا لیوسف
وکان هذا منه حیلة لامساک اخیه عنده علی وجه
لا یقف اخوته علیٰ مقصوده وقال جل جلاله حکایة عن
موسیٰ علیه السلام ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولم یغلب
علیٰ ذلک لانه قید سلامته بالاستثناء و هو مخرج
صحیح قال اللہ تعالیٰ ولا تقولن لشیٔ انی فاعل ذلک
غدا الا ان یشاء اللہ۔

واما السنة فما روی عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال
یوم الاحزاب لعروة بن مسعود فی شان بنی قریظة فلعلنا
امرناهم بذلک فلما قال له عمرؓ فی ذلک قال علیه السلام
الحرب خدعة وکان ذلک منه اکتساب حیلة ومخرجاً
من الاثم بتقیید الکلام بلعل ولما اتاه رجل اخبره
انه حلف بطلاق امرأته ثلاثا ان لا یکلم اخاه قال له طلقها

Marfat.com

لیے قصہ میں جیسے لکھا مفسرین کرام نے اور کہا اللہ تعالیٰ نے پس جب تیار کیا واسطے ان کے
سامان رکھدیا پیالہ پانی والا کجاوے میں اسکے بھائی کے پھر نکال لیا اُسے بھائی کے کجاوے سے
اور اسی طرح کام سنوارا ہم نے یوسفؑ کا اور تھا یہ اس سے حیلہ امساک کا بھائی سے اُس کے ماں
اور پر وجہ نہ موقوف ہونے بھائی اُسکے کے اُوپر مقصود کے اور کہا رب تعالیٰ نے حکایت موسیٰؑ
سے پائیگا تو مجھے صابر اگر اللہ نے چاہا اور نہ غالب ہوا وہ اس صبر پر اس لیے کہ یہ قید سلامتی کی ہے ساتھ
استثناء کے اور یہ مخرج صحیح تھا اور فرمایا رب تعالیٰ نے اور ہرگز نہ کہو کسی چیز کیلئے کہ کروں گا
میں اسے کل مگر یہ کہ اللہ چاہے

اور وہ جو حدیث ہے پس وہ روایت کی گئی ہے نبی علیہ السلام سے جو کہ فرمایا یوم احزاب پر
عروہ بن مسعود کو شان بنی قریظہ میں پس کہ شاید مامور ہیں ہم اسی پر پس جب کہا عمرؓ نے اسمیں
فرمایا نبی علیہ السلام نے الحرب خدعۃ۔ اور تھا اسی طرح اس سے کتاب حیلہ اور مخرج گناہ سے
پس مقید رکھا کلام لفظ لعل سے اور جب اسکے پاس آدمی اور خبر دی کہ اُس نے حلف اُٹھایا
طلاق کیساتھ اپنی عورت کو کہ نہ کلام کرے ساتھ بھائی اُسکے سے کہا اُسے طلاق دے اسے ایک

Marfat.com

واحدة فاذا انقضت عدتها فكلم اخاك ثم تزوجها وهذا تعليم الحيلة والاثار فيه كثيرة ومن تأمل احكام الشرع وجد المعاملات كلها بهذه الصفة وقال فمن كره الحيل فی الاحکام فانما یکرہ فی الحقیقۃ احکام الشرع واللہ اعلم بخاری المجلد الثانی ص ۲۱ مقدمۃ

وصیۃ الاموات فی حیلۃ الاسقاط

الدلیل الاول لوصیت الاموات بقولہ تعالٰی من بعد وصیۃ توصی بھا او دین۔

وجہ الاستدلال ۔ لفظ وصیۃ مطلق لقید الدورات

وجہ الاستدلال ۔ المطلق یجری علی الاطلاق لان کل افراد ثابتۃ بالمطلق کمنصوص علیہ

وجہ الثانی ۔ وقع لفظ وصیۃ بقولہ تعالٰی من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین ۔ وجہ الثالث ۔ وقع وصیۃ بقولہ تعالٰی من بعد وصیۃ توصون بھا او دین ۔

وجہ الرابع ۔ لفظ وصیۃ ثبت بقولہ تعالٰی من بعد وصیۃ یوصی

Marfat.com

پس جب پوری ہو عدت اس کی پس بات کرلے اپنے بھائی سے پھر نکاح میں لا اس کو اور یہ تھی تعلیم حیلہ کی اور احادیث اس میں بکثرت ہیں اور جس نے فکر کیا احکام شرع میں گویا تمام معاملات پائے اس نے اس صفت کے ساتھ اور کہا پس جس نے مکروہ جانا حیلہ کو احکام میں پس اس نے مکروہ جانا درحقیقت احکام شرع کو (اور جس نے احکام شرع کو مکروہ جانا وہ کافر ہے۔ بآیت الیوم اکملت لکم)

وصیت اموات کی حیلہ اسقاط میں

دلیل اول وصیت اموات کی ساتھ قول رب تعالیٰ کے من بعد وصیۃ توصی بھا او دین

وجہ استدلال کی۔ لفظ وصیت مطلق ہے قید دوران کو

وجہ استدلال کی۔ مطلق اپنے اطلاق پہ جاری ہوتا ہے اسلئے کہ تمام افراد ثابت ہیں مطلق جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

وجہ ثانی۔ واقع ہوا لفظ وصیت ساتھ قول رب تعالیٰ کے من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین

وجہ ثالث۔ واقع ہوئی وصیت ساتھ قول رب تعالیٰ کے من بعد وصیۃ توصون بھا او دین

وجہ رابع۔ لفظ وصیت ثابت ہے ساتھ قول رب تعالیٰ کے من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین

Marfat.com

بھا اور ین ۔
وعن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یصوم احد من احد ولا یصلی احد عن احد ولکن یطعم عنہ ۔ رواہ النسائی عینی بخاری ص ۲۶۲ مجموعہ رسائل شامی جلد اول صـ۱۳ مجمع الانہار صوم صـ ۲۴۲ مشکل الآثار جلد اول صـ ۱۴۱ والسنن الکبری ثم جوہر النقی جلد رابع زیلعی جلد ثانی صـ ۴۶۳ ودرایہ صـ ۱۷۷
عن ابن عمر عن النبیؐ قال من مات وعلیہ صیام شہر رمضان فلیطعم مکان یوم مسکینا ترمذی ثم مشکوٰۃ الصوم قضا صـ ۱۷۷

دوران القرآن

قال المورخ صاحب الفتوح محمد ابن عمر الواقدی اخبر العاصم عن ابن جریج عن ابی شہاب عن ام سلمۃ عن ابی موسی الاشعری قال فعل عمرؓ تداور جزء القرآن من مالی لا الی عمرؓ یتساءلون فی عشرین رجلا بعد صلاۃ الجنازۃ لا مرءۃ ملقبۃ بحبیبۃ زوجۃ قلاب (وفی نسخۃ ملاب) فتاوی سمرقندی لابی اللیث و منہاج الواضح صـ ۲۶۴ ودرۃ البرر لامام الغزالی ۔

Marfat.com

اور روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ روزہ رکھے ایک آدمی دوسرے کیلئے اور نہ نماز پڑھے ایک دوسرے کیلئے مگر طعام دے ایک دوسرے کیلئے۔

اور مروی ہے ابن عمرؓ وہ نبی علیہ السلام سے کہ فرمایا آپؐ نے جو فوت ہوا اور اس پر رمضان کے روزے تھے پس لازم ہے کہ کھانا کھلائے جگہ مسکینوں کو ایک دن۔

دوران قرآن

کہا مؤرخ صاحب الفتوح نے جو محمد ابن عمر الواقدی ہیں خبر دی مجھے ابو عاصم نے اُنہوں نے ابن جریج سے اُنہوں نے ابی شہاب سے ام سلمہ سے وہ ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا کہ پھرایا عمرؓ نے جزو قرآن کی تیسویں پارے تیسویں تک بیس آدمیوں میں نماز جنازہ کے بعد واسطے ایک عورت کے جو لقب دی گئی ہے ساتھ حبیبہ کے جو زوجہ ہے تلاب کی (اور ایک نسخہ میں ملا ہے)

Marfat.com

حدثنا العباس بن سفیان عن ابی علیة عن عون عن محمد عن
عبد اللہ بن عمر قال قال عمر ایہا المسلمون اجعلوا القرآن وسیلة
لنجاة الموتی فتحلقوا و قولوا اللّٰھم اغفر لھذا المیت بحرمة قرآن المجید
و ثبت بھذا السند ایضاً اخبر سعد عن ایوب عن جمیع عن
عبد الرحمٰن عن ابی بکر انہ وجد دوران القرآن عمر
والقرآن شافع للمؤمنین حیاتاً و بعد مماتاً۔ فتاویٰ سمرقندی ثم منہاج
الواضح صـ٢٦٤۔
قال الامام احمد اسہل طریقة ان یبیع الوارث علی الفقیر مصحفاً
جدیداً (ای صحیحاً) قابلاً للقرءة لغبن فاحش ثم یھب الفقیر ثم
نثم حتی یتم لعل اللہ تعالیٰ یجعلہ فدیة فی مقابلة الصوم والصلوٰة
والزکوٰة والمنذورات الخ کتاب الحیل لامام محمد۔
وفی الحیل اختلاف لسرفراز خان النجدی ھو یقول کتاب الحیل لیس لامام
محمد۔ فثبت انہ جاہل ان کل العلماء یقولون الکتاب الحیل لامام محمد
و درة البرر لامام الغزالی ثم منہاج الواضح صـ٢٦٥
فافکروا فھم بلا منکر الحیلة۔ فیہ حق و آیات الحیلة

Marfat.com

روایت ہے ابن عباسؓ سے وہ ابی ملیہ سے وہ عون سے وہ محمد سے وہ عبداللہ بن عمر سے کہ فرمایا عزوجل نے اے مسلمانو قرآن کو وسیلہ پکڑو پس حلقہ بناؤ اور کہو اے اللہ بخشدے اس میت کو بوسیلہ قرآن مجید کے اور ثبت ہے اس سند سے اسطرح کہ روایت ہے سعد سے وہ ابو یحیٰ وہ جمیع سے وہ عبدالرحمان سے وہ ابوبکرؓ سے کہ پایا اسنے عمرؓ کو دوران قرآن کرتے پڑھتے اور قرآن شافع ہے مومنین کو زندگی میں اور بعد موت کے

اور کہا امام محمد نے کہ آسان طریقہ اس کا یہ ہے کہ دے وارث فقیر کو قرآن مجید نیا دینی صحیح (قابل قرأت) واسطے عین فاسش کے ختم پھر دے فقیر پھر اور پھر یہاں تک کہ تام ہو جائے شاید پھیر دے اللہ تعالیٰ فدیہ اس کو مقابلہ روزوں کے اور نمازکے اور زکوٰۃ کے اور نذروں کے

اور کتاب حیل میں اختلاف ہے سرفراز خان نجدی کو وہ کہتا ہے کہ کتاب الحیل امام محمد کی نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ وہ جاہل ہے اسلیئے کہ تمام علما رکہتے ہیں کتاب الحیل امام محمد کی ہے۔

پس سوچ کر اور فکر کر اے منکر حیلہ کے۔ یہ حق ہے اور اسمیں لتشانیا بجز حرج نہیں

Marfat.com

وَالمستحق للصدقة مَنْ قلنا

ـه وفی المطبوع مصر ص ۴۹۲ ج ۲ الآخر

المنصوص علیہ فی المذہب وعلیہ العمل الیوم ان یجمع الوارث عشرۃ رجال لیس فیھم غنی ولا عبد ولا صبی ولا مجنون الخ وما تعارفہ الناس ونص علیہ اھل المذھب ان الواجب ادارۃ مشتملۃ علی النقود او غیرھا کجواھر وحلی و بنوالامر علی اعتبار القیمۃ ولا دارۃ الصورۃ طرایق - مجموعہ رسائل شامی المجلد الاول ص ۲۱۲-۲۱۱ ـہ
وان کانت الصلوٰۃ کثیرۃ والحنطۃ قلیلۃ یعطی ثلثۃ اصوع عن صلوٰۃ یوم ولیلۃ مع الوتر مثلا الی الفقیر ثم یدفعھا الفقیر الی الفقیر ثم یدفعھا الفقیر الی الوارث ھکذا یفعل مرارا حتی یستوعب الصلوٰۃ ونحوھا کبیری جلد فوائت ص ۵۸۳ تتارخانیہ ثم جواہر النفیس ص ۳۰ المتقط - اشباہ والنظائر وشرح ہدیۃ ابن العماد جامع الرموز کتاب الصوم ص ۱۶۲ وقاضی خان المجلد الاول ص ۱۷۰ وشامی جلد اول ص ۲۱۲-۲۱۰ ان تبرع الولی بالاسقاط یجوز الخ ویجوز التبرع الاجنبی بہ - مراقی الفلاح ص ۲۶۳ طحطاوی وشامی جلد اول ص ۴۹۲ ومنحۃ الخالق المجلد الثانی ص ۹۷

Marfat.com

اور مستحق صدقہ کا کون ہے

قلنا.

منصوص علیہ مذھب میں یہ ہے اور آج تک اس پر عمل ہے کہ جمع ہوں وارث دس آدمی نہ ہووِان میں غنی اور نہ غلام اور نہ بچہ اور نہ دیوانہ الخ اور وہ جیسے لوگ جانتے ہوں۔

اور ثابت ہیں اسپر اہل مذہب واجب یہ ہے کہ دائرہ بنائیں جو مشتمل ہو جو نقود پر یا چیز اسپر جیسے جواہر و حلی وغیرہ اور بنو الامرا عتبار قیمت پر ہے

اگر نمازیں بہت ہوں اور گندم تھوڑی ہو دی جائیں تین[۳] اور کی نمازیں ایک دن رات کی سمیت وترکے مثلاً طرف فقیر کے پھر دے اسے وارث فقیر کو پھر آ فقیر وارث کو اسی طرح کرے تکرار کیا تو یہاں تک پوری ہوں نمازیں ما در مثل اس کے

Marfat.com

حیوٰۃ الانبیاء والشہداء

اعلم ان الانبیاء احیاءٌ ویصلّون فی قبورھم والشہداء ھم احیاء لقولہٖ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء وفی المقام الثانی بل احیاء عند ربھم یرزقون ۔

وقال جلال الدین السیوطیؒ فی الحاوی للفتاوٰی الانبیاء افضل من الشہداء ۔ ای افضل فی حیوٰۃ القبر وافضل فی اکل الرزق

حدّثنا ابوبکر بن شیبۃ عن حسین بن علی عن عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر عن ابی الاشعث الصنعانی عن شداد بن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق اٰدم وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا عَلَیَّ من الصلوٰۃ فیہ فان صلوٰتکم معروضۃ عَلَیَّ فقال رجل یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد اَرمتَ یعنی بلیت فقال ان اللہ حَرَّمَ عَلَی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ۔ رواہ ابن ماجۃ ص ۷۶

فائدۃ ۔ ان الانبیاء احیاء ویقولون الوھابیۃ زماننا ھم اموات العیاذ باللہ من شرور انفسھم فثبت ان الوھابیۃ کاھم

Marfat.com

حیات انبیاء اور شہداء کے بارے میں

جان لو کہ بے شک انبیاء زندہ ہیں اور اپنے قبور میں نماز پڑھتے ہیں اور شہداء بھی زندہ ہیں واسطے قول رب تعالیٰ کے اور نہ کہو مردہ اُن کو جو اللہ کے راستے میں قتل کیے جائیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور دوسرے مقام پر فرمایا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں اور کہا جلال الدین سیوطیؒ نے حاوی الفتاوی میں کہ انبیاء افضل ہیں شہداء سے۔ اسی افضل ہیں حیوٰۃ قبریہ میں اور رزق کے کھانے میں

روایت ہے ابوبکر بن شیبہ سے وہ حسین بن علی سے وہ عبدالرحمان بن یزید بن جابر سے وہ ابی الاشعث صنعانی سے وہ شداد بن اوس سے کہ فرمایا رسول اللہ نے افضل ایام میں سے جمعہ ہے اسی میں آدمؑ پیدا ہوا اور اسی میں نفخ ہے اور اسی میں صعقہ ہے پس کثرت کرو مجھ پر درود سے اسمیں پس تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے پس کہا ایک آدمی نے یا رسول اللہ ہم آپ پر درود کیسے پیش کریں کہ تحقیق آپ تو رخصت ہوئے پس فرمایا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا زمین پر کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے

فائدہ ۔ یہ ہوا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں اور ہمارے زمانے کے وہابیہ کہتے ہیں کہ وہ مر گئے نعوذ باللہ من شرور انفسہم پس ثابت ہوا کہ وہابیہ تمام

Marfat.com

ضال مضل کما فی الصاوی علی الجلالین وکذلک سائر الاموات ایضا یسمعون السلام والکلام ویعرض علیہم اعمال اقاربہم نعم الانبیاء یکون حیاتہم علی الوجہ الاکمل ص۱۱ حاشیۃ ابن ماجہ

ثبوت الرزق ھم یاکلون فی قبورھم

ففی اکل الرزق احادیث کثیرۃ وللثبوت یکفی واحد وللعاقل ولہم کثیرۃ للمجنون

حدثنا عمرو بن سواد المصری عن عبد اللہ بن وھب عن عمرو بن الحارث عن سعید بن ابی ھلال عن یزید بن ایمن عن عبادۃ بن نسی عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوٰۃ عَلَیَّ یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملٰئکۃ وان احدًا لن یصلی عَلَیَّ الا عرضت عَلَیَّ صلوٰتہ حتی یفرغ منھا قال قلت وبعد الموت ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیٌّ یرزق رواہ ابن ماجہ ص۷۶

ثبوت صلوٰۃ الانبیاء فی قبورھم

واخرج البیھقی فی کتاب حیوٰۃ الانبیاء عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ رواہ البیھقی۔

لہ و فی الشفاء فی الجلد الثانی الثالث ص۱۳۹

Marfat.com

گمراہ ہیں اور گمراہ کرنے والے ہیں جیسا کہ صاوی میں مذکور ہے اور ایسے ہی تمام اموات سنتے ہیں سلام و کلام کو اور ان کے رشتہ داروں کے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں تو ایسا ہی حیوۃ انبیاء ہوگی وجہ اکمل سے ۔

ثبوت انبیاء کا قبور میں رزق کھانا

پس اکل الرزق میں احادیث بہت ہیں ایک یہی کافی ہے اور بہت یہی ۔ روایت ہے عمرو بن سواد مصری سے وہ عبداللہ بن وہب سے وہ عمرو بن حارث سے وہ سعید بن ابی ہلال سے وہ زید بن ایمن سے وہ عبادہ بن نسی سے وہ ابی الدرداء سے کہ فرمایا رسول اللہ نے جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو اسلیے کہ یہ مشہود ہے گواہی دیتے ہیں فرشتے اور تم میں جب کوئی درود پڑھتا ہے مگر مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوتا ہوں ۔ راوی کہتے ہیں اور بعد موت کے اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجساد حرام کر دیئے ہیں اکل کے ۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے ۔

ثبوت انبیاء کا قبور میں نماز پڑھنا

اور کہا بیہقی نے حیاۃ انبیاء میں روایت ہے انس سے کہ فرمایا رسول اللہ نے انبیاء زندہ ہیں اپنے قبور میں نماز پڑھتے ہیں ۔

Marfat.com

واخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن یوسف بن عطیۃ قال سمعتُ ثابتاً البنانی یقول لحمید الطویل ہل بلغک ان احداً یصلی فی قبرہ الا الانبیاء؟ قال لا۔ الحاوی للفتاوی المجلد الثانی صـ ۲۶۴

وذکر عینی البخاری لان الانبیاء علیہم السلام احیاء عند ربہم یرزقون فلا مانع ان یحجوا فی ہذا الحال لما ثبت فی صحیح مسلم من حدیث انسؓ انہ علیہ السلام رأی موسیٰ قائماً فی قبرہ یصلی۔ عینی البخاری المجلد الرابع صـ ۵۴۳

واخرج البیہقی فی حیوٰۃ الانبیاء والاصبہانی فی الترغیب عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیّ فی یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ قضی اللہ لہ مائۃ حاجۃ، سبعین من حوائج الاٰخرۃ و ثلاثین من حوائج الدنیا ثم وکل اللہ بذلک ملکا یدخلہ علیّ فی قبری کما یدخل علیکم الھدایا ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیٰوۃ ولفظ البیہقی یخبرنی من صلی علیّ باسمہ فاثبتہ عندی فی صحیفۃ بیضاء۔

والثانی عن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الانبیاء

Marfat.com

اور کہا ابو نعیم نے حلیہ میں روایت ہے یوسف بن عطیہ سے کہ سنا میں نے ثابت بنانی سے حمید طویل سے کہہ رہے تھے کہ کیا تجھے معلوم ہوئے کہ انبیاء کیسواکوئی اپنی قبر میں نماز پڑہتا ہے فرمایا کہ نہیں۔

اور ذکر کیا عینی بخاری نے کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اپنے رب سے رزق ملتا ہے پس کیا ہے کہ ہم حجت پکڑیں اس حال میں جیسا کہ ثابت ہے صحیح مسلم سے حدیث انسؓ سے کہ تحقیق نبی علیہ السلام نے دیکھا موسیٰؑ کو اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے

اور کہا بیہقی نے حیات انبیاء میں اور اصفہانی نے ترغیب میں روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ نے جو مجھ پر جمعہ کے دن یا رات کو درود پڑھے گا پوری کریگا اللہ تعالیٰ اس کیلئے سو حاجت ستر حاجات آخرت سے اور تیس دنیا سے پھر موکل بنایا رب تعالیٰ نے اس کے ایک فرشتہ کو جو داخل ہوتا ہے قبر میں جیسے داخل ہوتے تم پر تحفے بیشک میرا علم بعد موت کے مثل علم حیات کا ہے اور لفظ بیہقی کا کہ بتایا گیا ہوں جس نے مجھ پر نام لیکر درود پڑھا پس وہ ثبوت ہے میرے پاس سفید صحیفہ میں

اور دوسری حدیث روایت ہے انسؓ سے وہ رسول اللہ سے فرمایا کہ بے شک انبیاء

Marfat.com

لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ولکنھم یصلون بین یدی اللہ
حتیٰ ینفخ فی الصور۔ حاوی الفتاوی المجلد الثانی ص ۲۶۵
واخرج ابو یعلیٰ عن ابی ھریرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لئن قام علےٰ قبری فقال
یا محمد لاجیبنہ۔
واخرج ابن سعد فی الطبقات وابو نعیم فی دلائل النبوۃ عن سعید
بن المسیب انہ کان یلازم المسجد فی ایام الحرۃ والناس یقتتلون
قال فکنت اذا حانت الصلوٰۃ اسمع اذانا یخرج من قبل القبر
الشریف وایضاً اخرج ابو نعیم فی دلائل النبوۃ الخ فثبت ان
الانبیاء والشھداء احیاء ومن انکر من حیاتھم فھو خارج
عن مذاھب الاربعۃ وھو ضال مضل۔

للمؤلف

انما الرسل والشھداء لا یموتون
بل احیاء عند ربھم یرزقون
بل الکفار لیس یحی فی قبورھم کنینا
والانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون
عامر القادری یوم الاحد ۱۵ نوامبر ۱۹۷۶ء میلادی

Marfat.com

نہیں چھوڑے جاتے اپنی قبور میں چالیس رات کے بعد ولیکن وہ اللہ کیلئے نمازیں پڑھیں گے تا قیامت۔

اور کہا ابو یعلیٰ نے وہ راوی ہیں ابو ہریرہ سے کہ سنا میں نے نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے جس نے تا نازل کیا عیسیٰ ابن مریم پھر اگر کھڑا ہو میری قبر پر اور کہے یا محمد البتہ میں ضرور جواب دوں گا۔

اور کہا ابن سعد نے طبقات میں اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت ہے سعید بن المسیب سے کہ وہ لازماً جایا کرتے تھے مسجد کو شدید گرمی میں اور لوگ

کہا پس جب میں تیار ہوتا نماز کیلئے سنتا میں آذان قبر کے آگے حصہ سے اور شہداء زندہ ہیں جس نے انکی حیات سے انکار کیا پس وہ خارج ہے مذاہب اربعہ سے اور وہ گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

یہ شعر مصنف کے لیے

بے شک شہداء اور رسول نہیں مرے ہوئے
بلکہ زندہ ہیں رب کے پاس سے رزق کھاتے ہوئے
ولیکن زندہ نہیں کفار قتل نبی ہمارے کے
اور انبیاء زندہ ہیں قبور میں نمازیں پڑھتے ہوئے۔

Marfat.com

الوسيلة بالانبياء والاولياء

الوسيلة ثابتة بنص قطعي لقوله تعالى وابتغوا اليه الوسيلة -
ولما جاءهم كتاب من عند الله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكفرين -
ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا الرحيما -
ان قلت الانبياء والاولياء ليس الوسيلة بهم عند الله بل الوسيلة عند الله العمل الصالح ؟

قلنا

قولك بل الوسيلة العمل الصالح فاى الحجة عندك ان عملك مقبول عند الله فثبت وسيلة العمل الصالحة جائز ولكن شك فى قبوليته والوسيلة الانبياء ليس فيه شك ومن وشك فى مقبوليتهم فقد كفر - وايضا يسئل الوسيلة الامام

Marfat.com

وسیلہ انبیاء و اولیاء کا

وسیلہ ثابت ہے قطعی نص سے یہ قول رب تعالیٰ کا اور طلب کرو اسکی طرف وسیلہ
اور جب آئی اُنکے طرف کتاب اللہ کی طرف سے تصدیق کرنے والی گزشتہ کتابوں کو اور تھے
قبل ازیں طلب فتح کرتے تھے کافروں پر پس جب آئی انکے طرف نہ پہچانا انہوں نے بلکہ منکر
ہوئے اس سے پس لعنت ہو اللہ کی کافروں پر۔
اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پہ ظلم کرکے آپ کے پاس آئیں پس بخشے ان کو رب تعالیٰ اور
بخشش مانگے ان کیلئے رسولؐ البتہ ضرور پائینگے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان
اگر تو کہے کہ انبیاء اولیا وسیلہ نہیں بلکہ وسیلہ عند اللہ عمل صالح ہے۔

قلنا

قول تیرا کہ عمل صالح وسیلہ ہے۔ پس کیا دلیل ہے تیرے پاس کہ تیرے عمل اللہ کے ہاں مقبول ہیں
پہلا ثابت ہوا کہ وسیلہ اعمال صالح کا جائز ہے۔ لیکن اسکی مقبولیت میں شک ہے اور وسیلہ میں
انبیاء کا اس میں کوئی شک نہیں اور جس نے شک کیا ان کی مقبولیت میں وہ کافر ہے اور اسی طرح
وسیلہ پکڑا امام اعظمؒ نے

Marfat.com

الاعظم رضی اللہ عنہ فی قصیدۃ النعمان بن ثابت
یا سید السادات جئتک قاصدا۔ ارجو رضاک واحتمی بحماک۔ قصیدۃ النعمان ومجموعہ قصائد ص ۲۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی
وایضا قال امام شرف الدین بوصیری فی قصیدۃ البردۃ
یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ۔ سواک عند حلول الحادث العمم
وایضا قال مولانا جامی المصنف لشرح جامی فی زلیخا
زمہجوری برآمد جان عالم۔ ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی۔ زمحروماں چرا غافل نشینی (زلیخا)
وقال مولانا شاہ عبد العزیز محدث الدہلوی فی تفسیر عزیزی پارہ عم سورۃ والضحیٰ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا ای بزرگ توئی قصہ مختصر

وایضا قال رئیس المخالفین مولوی اشرف علی التھانوی

Marfat.com

قصیدہ نعمان میں۔ کہ اے سرداروں کے سردار آیا ہوں تیرے پاس قاصد۔ اُمید رکھتا ہوں تیری رضا جوئی کی اور حمایت کر ساتھ حمایت اپنی کی۔

اور اسی طرح کہا امام بوصیری نے قصیدہ بردہ میں۔ اے مہربان ~~اخلاق والے~~ مخلوق کے آپکے سوا میرا کوئی نہیں مصیبتوں کے وقت جسکی پناہ لوں۔

اور اسیطرح کہا مولانا جامیؒ نے جو شرح جامی کے مصنف ہیں زلیخا میں

جدا سے عالم کی جان نکل رہی ہے یا رسول اللہ رحم فرمایئے کیا آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں؟ پھر ہم مجبوروں سے کیوں فارغ ہو بیٹھے۔

اور کہا مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر عزیزی میں

اے صاحب جمال والے اور اے بشر کے سردار آپکے چہرہ مبارک سے چاند منور ہے نہیں ممکن تعریف تمہاری جیسا کہ حق ہے مختصر یہی ہے کہ خدا کے بعد آپ کی ذات بزرگ ہے

اور اسی طرح کہا مخالفین کے سردار مولوی اشرف علی تھانوی نے

Marfat.com

یاشفیع العباد خذ بیدی، أنت فی الاضطرار معتمدی
نشر الطیب مطبوعہ تاج کمپنی ص ۱۹۴ حوالہ نمبر ۳ / ۱ تاج

فتوٰی در جواز التوسل بالانبیاؤ الاولیاء عند الوہابیہ
عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعاء من الانبیاء
والاولیاء والشہداء والصالحین عند حیاتہم وعند
بعد وفاتہم بہذا اللفظ اللہم بیسئلک بوسیلۃ فلان
ویقول کہذا الکلمات شیخ مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی ثم
المکوی و فتاوٰی رشیدیہ جلد اول ص ۹۳

اللہم انصرنا علیہم بالنبی المبعوث فی اخر الزمان بجد
صفتہٗ فی التوراۃ وبہذا الکلام یستفتحون الیہود الوسیلۃ
بجاہ النبی الکریم کما فی معالم التنزیل والخازن و
تفسیر الکبیر وتفسیر مظہری لقاضی ثناء اللہ پانی پتی ص ۱۹۴ ج ۱
وتفسیر جمل المجلد الاول ص ۷۷ مطبوعہ مصر
وعن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب انا کنا نتوسل
الیک بنبینا علیہ السلام فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم النبی

Marfat.com

اے شفاعت کرنے والے بندوں کے میرا ہاتھ پکڑ لیجئے اس لئے کہ تو میرا آپ پر اعتماد ہے مصائب میں
فتوای جواز توسل میں انبیاء و اولیاء کیا تھو ہابیہ کے نزدیک۔ ہم اور ہمارے علماء توسل کو
دعاؤں میں جائز سمجھتے ہیں اولیاء و انبیاء و شہداء اور صالحین کا اُنکی حیات میں اور
بعد وفات میں ان الفاظ سے اے اللہ تجھ سے سوال کرتا ہوں بحق فلاں کے اور اس جیسے اور
کلمات کہے۔
اے اللہ مددگار ہو ہمارا نبی سے جو مبعوث ہو گئے آخر زمانہ میں نعت اُنکی ہم توراۃ میں پائی
اس کلام سے یہود وسیلہ کرتے تھے ساتھ بزرگی نبی علیہ السلام کے جیسا کہ معالم التنزیل اور خازن
میں، اور تفسیر کبیر میں
اور روایت ہے انس بن مالک سے کہ عمر بن الخطاب ہم توسل کرتے تھے تیری طرف
نبی علیہ السلام سے پس تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم توسل کرتے ہیں تیری طرف
نبی علیہ السلام سے

Marfat.com

فاسقنا قال فیسقون رواہ البخاری صـ۱۳۷ ج ۱ والمشکوٰۃ فی باب صلوٰۃ الاستسقاء۔

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اعترف آدم علیہ السلام بالخطیئۃ قال یا رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم کیف عرفت محمدا الخ فقال اللہ تعالیٰ اذ سئلتنی بحقہ فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک۔ شفاء السقام صـ۱۶۲،۱۶۱

وقال شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ۔ انا المرید ی جامع لشتاتہ اذا ما سطا جوار الزمان بنکبۃ وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ فناد بیا زروق آت لبسرعۃ بستان المحدثین صـ۱۳۵ واردو صـ۲۰۶

ومن انکر التوسل بہ بأحد ھذین المعنیین فھو کافر مرتد یستتاب فان تاب والا قتل مرتدا۔ التوسل والوسیلۃ صـ۱۳۱ بیروت

واما دعائہ وشفاعتہ وانتفاع المسلمین بذالک فمن انکرہ فھو ایضاً کافر۔ التوسل والوسیلۃ صـ۱۳۱ مطبوعہ بیروت لبنان

Marfat.com

پس برسا ہم پر پس برسی بارش ۔

روایت ہے عمر بن الخطابؓ سے کو فرمایا رسول اللہؐ نے جب سرزد ہوئی خطا آدم علیہ السلام سے کہ اے رب سوال کرتا ہوں تجھ سے بوسیلہ محمدؐ کے بخشدے مجھے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم یہ جانتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الخ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تو مجھ سے محمدؐ کی وسیلہ سے مانگتا ہے تو میں نے تجھے بخش دیا ۔

اور کہا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے میں اپنے مرید کا اس کی پراگندیوں میں جامع ہوں جبکہ جور زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے گا اگر تو تنگی اور سختی میں ہو تو یا رزوق کہہ کر مجھے پکار میں جلدی آؤں گا

اور جس نے انکار کیا توسل کا ان معنی سے پس وہ کافر و مرتد ہے توبہ کرے ورنہ قتل ہو کیونکہ مرتد

اور وہ وجود علیہ اور شفاعت ہے آپ کی اور نفع پہنچانا مسلمانوں کو آپ کے ساتھ پس جس نے انکار کیا اس سے پس وہ اسی طرح کافر ہے ۔

Marfat.com

استفتاء

اخذ الاجرة بلا شرط علیٰ تعلیم القرآن جائز ام لا بینوا و توجروا؟

الجواب بعون الملک الوہاب

اخذ الاجرة بلا شرط علیٰ تعلیم القرآن جائز فی زماننا کما فی کتب الفقہاء۔ والمفتیٰ الیوم بصحتہا لان المنع فی ذلک الزمان لرغبة الناس فی التعلیم وحسبتہ ومروة المتعلمین فی مجازات الاحسان بالاستحسان بلا شرط فی زماننا۔ شرح الیاس المجلد الثالث ص ۱۲۳

وبعض مشائخنا استحسنوا الاستیجار علےٰ تعلیم القرآن الیوم لانہٗ ظہر التوانی فی الامور الدینیة ففی الامتناع یضیع حفظ القرآن وعلیہ الفتویٰ۔ ہدایہ جلد الثالث ص ۳۰۳

وقال فی البریقة شرح الطریقة المحمدیة اذ المریکن عقد ولا شرط فقرو الروح المیت رضاً للہ تعالیٰ فاعطاه قریب المیت شیئًا من المال فجائز۔ البریقة ص

ویجوز الاستیجار علے القرءة والدعاء حاوی القتاوی ص ۱۹۷ مطبوعہ

Marfat.com

فتویٰ

اُجرت بلا شرط تعلیم قرآن پر لینا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا ؟

جواب

اُجرت بلا شرط تعلیم قرآن پر لینا ہمارے زمانہ میں جائز ہے جیسا کہ کتب فقہاء میں اور فتویٰ اسکے صحیح ہونے پر ہے اس لئے کہ منع اس زمانہ میں واسطے رغبت لوگوں کے تعلیم میں از روئے حسبت اور تسانی متعلمین کیلئے بارے احسان بالاحسان بغیر شرط کے جائز ہے۔

اور علماء ہمار دنے مستحسن جانا اُجرت تعلیم قرآن پر آج کل اس لیئے کہ ظاہر ہوا اپنانا اُمور دینیہ میں پس اسکے منع کرتے سے ضائع ہوتا ہے حفاظت قرآن کی اور اسی پر فتوای ہے۔

اور کہا بر لقبۃ شرح طریقہ محمدیہ میں جب کہ نہ ہو عقد اور شرط پس پڑھا جائے میت کی روح کیلئے اور اللہ کی رضا کی خاطر پس دے قریب میت سے کچھ مال سے پس جائز ہے۔

اور جائز ہے اُجرت قرمت اور دُعا پر۔

Marfat.com

ویجوز الاستیجار علی تعلیم القرآن و قرءة القرآن عند القبر
عالمگیری تعلیم اللغة والادب ص ۲۷۲ جلد خامس۔
فثبت ان الاستیجار علی تعلیم القرآن جائز فی زماننا کما اختاره
علماء المتاخرین۔
مفتی اعظم سرحد علامہ شائستہ گل صاحب المتوی و مولانا عبدالسبحان القادری
و مولانا عامر القادری ہو الصحیح المجیب المصیب مولانا محمد یعقوب قادری

الغیب العطائی للنبی علیہ السلام

تعریف ماغاب عن العباد
اثبات بالآیات۔ قولہ تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ احداً الا
من ارتضیٰ من رسول پ ۲۹ الجن
وما ھو علی الغیب بضنین ای ماھو البخیل علی الغیب
فان اللہ لا یخفی الغیب علی النبی علیہ السلام بل ظاہر
علیہ جمیع المغیبات
فان قلت النبی علیہ السلام لیس العالم بغیب لقولہ تعالیٰ
وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ھو۔ قل لا یعلم الغیب الا اللہ

Marfat.com

اور جائز ہے اُجرت تعلیم قرآن پر اور پڑھنا قرآن کا قبر کے نزدیک۔
پس ثابت ہوا کہ اُجرت تعلیم قرآن پر ہمارے زمانہ میں جائز ہے جیسا کہ علماء متاخرین نے مختار کیا ہے۔

غیب عطائی النبی علیہ السلام

تعریف جو غائب ہو آدمیوں سے
یہ قول رب تعالیٰ کا پس نہیں ظاہر کرتا ہے غیب کو کسی پر مگر جس رسول پر راضی ہو جائے۔
اور نہیں وہ غیب بتانے میں بخیل پس اللہ تعالیٰ نہیں پوشیدہ کرتا غیب کو بلکہ ظاہر کرتا ہے تمام مغیبات کو آپ پر

پس اگر کوئی کہے کہ نبی علیہ السلام عالم الغیب نہیں واسطے قول رب تعالیٰ کے اور اسکے ہاں غیب کی کنجیاں ہیں نہیں جانتا کوئی اسے مگر وہی۔ فرما دو نہیں جانتا کوئی غیب

Marfat.com

ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ما تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔

قلنا

یعطی الغیب للنبی علیہ السلام کما قال اللہ تعالیٰ ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک وقال قاضی عیاض فالنبوۃ فی لغۃ من ھمز ماخوذۃ من النبأ وھو الخبر والمعنی ان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی غیبہ شفا شریف المجلد الاول ص ۱۴۱-۱۴۱

وقال اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ ورسولہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم۔ وقال الشاعر۔ تو دانائے ما کان وما یکون ہے

مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں۔

ای یا رسول اللہ ان اللہ تعالیٰ یعطی لک الغیب ولکن الوھابیۃ لا ینظرون الی غیبک۔

وقال حسین احمد الدیوبندی للنبوۃ علم الملئکۃ وعلم التقدیر وعلم احوال الساعۃ وعلم الحشر والنشر وعلم الجنۃ والنار وعلم الحلال والحرام

Marfat.com

سوائے اللہ کے اور اللہ کے نزدیک علم ہے قیامت کا اور نزول بارش کا اور جانتا ہے ارحام میں سب کچھ اور نہیں جانتا کوئی کس زمین پر مرے گا اللہ تعالیٰ عالم ہے باخبر ہے

قلنا

کہ نبی علیہ السلام کو علم غیب دیا گیا ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ غیب کی خبریں ہیں ہم نے آپؐ کی طرف وحی کیں اور کہا قاضی عیاضؒ نے پس نبوت لغت میں ہمز ماخوذ ہے نبأ اور خبر ہے اور معنیٰ یوں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مطلع کیا آپ پر غیب کو اور یہ قول رب تعالیٰ کا اور نہیں رب تعالیٰ کہ اطلاع دے تم کو غیب پر ولیکن اللہ چن لے رسول کو جس سے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اگر تم ایمان لائے اور ڈرے پس تمہارے لئے اجر عظیم ہے

شعر کا مطلب ۔ اے یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو علم غیب عطا فرمایا ولیکن وہابیہ آپکے غیب کو نہیں دیکھتے۔

اور کہا حسین احمد مدنی نجدی دیوبندی نے نبوت کیلئے مدار کا علم تقدیر کا علم اور قیامت کا علم حشر و نشر کا علم جنت و دوزخ کا علم حلال و حرام کا علم۔

Marfat.com

الشہاب الثاقب صـ۱۰۱

من استوعب علے النبی صلی اللہ علیہ وسلم او اهانہ فقد کفر کما فی خلاصۃ الفتاوی فی بیان الفاظ و کلمۃ الکفر۔

والوهابیہ یقولون وا ما الغیب للنبی علیہ السلام فعالم علیہ زید و عمر العیاذ باللہ۔

علم ما فی الارحام للنبی علیہ السلام

اخرج الخطیب و ابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس قال حدثتنی ام الفضل قال مررت بالنبی علیہ السلام فقال انک حامل بغلام الخ طبرانی فی الکبیر وقال السیوطی سند حسن صحیح کما فی جامع الکبیر۔

علم بای ارض یموت

وفی صحیح مسلم عن انس ندب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس فانطلقوا حتیٰ نزلوا بدرا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا مصرع فلان ویضع یدہ علے الارض ههنا وههنا فقال فما ماط (ای ما زال) و ما تجاوز احدهم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی حدیثہ عن امیر المومنین عمرؓ والذی بعثہ بالحق ما اخطؤا الحدود التی حدہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ مسلم

Marfat.com

جس نے نبی علیہ السلام کی عیب جوئی کی اور اہانت کی پس تحقیق وہ کافر ہے کما فی خلاصۃ الفتاویٰ
بیان الفاظ کفر اور کلمہ کفر میں ہے۔
اور وہابیہ کہتے ہیں کہ غیب نبی علیہ السلام جیسا زید و عمر کیلئے بھی ہے۔ نعوذ باللہ

ما فی الارحام کا علم

کہا خطیب نے اور ابونعیم نے دلائل کے اندر روایت ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ بتایا مجھے ام الفضل نے
کہ گزری میں نبی علیہ السلام پر پس فرمایا آپؐ نے بیشک تو حاملہ ہے لڑکے پر

علم کہ کونسی جگہ مرے گا

اور صحیح مسلم میں ہے روایت ہے انسؓ سے
یہاں تک کہ پہنچے بدر کو پس فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ یہ فلاں کی مرنے کی جگہ ہے
اور ہاتھ رکھا اپنا زمین پر جگہ جگہ پس راوی کہتے ہیں کہ نہیں ہوئی تبدیل جگہ کسی کی جہاں
آپؐ نے ہاتھ رکھا تھا اور ایک حدیث میں روایت ہے امیر المومنین عمرؓ سے کہ قسم ہے جس نے
بھیجا آپؐ کو حق کے ساتھ نہیں خطا ہوتی حدیں وہ جو حد رکھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

علم وينزل الغيث

اخرج البیہقی عن ابن عباس قال اصابتنا سحابۃ فخرج علینا النبی فقال ان ملکا موکلا بالسحاب دخل علیّ آنفا فسلم علیّ واخبرنی ان یسوق السماء الی وادٍ بالیمن یقال لہ ضریح فجاء نار اکب بعد ذلک فسألناہ عن السحابۃ فاخبرانہم مطروا فی ذلک الیوم قال البیہقی ولہ شاھد مرسل عن بکر بن عبد اللہ المزنی ان النبی علیہ السلام اخبرنا عن مالک السحاب انہ یجیئی من بلد کذا وانہم مطروا یوم کذا وانہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ الدولۃ المکیۃ

علم وما تدری نفس ماذا تکسب غدا

وفی الصحیحین عن سھل بن سعد فی حدیث خیبر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لاُعطین ھٰذہ الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فاعطاھا علیاً۔ فثبت انہ علیہ السلام کان یقول موکدا باللام والنون فقد علم۔ الدولۃ المکیۃ۔ لاحمد رضا خان بریلوی

Marfat.com

علم بارش کا

روایت کی ابن عباس سے بیہقی نے کہ پہنچا ہمیں بادل پس نکلے ہم پر نبی علیہ السلام پس فرمایا کہ بادل کا فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ پر سلام کیا اور مجھے بتایا کہ بارش ہوگی وادیٔ یمن میں جسے ضرتح کہتے ہیں پس آیا ایک مسافر سوار اسکے بعد پس ہم نے بادل کا پوچھا پس بتایا کہ یہ بارش کرینگے اسی دن میں لفظ بیہقی کا ہے اس واسطے شاید مرسل تھا۔ روایت ہے بکر بن عبداللہ المزنی سے کہ تحقیق نبی علیہ السلام نے ہم کو بتایا بادل کے فرشتہ سے کہ یہ آئے فلاں شہر کو اور اس دن بارش کرینگے

علم کہ صبح کون کیا کریگا۔

اور صحیحین میں ہے روایت سہل بن سعد سے حدیث خیبر میں کہ یہ قول آپؐ کا کہ البتہ ضرور دوں گا یہ جھنڈا صبح اس آدمی کو جس کے ہاتھوں اللہ فتح دے گا جسے محبوب رکھتا ہے اللہ اور رسول اس کا اور وہ محبت رکھتا ہے اللہ و رسول کے ساتھ پس دیا وہ جھنڈا علیؓ کو پس ثابت ہوا نبی علیہ السلام فرما رہے تھے ساتھ لام اور نون تاکیدی کے ساتھ پس تحقیق ان کو علم تھا۔

Marfat.com

قول غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وقد ذکر شاہ عبد العزیز محدث الدہلوی فی تفسیر فتح العزیز والاطلاع علی اللوح المحفوظ بمطالعۃ النقوش ایضاً منقول عن بعض الاولیاء اللہ تعالیٰ۔ کما قال سیدنا غوث اعظم عینی فی اللوح المحفوظ قال الامام القسطلانی فی ارشاد الساری شرح بخاری ولا یعلم متیٰ تقوم الساعۃ احد الا اللہ والا من ارتضی من رسول فانہ یطلعہ علی ما یشاء من غیبہ والولی تابع لہ یاخذ عنہ۔

وقال العلامۃ حسن بن المدابغی فی حاشیۃ فتح المبین و فی شروح الاربعین للنووی، جمع ان اللہ تعالیٰ لم یقبض روح نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام حتیٰ اطلعہ علی کل ما ابہم عنہ الا انہ امر بکتم بعض والاعلام ببعض۔ انتہی۔

وقال ابراہیم بیجوری فی شرح قصیدۃ البردۃ۔ انہ لم یخرج النبی علیہ السلام من الدنیا الا بعد ان علمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور (اعنی الخمس)

Marfat.com

ارشاد غوث اعظمؓ کا

اور تحقیق ذکر کیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر فتح العزیز میں کہ اطلاع لوحِ محفوظ
با بمطالعہ نقوش کے اسی طرح منقول ہے بعض اولیاء اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ فرمایا سیدنا غوث
الاعظمؓ نے میری آنکھیں لوح محفوظ پر ہیں امام قسطلانی نے بخاری کی شرح ارشاد الساری میں
لکھا نہیں جانتا کوئی کہ کب قیامت قائم ہوگی سوائے اللہ کے مگر جس رسول پر اللہ راضی ہو جائے
تو وہ مطلع کرتا ہے اُسے جس پر چاہے غیب سے اور ولی تابع ہے نبی کا اُس سے لیتا ہے۔

اور کہا علامہ حسن بن مدابغی نے حاشیہ فتح المبین اور شرح اربعین نووی میں اجماع ہے اس
پر کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی روح قبض نہیں کی حتیٰ کہ مطلع کیا آپؐ کو تمام پر اُس سے
جس پر آپؐ مامور ہیں پوشیدہ کرنے پر اُسے بعض پر اور بتانے بعض پر

اور کہا ابراہیم بیجوریؒ نے شرح قصیدہ بُردہ میں کہ نبی علیہ السلام نہیں گئے دنیا سے مگر بعد اس کے کہ علم
آپ کو اُمور خمسہ کا۔

Marfat.com

شفاعة النبی علیہ السلام للمؤمنین

ثبت بنص قطعی لا ریب فیہ لقولہ تعالیٰ : یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمٰن ورضی لہ قولا

سورہ طٰہٰ ۔

وفی ھذہ عقیدۃ الوھابیۃ ایضا فیہ لیس احد بشافع من النبی والولی ومن اعتقد انہما شفیع ھو مشرک کابو جہل

تقویۃ الایمان صہ

ثم قلنا قولہ تعالیٰ ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ سورۂ سبأ وقولہ تعالیٰ ما من شفیع الا من بعد اذنہ

سورہ یونس ۔

واما السنۃ فما روی عن عثمان یشفع یوم القیٰمۃ ثلاثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء ۔ جامع صغیر صـ ۲۰۷ ج ۲

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی مشکوٰۃ صـ ۴۹۴

شفاعتی لاھل الذنوب من امتی جامع صغیر صـ ۳۳ ج ۲

فثبت ان الانبیاء والاولیاء شفیع للمذنبین یوم القیٰمۃ ومن انکر من الشفاعۃ کالوھابیۃ فالنبی لا یشفع لہ والوھابیۃ حرم علیھم الشفاعۃ لما فی فتح الباری من کذب بالشفاعۃ فلا نصیب لہ فیھا

فتح الباری صـ ۱۹۰ پ ۲۷ رضا

Marfat.com

شافع ہونا نبی علیہ السلام کا مومنوں کیلئے۔
شفاعت نصِ قطعی سے ثابت ہے اسمیں کوئی شک نہیں واسطے قول رب تعالیٰ کے اُس دن
نفع نہ دیگی شفاعت مگر کہ جسے اذن دے رب تعالیٰ اور راضی ہو اس پر
اور اس جگہ ہیں وہابیہ کا عقیدہ ہے کہ کوئی نبی ولی شفاعت نہیں کرسکتا اور جس نے اُن کو شفیع
اعتقاد کیا وہ ابوجہل جیسا مشرک ہے

پھر ہم کہتے ہیں کہ فرمان رب تعالیٰ کا اور اسکے نزدیک شفاعت نفع نہیں دیتی مگر جسے حکم دے
اور یہ قول رب تعالیٰ کا کوئی شفیع نہیں مگر اُس کے حکم کے بعد

اور حدیث میں جو روایت ہے عثمانؓ سے شفاعت کرینگے قیامت کے دن تین انبیاء
علماء شہداء۔
میری شفاعت بڑے گنہگاران اُمت کیلئے۔

Marfat.com

وقال الامام الاعظم شفاعة الانبیاء حق و شفاعة نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام للمؤمنین المذنبین ولاهل الکبائر منهم المستوجبین للعقاب حق ثابت ۔ شرح عقائد ص ۸۷ وفقہ اکبر ص ۳

وانکار شفاعت بدعت و ضلالت است چنانکہ خوارج و بعض معتزلہ بر آں رفتند۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد الرابع ص ۳۸۸

وشفاعت الاولیاء ایضا ثابت باحادیث کثیرة فمن الاول ۔ عن ابن عباس قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سیکون فی امتی رجل یقال لہ اویس بن عبداللہ القرنی وان شفاعتہ فی امتی مثل ربیعۃ ومضر جامع الصغیر ص ۳۰ ج ۲

فان قلت الولی لیس بشافع یوم القیمۃ

قلنا

الولی تابع للنبی فکیف شفاعۃ الاولیاء لا ینتفع للمذنبین بما ذکرنا ۔ والولی کان عالما ۔ ان کان الولی لیس بعالم فهو لیس بولی ۔

ونعتقد ان شفاعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع الانبیاء والصالحین حق ولکن بعد اذن اللہ للشافع ۔

قواعد الاربعۃ ص ۱۴ مطبوعہ بیروت

Marfat.com

پس ثابت ہوا کہ انبیا و اولیا شافع ہونگے مؤمنین کیلئے قیامت کے دن۔ اور جسنے انکار کیا شفاعت سے جیسے وہابیہ کے پس نبی علیہ السلام اُس کیلئے شفاعت نہیں کرینگے۔ اور وہابیہ پر شفاعت حرام ہے جیسا کہ فتح الباری میں ہے جس نے شفاعت کو جھٹلایا اُس کیلئے اُس میں کوئی حصہ نہیں۔

اور کہا امام اعظمؒ نے شفاعت انبیا کی حق ہے اور شفاعت نبی علیہ السلام کی مؤمن گنہگاروں کیلئے اور بڑوں کیلئے جو مستوجب ہیں عذاب کے حق ہے ثابت ہے۔

اور انکار شفاعت بدعت و گمراہی ہے جیسا کہ خوارج و معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

اور شفاعت اولیاء اللہ کی بھی احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے عنقریب میری اُمت میں ایک ادیس بن عبد اللہ قرنی شخص ہوگا۔

اور اُسکی شفاعت میری اُمت میں مثل ربیعہ و مضر کی ہوتی۔
اگر تو کہے کہ ولی دن قیامت کے شفیع نہیں ہوسکتا

قلنا

ولی تابع ہوتا ہے نبی کے پس کیونکر اولیاء کی شفاعت گنہگار مومنین کو نہ ہوگی جیسے ہم نے ذکر کیا ہے اور ولی ہوتا ہے عالم۔ اگر وہ عالم نہ ہو تو وہ ولی ہی نہیں۔

اور ہمارا عقیدہ ہے کہ شفاعت نبی علیہ السلام کی اور تمام انبیاء کی حق ہے۔ ولیکن اللہ کے اذن کے بعد۔

Marfat.com

ایصال الثواب للاموات

هی ثابت بدلیل قطعی وقد تواترت بہ الاخبار ان کان -
بالدعاء والمال

قولہ تعالیٰ وصل علیهم ان صلوٰتک سکن لهم التوبہ پ ۱۱ .
واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات سورہ محمد پ ۲۶
والملئکۃ یسبحون بحمد ربهم ویستغفرون لمن فی الارض شوریٰ پ ۲۵
واما السنۃ فما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر
قال شهدت مع رسول اللہ الاضحیٰ فی المصلیٰ فلما قضی خطبتہ نزل
من منبرہ واتی بکبش فذبحہ رسول اللہ بیدہ وقال بسم اللہ
اللہ اکبر هذا عنی وعمن لم یضح من امتی رواہ ابوداؤد باب العیدین
عن ابی هریرۃ اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلث صدقۃ
جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ جامع الصغیر پ ۲۹ ج ۱
وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم خلافاً
للمعتزلۃ شرح عقائد نسفی ص ۱۲۲ الطحاوی ص ۲۴۷ شرح القاری للفقہ اکبر ص ۱۵۶
وفتح القدیر المجلد الاول ص ۴۰۴ -

Marfat.com

مُردوں کیلئے ایصال ثواب

یہ ثابت ہے دلیل قطعی سے اور اس پر احادیث بھی دلالت کرتی ہیں اگرچہ ہو ساتھ مال کے اور دُعا کے۔

یہ قول رب تعالیٰ کا او دعا بھیجو ان پر تحقیق آپ کی دُعا اُن کیلئے تسکین ہے۔

اور بخشش مانگیں آپ گنہگار مومنوں اور مومنات کیلئے

اور ملائکہ تسبیح کرتے ہیں ساتھ حمد اپنی رب کے اور زمین والوں کیلئے بخشش مانگتے ہیں۔

اور حدیث جو ہے نبی علیہ السلام کی روایت ہے جابر سے کہا کہ حاضر تھے ہم ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عید الضحےٰ میں عید گاہ میں جب آپ خطبہ پڑھکر نیچے اُترے منبر سے لایا گیا ایک گوسفند پس ذبح کیا اُسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور کہا بسم اللہ اللہ اکبر۔ یہ میری قربانی اور جو میری اُمت سے نہیں کر سکتا اُس کیطرف سے ہے۔

روایت ہے ابو ھریرۃؓ سے جبوقت فوت ہو انسان منقطع ہوتے ہیں عمل اُسکے سوائے تین کے صدقہ جاریہ۔ اور علم کہ نفع حاصل کرے اُس سے یا بچہ صالح کہ دُعا کرے اس کیلئے۔

اور دُعا کرنا زندوں کا اور صدقہ دینا مردوں کیلئے نفع ہے اُن کے لئے خلاف ثابت ہے معتزلہ کیلئے۔

اور شرح بخاری میں ہے کہ صدقہ نافلہ مٹانے والا ہے بہت گناہوں کو جو داخل کرتے ہیں دوزخ میں۔

آزاد کیا اگر غلام تو ثواب میت کو ہوگا اور اسی طرح صدقات اور دعوات مال

Marfat.com

وفی شرح البخاری القسطلانی۔ الصدقۃ النافلۃ ماحیۃ لکثیر من الذنوب المدخلۃ النار کتاب العلم ج ۱ صـ ۱۹۰ فتح القدیر ج ۱ صـ ۴۰۲

اعتق عبدہ عن ابیہ فالاجر للمیت ان شاء اللہ تعالیٰ و کذا الصدقات والدعوات لابویہ و کل مؤمن یکون الاجر لھم من غیر ان ینقص من اجرالا بن شیٔ علی الصحیح من مذھب جمھور العلماء۔ درمختار۔ شامی ج ۵ صـ ۷۹

ویستحب ان یتصدق علی المیت بعد الدفن الیٰ سبعۃ ایام کل یوم بشیٔ مماتیسر طحطاوی کتاب الجنایز صـ ۳۷۳ اشعۃ اللمعات صـ ۷۳۴ برہنہ ۱۲ صـ ۲۶۳ شامی جنائز ج ۱ صـ ۶۳۰ فتح القدیر صـ ۳۶۵ کبیری صـ ۵۸۸

الضیافۃ ممنوع عند اھل المیت

وقال بعض الجھال من الوھابیۃ ان الطعام مکروہ عند اھل المیت الیٰ ثلثۃ ایام؟ قلنا

صرح الفقہاء ان الطعام مکروہ عند اھل المیت ھوالضیافۃ کما فی خلاصۃ الفتاوی۔ لایباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام خلاصۃ الفتاوی جلد ثانی صـ ۵۳۸ تتارخانیۃ والہندیۃ جلد اول صـ ۲۲۵

Marfat.com

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من اہل المیت۔ فتح القدیر جلد اول ص۳۰۲ و
کبیری الجنائز ص۶۵۵ و شامی ص۶۰۳ جنایز
وبعض الجہال من الوہابیۃ والنجیریۃ ان اتخاذ الطعام فی
اہل المیت منع مطلقا بدلیلہم وہو الحدیث روی عن جریر
بن عبد اللہ قال کنا نعد وفی روایۃ نری الاجتماع الی اہل المیت
وصنعہم الطعام من النیاحۃ رواہ احمد وکبیری ص۶۵۵

قلنا

ان الفقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ صرح ان ہذا الحدیث فی حق الضیافۃ
فقط۔ ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من أہل المیت لانہ شرع فی السرور
لا فی الحزن وقالوا ہی بدعۃ مستقبحۃ لما روی امام احمد عن
جریر بن عبد اللہ الحدیث۔ کبیری ص۶۵۵ و شامی جلد اول ص۶۰۳
فثبت جواز ایصال الثواب فیایہا الوہابیۃ کلوا باسم اللہ لان
ایصال الثواب سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عامر القادری غلام از غلامان مصطفیٰ و عبد المصطفیٰ ۱۹۷۶ء
دار العلوم قادریہ سبحانیہ ڈرگ کالونی ۵ کراچی ۲۵ پاکستان

Marfat.com

فہرس العقائد الصحیحۃ

صفحہ	مضمون
۱	خطبۃ الکتاب دیباچہ کتاب ہذا
۴	خطبۃ الامام الغزالی رح امام غزالی رحمہ اللہ کا مضمون
۶	التنزیہ للہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کے تقدس کا بیان
۸	الحیوۃ و القدرۃ لہ تعالیٰ خدا کی زندگی اور قوت کا بیان
۹	العلم خدا کے علم اور خدا کے معلومات کا بیان
۱۰	الارادۃ والسمع والبصر خدا کے ارادوں، قوت شنوائی اور بینائی کا بیان
۱۲	الکلام خدا کے کلام کا بیان
۱۴	الافعال افعال خداوندی کا بیان
۱۵	الکلمۃ الثانیہ دوسری فصل
۱۹	قال المؤلف مقولہ مصنف
۲۰	افتراق الامۃ علی ثلاث وسبعین فرقۃ امت محمدیہ کا ۷۳ فرقے بننا
۲۲	الحقیقۃ والمجاز قرآن مجید میں حقیقۃ و مجاز کا بیان
۲۷	مسئلۃ علم الغیب للنبی صلعم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کا حاصل ہونا
۳۴	مسئلۃ ایصال الثواب لارواح الموتیٰ میت کو ثواب پہنچانا
۴۷	مسئلۃ البشریۃ لرسول اللہ صلعم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت
۵۰	مسئلۃ التعظیم لغیر اللہ تعالیٰ غیر اللہ کی تعظیم
۵۴	مسئلۃ سماع الموتیٰ مُردوں کا سُننا
۵۷	مسئلۃ التوسل عند اللہ تعالیٰ بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ لانا
۵۹	مسئلۃ نداء الغائب غائب کو بُلانا
۶۱	مسئلۃ زیارۃ قبور الصلحاء صالحین کے مقبروں کی زیارت
۶۳	مسئلۃ الشفاعۃ للنبی صلعم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا شفاعت کرنا
۶۹	مسئلۃ اعراس المشائخ مزاراتِ اولیاء اللہ پر عرس
۷۳	مسئلۃ تصورہٖ علیہ الصلوۃ والسلام نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آجانا
۷۵	مسئلۃ اللفظۃ السید مع اسمہٖ صلعم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ تعظیمی لفظ
۷۵	مسئلۃ اشتراک الغیر مع اللہ تعالیٰ خدا سے کسی مخلوق کو شریک کرنا
۷۶	مسئلۃ امکان الکذب معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا
۷۸	مسئلۃ الاستمداد اولیاء اللہ سے امداد طلب کرنا
۷۹	مسئلۃ تسمیۃ الاولاد بچوں کا نام انبیاء و اولیاء سے منسوب کرنا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وكفى والصلوٰة والسلام
على نبيّه ورسوله المصطفى وعلى
آله واصحابه البررة التقى
اما بعد فيقول العبد الضعيف
محمد حسن الفاروقى الحنفى
انى رأيت فى هذا الزمان اختلافًا
كثيرًا بين الحنفية والوهابية
فى العقائد حتى فى الالهيات و
الرسالة ومسائل الشريعة
المتعلقة بالعقائد وانجر اختلافهم
الى تكفير البعض بعضا وافترقت
الامة افتراقا فاحشا فاردت
اظهار عقائد اهل السنة
والجماعة فى جزء مرعيا للاختصار
مجتنبا عن ذكر اقاويلهم الا
بقدر الضرورة راجيا حفظ
عقائد المسلمين عن الزيغ والزلل
لعل الله ينفع به عباده
فانه على ما يشاء
قدير وبالاجابة
جدير - وليعلم انى ما
استدل فى هذه الرسالة
بالاحاديث الشريفة و

الحمد للہ وکفیٰ۔ والسلام علیٰ نبیہ
ورسولہ المصطفیٰ وعلیٰ آلہٖ
واصحابہ البررۃ اہل التقیٰ۔
حمد وصلوٰۃ کے بعد عبد ضعیف محمد حسن فاروقی
حنفی گذارش کرتا ہے کہ عہد حاضر میں وہابیہ
اور حنفیہ کے درمیان کمال اختلاف پڑا ہوا
ہے عام عقائد میں حتیٰ کہ الٰہیات میں و مفہوم
رسالت میں اور ان مسائل شرعیہ میں بھی اختلاف
ہے جو عقائد سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ اختلاف
اب ایک دوسرے کی تکفیر تک پہنچ چکا ہے
جس کی وجہ سے امت محمدیہ میں ناگفتہ بہ
تشتت وافتراق پڑ گیا ہے اس لئے میں نے یہ
ارادہ کر لیا ہے کہ اس مختصر سی کتاب میں
اہل السنت والجماعۃ کے عقائد مختصر طور پر
بیان کروں۔ اور حتی الوسع مخالفین کے اقوال
نقل کرنے سے کنارہ کش رہوں مگر بقدر
ضرورت نقل بھی کروں گا اور خدا سے امید کرتا
ہوں کہ وہ مسلمانوں کو کجروی اور اغلاط سے محفوظ
رکھے گا اس کتاب کی طفیل سے ان کو فائدہ بخشے گا
آئندہ خدا مالک ہے جو چاہے کرے اسی کی
بارگاہ عالی میں میری درخواست منظور ہو سکتی
ہے۔ واضح رہے کہ میں اس رسالہ میں عموماً نہ
احادیث شریفہ سے دلیل پیش کروں گا نہ

Marfat.com

اقوال الائمة والعلماء الّا قليلا توقيًا لساحتهم السنّية عن شرّ السنتهم الشنيعة فانهم إن لم يوافق حديث بمعتقداتهم قالوا هذا ضعيف او موضوع وان استدل بذلك الحديث اكابر الامة كالغزالیؒ والسیوطیؒ والامام الحرمين والشيخ عبد الحق الدهلویؒ والشيخ علیؒ القاریؒ وامثالهم فی كتبهم وان لم يوافق رايهم قول الائمة واكابر الدين تعرضوا لقدحهم وسبّهم فالی الله المشتكی فاستمسك غالبًا فی ترديد اباطيلهم بالآيات القرآنية الّتی لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد ومع ذلك اراعی الانصاف فی محل الاختلاف وما اصر علی باطل وسمّيت الرسالة (بالعقائد الصحيحة) واقدم ماذكره الامام حجة الاسلام محمد الغزالی رحمه ربّه فی باب التوحيد والالهيات والرسالة

اقوال ائمہ سے اور نہ اقوال علمائے اسلام سے مگر بقدر ضرورت پیش کرتا جاؤں گا۔ تاکہ ان کی قابل قدر قیاسات شرعیہ مخالفین کی بدنامی سے محفوظ رہیں کیوں کہ ان کی عادت ہے کہ کوئی حدیث جب ان کے خیال کے مطابق نہ ہو تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے یا موضوع ہے اگرچہ اکابر اسلام نے اس حدیث کو استدلال کے موقعہ پر پیش کیا ہو، چنانچہ جناب امام غزالی امام ملا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور محدث ملا علی قاریؒ وغیرہم ایسے استدلال پیش کر چکے ہیں اور مخالفین حسب عادت ائمہ دین اور اکابر اسلام کے ایسے استدلات جب دیکھتے ہیں تو ان کے حق میں گستاخی کرنا شروع کر دیتے ہیں خدا ہی ان کو سنبھالے۔ اس لئے میں عموماً اس موقعہ پر قرآنی آیات ہی پیش کروں گا جس کی مخالفت ادھر ادھر سے نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ خدائے حکیم و حمید کا کلام ہے۔ علاوہ ازیں موضع اختلاف میں انصاف سے فیصلہ کروں گا اور قول باطل پر قدم نہ جماؤں گا۔ اس کے بعد اس رسالہ کا نام میں نے اَلْعَقَائِدُ الصَّحِیْحَۃُ رکھا ہے۔ اب سب سے پہلے میں وہ مضمون لفظ بہ لفظ پیش کرتا ہوں، جو حضرت امام حجۃ الاسلام محمد الغزالی رحمہ اللہ نے توحید الٰہیات اور منصب

Marfat.com

بلفظه من كتابه قواعد العقائد
فانه فی غاية الجودة فقال رحمة
الله عليه الحمد لله
المبدئ المعيد الفعال لما
يريد ذی العرش المجيد
والبطش الشديد الهادی صفوة
العبيد الى المنهج الرشيد و
المسلك السديد المنعم عليهم
بعد شهادة التوحيد بحراسة
عقائدهم من ظلمات التشكيك
والترديد۔ السالك بهم الى
اتباع رسوله المصطفى صلى الله
عليه وسلم واقتفاء اثار
الصحابة الاكرمين المكرمين
بالتائيد والتسديد المتجلى
لهم فی ذاته وافعاله
بمحاسن اوصافه التی
لا يدركها الا من القى السمع
وهو شهيد المعرف
اياهم انه فی ذاته واحد
قديم لا اول له ازلیٌّ
لا بداية له مستمر الوجود
لا اخر له ابدیٌّ لا نهاية
له قيوم لا انقطاع له

رسالت کے متعلق اپنی کتاب قواعد العقائد
میں بیان کیا ہے کیونکہ وہ مضمون اس مقام
کے لئے بہت ہی موزون ہے۔ آپ لکھتے
ہیں کہ الحمدُ للہِ المُبدِئِ المُعیدِ
الفعّالِ لِمَا یرِیدَ ذی العرشِ المجید
وَالبَطشِ الشّدیدِ الہادِی صَفوَۃَ
العَبیدِ الی المنہجِ الرشیدِ۔ وَ
المَسلکِ السَدیدِ۔ المُنعِمِ علیہِم
بعد شہادۃ التوحید بحراسۃِ
عقائدِہِم مِن ظُلمَاتِ التشکیکِ
وَالتَّردِیدِ۔ خدا تعالے نے اپنے برگزیدہ
بندوں کو جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کے لئے
انتخاب کر لیا ہوا ہے اور آپ کے صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلنے
کے لئے چن لیا ہے اپنی تائید اور توفیق سے
خدائے تعالے اپنی ذات اور اپنے افعال میں
اپنے اوصاف حسنہ کے ذریعہ سے انہیں جلوہ گر ہے
مگر ان صفات کو وہی دریافت کر سکتا ہے جو
غور سے سُنے اور خدا کو حاضر وناظر سمجھے۔ اس
نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ اپنی ذات میں یگانہ ہے
ایسا قدیم ہے جس کی ابتدا نہیں۔ ہمیشہ موجود ہے
جس کی آخری حد نہیں۔ ازل وابد میں موجود ہے
جس کی انتہا نہیں مستقل بالذات ہے کسی قسم

Marfat.com

دائم لا انصرام له لم يزل
ولا يزال موصوفا بنعوت
الجلال لا يقضى عليه بالانقضاء
والانفصال بتقدم الآباد
وانقراض الآجال بل هو
الاوّل والآخر والظاهر
والباطن وهو بكل
شيءٍ عليم۔

(التنزيه) وانه ليس بجسم
مصور ولا جوهر محدود
ومقدر وانّه لا يماثل
الاجسام في التقدير ولا في قبول
الانقسام وانّه ليس بجوهر
ولا تحله الجواهر ولا بعرض
ولا تحله الاعراض بل لا
يماثل موجودا ولا يماثله
موجود ليس كمثله شيء ولا
هو مثل شيء وانّه لا يحدّه
المقدار ولا تحويه الاقطار
ولا يحيط به الجهات ولا تكتنفه
الارضون ولا السموات وانّه
مستو على العرش
على الوجه
الذي قاله

کی کسر اس کی ذات میں باقی نہیں، دائم
وقائم ہے، جس کا خاتمہ نہیں۔ صفاتِ جلالیہ
کے ساتھ ازلی و ابدی موجود ہے۔ اس کے
متعلق یہ کبھی فیصلہ نہیں دیا جاسکتا کہ
اس کی دائمی زندگی کے اوقات ختم ہو چکے
ہیں یا اس کی مدتِ حیات گذر چکی ہے
وہی اوّل ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے
وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کو ہمیشہ سے
جانتا بھی ہے (تقدیسِ الٰہی یوں ہے کہ)
خدا کسی جسم اور صورت میں نہیں نہ محدود
چیز ہے جس کا تخمینہ لگایا جائے۔ کسی جسم کی
مثل بھی نہیں کہ اس میں قیاس لگایا جائے
یا اس کی تقسیم ہو سکے۔ نہ وہ ٹھوس مخلوق ہے
نہ غیر مستقل چیز ہے جو دوسرے کے آسرے
سے پائی جائے۔ نہ وہ صفاتی چیز ہے نہ صفاتی
ناپائدار چیزوں کا مرکز ہے۔ وہ کسی ہستی کی
مثل نہیں، نہ کوئی ہستی اس کی مثل ہے
بلکہ اس کی مثال کی بھی مثال نہیں اور نہ
اس کی مثال کسی چیز کی مثل ہے۔ کوئی مقدار
اس کو محدود نہیں کرتی۔ نہ اطراف اس کو
اپنے اندر سمیٹ سکتے ہیں۔ کوئی جہت اسے
اپنے احاطہ میں نہیں لاسکتی۔ زمین و آسمان
بھی اسے نہیں سنبھال سکتے۔ وہ اپنے عرش
پر قائم ہے مگر اسی طرح جو اس نے خود کہا ہے

Marfat.com

وبالمعنی الذی اراده استواءً منزّھًا عن المماسة والاستقرار والتمکن والحلول والانتقال لا یحملہ العرش بل العرش وحملتہ محمولون بلطف قدرتہ ومقھورون فی قبضتہ وھو فوق العرش والسماء وفوق کل شیٔ الیٰ تخوم الثریٰ فوقیۃً لا تزیدہ قربًا الی العرش والسماء کما لا تزیدہ بعدا عن الارض والثریٰ بل ھو رفیع الدرجات من العرش والسماء کما انہ رفیع الدرجات عن الارض والثریٰ وھو مع ذالک قریبٌ من کل موجود وھو اقرب الی العبد من حبل الورید وھو علیٰ کل شیٔ شھید ولا یماثل قربہ قرب الاجسام کما لا یماثل ذاتہ ذات الاجسام وانہ لا یحل فی شیٔ ولا یحل فیہ شیٔ تعالیٰ عن ان

اور اسی کیفیت سے جو اس کے اپنے ارادہ میں ہے اس کا وہ قیام اتصال اور چھونے سے بالاتر ہے۔ اور اندراج اور جذب الگ ہے۔ اس میں انتقال بھی نہیں۔ عرش اُسے اٹھائے ہوئے بھی نہیں بلکہ وہ خود اپنے عرش کو اور اس کے اٹھانے والے فرشتوں کو اپنے دستِ قدرت سے اٹھائے ہوئے ہے اور اس کے قبضہ میں مغلوب ہیں۔ وہ عرش پر ہے اور آسمان پر بھی بلکہ تحت الثریٰ تک ہر چیز پر فائق ہے۔ یہ فوقیت نہ اسے آسمان اور عرش کے قریب کرتی ہے اور نہ زمین اور تحت الثریٰ سے دُور لے جاتی ہے۔ وہ عرش و آسمان سے بالاتر مرتبہ رکھتا ہے جس طرح کہ زمین اور تحت الثریٰ سے بالاتر ہے۔ تاہم وہ ہر چیز کے قریب ہے اور شہ رگ سے زیادہ اپنے بندہ کے قریب ہے اور ہر چیز کا نگران حال بھی ہے کیوں کہ وہ اس طرح قریب نہیں جس طرح کہ جسم قریب ہوتے ہیں اور اسی طرح اس کی حقیقت کسی جسمانی حقیقت سے نہیں ملتی۔ نہ وہ کسی میں حل اور تبدیل ہوتا ہے اور نہ کوئی چیز اس میں حل اور تبدیل ہو سکتی ہے۔ وہ اس امر

Marfat.com

يحويه مكان كما تقدس
عن ان يحده زمان بل كان
قبل ان خلق الزمان والمكان
وهو الآن على ما عليه
كان وانه بائن من خلقه
بصفاته ليس في ذاته
سواه ولا في سواه ذاته
وانه مقدس عن التغير
والانتقال لا تحله الحوادث
ولا تعتريه العوارض بل
لايزال في نعوت جلاله
منزها عن الزوال وفي
صفات كماله مستغنيا
عن زيادة الاستكمال و
انه في ذاته معلوم الوجود
بالعقول مرئي الذات
بالابصار نعمة منه ولطفا
بالابرار في دار القرار واتماما
للنعيم بالنظر الى وجهه الكريم
الحيوة والقدرة وانه تعالى
حيٌّ قادرٌ جبارٌ قاهرٌ لا
يعتريه قصور ولا
عجز ولا تاخذه
سنة ولا نوم

سے بھی بالاتر ہے کہ کوئی مکان اسے اپنے
اندر سمیٹ لے جس طرح کہ اس امر سے بھی
بالاتر ہے کہ کوئی زمانہ اسے محدود کرے
بلکہ وہ خود زمانہ اور مکان پیدا کرنے سے
پہلے موجود تھا۔ اور اب بھی اسی طرح موجود
ہے، جیسا کہ پہلے تھا۔ وہ اپنے صفات
میں اپنی مخلوق سے نرالا ہے۔ اس کی ذات
میں اس کا غیر موجود نہیں نہ غیر میں وہ موجود
ہے۔ وہ تغیر و تبدل سے پاک ہے نہ حوادث
اس میں جاگزین ہیں اور نہ صفاتی ناپائدار
حالات اس میں موجود ہیں بلکہ وہ اپنے
جلال میں موجود ہے اور زوال سے پاک
ہے۔ وہ اپنے صفاتِ کاملہ میں موجود ہے
کسی اور تکمیل کی اسے ضرورت نہیں صرف
عقل سے اس کا وجود معلوم ہو سکتا ہے
اس کی ذات بھی آنکھ سے دیکھی جا سکتی
ہے، جب کہ دوسری دنیا میں اپنے نیک
بندوں پر فضل و کرم کی نگاہ کرے گا اور
اپنے مبارک چہرہ کے دیدار سے ان کی
تکمیلِ نعمت کرے گا۔ (خدا کی زندگی اور طاقت
کا بیان یہ ہے کہ) وہ زندہ، طاقتور، صاحبِ
قدرت، ہر چیز پر غالب، ہر شکستہ دل کا
سہارا ہے۔ اس میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں
اور نہ عاجزی۔ نہ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔

Marfat.com

ولا یعارضہ فناءٌ ولاموتٌ
وانّہ ذوالملك والملكوت
والعزّة والجبروت لہ
السلطان والقهر والخلق
والامر والسموات مطويات
بيمينہ والخلائق مقهورون
في قبضتہ وانّہ المنفرد
بالخلق والاختراع
المتوحد بالایجاد و
الابداع خلق الخلق
واعمالهم وقدّر ارزاقهم
وآجالهم لايشذّ عن
قدرتہ مقدورٌ ولا
يعزب عن قدرتہ
تصاريف الامور لا
تحصى مقدوراتہ ولا
تتناهى معلوماتہ العلم
وانّہ عالم بجميع
المعلومات محيط
علمہ بما يجري
في تخوم الارضين
الى اعلى السموات
وانّہ عالم لا يعزب
عن علمہ مثقال

اور نہ اسے فنا اور موت سے پالا پڑا ہے۔
وہ حکومت اور بندوبست کا مالک ہے
عزت اور غلبہ کا بھی مالک ہے۔ مخلوق
پر تسلط اور غلبہ اُسی کا ہے۔ وہی نسل
سے پیدا کرتا ہے اور وہی کُنؔ کہنے سے
پیدا کرتا ہے۔ تمام آسمان اس کے
دستِ قدرت کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے
ہوئے ہیں۔ تمام مخلوقات اس کے قبضہ
میں مغلوب ہے۔ صرف وہی مادہ اور مادہ
کے بغیر پیدا کرسکتا ہے۔ اپنی ایجاد و
اختراع میں یکتا ہے۔ اس نے ہی اپنی
مخلوقات کو اور اس کے اعمال کو پیدا
کیا ہے۔ اسی نے اس کی روزی اور
موت کا صحیح اندازہ لگایا ہے۔ کوئی مخلوق
اس کی قدرت سے خارج نہیں ساری
کائنات کے تصرّفات بھی اس کی
قدرت سے باہر نہیں۔ اسکی قدرتوں
کا اندازہ نہیں لگایا جاتا۔ اور نہ ہی اس
کے معلومات کی کوئی انتہا ہے (خدا
کے علم کا بیان یوں ہے کہ) وہ تمام
اشیاء کا عالم ہے۔ اس کا علم تمام ان
چیزوں پر حاوی ہے۔ جو زمین کے
کناروں سے لے کر اوپر کے آسمانوں
تک جاری ہیں۔ ایسا عالم ہے کہ اسکے

Marfat.com

ذرة فی الارض ولا فی
السماء بل یعلم دبیب النملة
السوداء علی الصخرة الصماء
فی اللیلة الظلماء ویدرک
حرکة الذر فی جو الهواء
ویعلم السر واخفی ویطلع
علی هواجس الضمائر و
حرکات الخواطر وخفیات
السرائر بعلم قدیم
ازلی لم یزل موصوفا فی
ازل الآزال لا بعلم متجدد
حاصل فی ذاته بالحلول
والانتقال - الارادة وانه
تعالی مرید للکائنات
مدبر للحادثات فلا یجری
فی الملکوت قلیل او
کثیر صغیر او کبیر
خیر او شر نفع او ضر
ایمان او کفر عرفان او
نکر فوز او خسران
زیادة او نقصان طاعة
او عصیان الا بقضائه و
قدره وحکمته ومشیئته
فما شاء کان ومالم یشاء

علم سے ذرہ بھر بھی زمین و آسمان کی کوئی
چیز باہر نہیں، بلکہ ٹھوس پتھر پر جب
چیونٹی سخت اندھیری رات میں دبے پاؤں
چلتی ہے، تو اس کی رفتار سے بھی آگاہ ہے
اور جو ذرات ہوا میں اُڑتے ہیں، اُن کی
حرکت کو بھی جانتا ہے۔ وہ راز اور راز
پوشیدہ تر بات کو بھی جانتا ہے، دل کے
خیالات اور خیالات کی حرکات بھی جانتا
ہے۔ اور پوشیدہ سے پوشیدہ بھید
کو بھی جانتا ہے۔ مگر اس کا یہ علم ازلی
ہے، جو ہمیشہ سے ہمیشہ میں اس کی
صفت ہے۔ وہ کسی نو پیدا علم سے نہیں
جانتا جو کبھی اس کی ذات میں آئے اور کبھی
نکل جائے۔ (اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا بیان
یوں ہے کہ) وہ مخلوقات میں اپنا ارادہ برتتا
ہے تمام نو پیدا مخلوق میں انتظام کرتا ہے
جو بھی اس کی بادشاہت میں کم و بیش، خورد
وکلاں، دکھ سکھ، نفع وضرر، ایمان و کفر، خدا
شناسی یا انکار، کامیابی یا ناکامی، زیادتی یا
نقصان، فرمانبرداری یا بےفرمانی ہوتی ہے۔
اسی کی قضا و قدر اور حکمت و مشیت
سے ہوتی ہے۔ جسے چاہے،
وہ موجود ہوجاتا ہے اور جسے نہ
چاہے وہ موجود نہیں ہوتا

Marfat.com

لم يكن لا يخرج عن مشيئته
لفتة ناظر و فلتة خاطر بل
هو المبدئ المعيد الفعال
لما يريد لا راد لحكمه ولا معقب
لقضائه ولا مهرب لعبد من
معصيته الا بتوفيقه و رحمته
ولا قوة على طاعته الا بمشيئته
وارادته فلو اجتمع الانس والجن
والملئكة والشياطين على ان
يحركوا في العالم ذرة او يسكنوها
دون ارادته و مشيئته لعجزوا
عن ذلك وان ارادته
قائمة بذاته في جملة صفاته
لم يزل كذلك موصوفا بها
مريدا في ازله لوجود الاشياء
في اوقاتها التي قدرها
فوجدت في اوقاتها كما
اراده في ازله من غير تقدم
ولا تاخر بل وقعت على
وفق علمه وارادته من غير
تبديل ولا تغيير دبر الامور
لا بترتيب افكار ولا تربص
زمان فلذلك لم يشغله شأن
عن شأن. السمع. والبصر. وانه

اسکی مرضی سے آنکھ کی ایک نگاہ بھی باہر نہیں
اور دل کا کوئی خیال بھی باہر نہیں، بلکہ وہی
تو پیدا کرنے والا اور دوبارہ پیدا کرنے والا ہے
جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہی کرتا ہے۔ کوئی
اس کے حکم کو روکنے والا نہیں۔ نہ ہی اسکے
فیصلہ پر کوئی نکتہ چین ہے۔ انسان کو کسی برائی
سے رکنے میں اسکی توفیق اور رحمت کے بغیر چارہ نہیں
اور فرمانبرداری میں اسکے ارادہ اور مشیت کے سوا
مجال نہیں۔ اگر تمام انسان جن، فرشتے اور شیطان
بھی جمع ہو کر سلسلہ کائنات میں ایک ذرہ کو بھی
حرکت دیں یا اسکے ارادہ کے بغیر اسے ساکن کرنا
چاہیں تو اس سے عاجز ہو جائینگے۔ خدا کا ارادہ
اسکی اپنی ذات میں باقی صفات کیطرح قائم ہے۔
وہ بدستور اس سے موصوف رہا ہے۔ زمانہ ازل
میں اس نے ارادہ کیا کہ سلسلہ مخلوقات اپنے اپنے وقت
پر پیدا ہو جو اس نے تجویز کیا تھا۔ چنانچہ جسطرح
اس نے زمانہ ازل میں کسی تقدم و تاخر کے بغیر چاہا تھا
اسی طرح کائنات معرض ظہور میں آگئی بلکہ اسکے علم
کے اور اس کے ارادہ کے مطابق بغیر کسی تغیر و
تبدل کے موجود ہوگئی۔ نہ اسے کسی تجویز کے سوچنے کی
ضرورت پڑی نہ اسے کسی وصیت کا انتظار تھا۔
یہی وجہ ہے کہ اسے ایک مصروفیت دوسری
مصروفیتوں سے غافل نہیں کرتی۔ (خدا
کی قوت شنوائی اور بینائی کی حقیقت یہ ہے کہ)

Marfat.com

تعالیٰ سمیع بصیر یسمع ویریٰ
لا یعزب عن سمعہ مسموع وان
خفی ولا یغیب عن رؤیتہ
مرئی وان دق ولا یحجب سمعہ
بُعدٌ ولا یدفع رؤیتہ ظلامٌ
یریٰ من غیر حدقۃ واجفان
ویسمع من غیر اصمخۃ وآذان
کما یعلم بغیر قلب ویبطش
بغیر جارحۃ ویخلق بغیر اٰلۃ
اذ لا تشبہ صفاتہ صفات الخلق
کما لا تشبہ ذاتہ ذوات الخلق۔
الکلام۔ وانہ تعالیٰ متکلم اٰمرٌ ناہٍ
واعد متوعدٌ بکلامٍ ازلی قدیمٍ
قائمٍ بذاتہ لا یشبہہ کلام الخلق
فلیس بصوت یحدث من
انسلال الھواء او اصطکاک
الاجرام ولا بحرف ینقطع باطباق
شفۃ او تحریک لسان وان القرآن
والتوراۃ والانجیل والزبور کتبہ
المنزلۃ علی رسلہ علیہم السلام
وان القرآن مقروٌ بالالسنۃ
مکتوب فی المصاحف محفوظ
فی القلوب وانہ مع ذلک قدیم
قائم بذات اللہ تعالیٰ لا یقبل

وہ خدا سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ اسکی شنوائی
سے کوئی بات باہر نہیں۔ اگرچہ وہ کتنی ہی
مخفی ہو اور اسکی بینائی سے کوئی چیز خارج نہیں
اگرچہ کتنی ہی باریک ہو اس کی قوت سماعت
کو کوئی دوری مانع نہیں اور اس کی قوت بینائی
کو کوئی تاریکی نہیں روکتی۔ وہ بغیر آنکھ اور
پلک کے دیکھتا ہے اور سوراخ گوش
اور کان کے بغیر سنتا ہے۔ اسی طرح دل کے
بغیر جانتا ہے اور ہاتھ کے بغیر حملہ کرتا ہے
اور اوزار کے بغیر پیدا کر لیتا ہے۔ کیونکہ
اس کے صفات مخلوق کی صفات جیسے
نہیں اور نہ ہی اس کی ذات مخلوق کی
ذات کی مثل ہے۔ (خدا کا کلام یوں ہے کہ)
وہ کلام کرتا ہے، حکم کرتا ہے، روکتا ہے،
خوشخبری دیتا ہے۔ عذاب کی خبر دیتا ہے مگر اسکا
کلام ازلی ابدی قدیم ہے، جو اس کی ذات میں قائم
ہے اور مخلوق کے کلام کی طرح نہیں کہ ہوا کی مداخلت
اور حرکت سے پیدا ہو یا دو چیزوں کے ٹکرانے سے
پیدا ہو حروف سے مرکب نہیں کہ ہونٹ کی بندش
سے ختم ہو جائے اور زبان کے چلنے سے جاری ہو۔
قرآن، توراۃ، انجیل اور زبور اسی کی کتابیں ہیں جو اسکے
انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں چنانچہ قرآن اگرچہ
زبان سے پڑھا جاتا ہے یا اوراق میں لکھا جاتا ہے اور دلوں
میں محفوظ ہے تاہم وہ قدیم ہے خدا کی ذات میں قائم ہے

Marfat.com

الانفصال ولا الافتراق بالانتقال الی القلوب ولا الاوراق وان موسیٰ علیہ السلام سمع کلام اللہ تعالےٰ بغیر صوتٍ ولا حرف کما یری الابرار ذات اللہ تعالیٰ فی الاخرۃ من غیر جوھر ولا عرض واذکان لہ ھذہ الصفات کان حیاً عالماً قادراً مریداً سمیعاً بصیراً متکلماً بالحیوۃ والعلم والقدرۃ والارادۃ و السمع والبصر والکلام لا بمجرد الذات ۔ انتہیٰ کلام الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ قال المؤلف عفی اللہ عنہ الصفات السبعۃ التی ذکرھا الغزالیؒ مبنیٌ علیٰ مسلک الاشعریۃ من المتکلمین وزاد الماترید یۃ صفۃ ثامنۃ تسمّٰی بالتکوین قالوا لاتکفی فی وجود الخلق الارادۃ ولابد فی وجود الخلق من التکوین مستدلّین بقولہ تعالیٰ انما امرہٗ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون فالارادۃ امر والتکوین المشار الیہ بلفظۃ کن امر اٰخر والمرید للامر لا یسمّٰی فاعلاً لہ الا اذا اخرجہ من العدم الی الوجود

اوراق میں یا دلوں میں منتقل ہونے کے باوجود بھی وہ خدا کی ذات سے الگ اور منتقل نہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کلام الٰہی سنا تھا، اس میں آواز نہ تھی اور نہ حروف تھے۔ اسی طرح نیک انسان عالم آخرت میں خدا کا دیدار پائینگے مگر وہ نہ ٹھوس ہوگا نہ عارضی چیز۔ جب خدا ایسا ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ وہ اپنے ان صفات میں حی۔ عالم قادر۔ مرید۔ سمیع۔ بصیر اور متکلم ہے اور اسمیں یہ سات صفات موجود ہیں۔ حیوٰۃ، علم، قدرۃ، ارادہ سمع، بصر اور کلام۔ اور اسکی ذات اپنی صفات سے خالی نہیں (امام غزالی رحمہ اللہ کا کلام یہاں پر ختم ہو چکا ہے) اب مؤلف کہتا ہے (خدا اس کے گناہ معاف کرے) کہ امام صاحب نے جو خدا کے سات اوصاف بیان کئے ہیں وہ مذہب اشعری کے مطابق ہیں۔ ورنہ مذہب ماتریدیہ میں ایک آٹھواں اور بھی خدا کا وصف ہے جسے تکوین کہتے ہیں کیونکہ مخلوقات کے پیدا کرنے میں صرف ارادہ ہی کافی نہیں کچھ تکوین کی بھی ضرورت ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے خود فرما دیا ہے کہ جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو اُسے کُنْ کہتا ہوں تو پھر وہ موجود ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ اور چیز ہے اور تکوین جو لفظ کُنْ سے اشارۃً سمجھی جاتی ہے اور چیز ہے۔ اسکے علاوہ صرف ارادہ کرنے والا فاعل نہیں کہلاتا سوائے اسکے کہ اسکو ہست سے نیست کر دے

Marfat.com

فلفظة کن منه سبحانه وتعالیٰ امر باخراج ما اراده من القوة الی الفعل ومحل بسط هذا المبحث کتب علم الکلام کشرح العقائد وشرح المواقف رجعنا الی کلام حجة الاسلام فقال الافعال وانه سبحانه وتعالیٰ لا موجود سواه الّا وهو حادث بفعله وفائض من عدله علی احسن الوجوه واکملها واتمها واعدلها وانه حکیم فی افعاله وعادل فی اقضیته ولا یقاس عدله بعدل العباد اذ العبد یتصوّر منه الظلم بتصرفه فی ملك غیره ولا یتصوّر الظلم من الله تعالیٰ فانه لا یصادف لغیره ملکا حتی یکون تصرفه فیه ظلما فکل ما سواه من انس وجن وشیطان وملك وسماء وارض وحیوان ونبات وجوهر وعرض ومدرك ومحسوس حادث اخترعه بقدرته بعد العدم اختراعا وانشاءه بعد ان لم یکن شیئا اذ کان فی الازل موجودا وحده ولم یکن معه غیره فاحدث الخلق بعد اظهار القدرته

پس لفظ کُن خدائے تعالیٰ کا امر ہے اسکو جس کا وہ ارادہ کرتا ہے کہ نیست سے ہست کردے۔ اس مسئلہ کی تفصیل کا مقام علم کلام کی کتابیں ہیں جیسا کہ شرح عقائد، شرح مواقف وغیرہ۔ اب ہم دوبارہ امام غزالی رحمہ اللہ کا کلام درج کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ (افعالِ خداوندی کی حقیقت یوں ہے کہ) جو بھی اللہ کے بغیر ہے وہ اُسی کے فعل سے پیدا ہوا ہے اور بہترین عدل کے طریق پر اور مکمل واکمل طرز پر صورت نما ہوا ہے۔ خدا اپنے افعال میں حکمت استعمال کرتا ہے۔ اپنے فیصلہ میں عدل کرتا ہے۔ مگر اسکا عدل انسانی عدل کے مشابہ نہیں۔ کیونکہ انسان سے تو ظلم کا بھی امکان ہے جبکہ وہ غیر کے ملکیت پر متصرف ہو اور خدا سے ظلم کا امکان بھی نہیں کیونکہ جبکہ بیا غیر کی ملکیت ہی نہیں تو یہ کیسے کہا جائے گا کہ وہ غیر کی ملکیت پر تصرف کرتا ہے تاکہ اسکا عمل ظلم قرار پائے کیوں کہ اس نے یہ تمام چیزیں خود پیدا کی ہیں۔ انسان، جن، شیطان، فرشتے، آسمان، زمین، حیوان، نباتات، جوہر، عرض، مدرک بالحس اور مدرک بالعقل وغیرہ۔ چنانچہ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کو وجود عطا کیا ہے بعد اس کے کہ وہ نیست تھیں اور وہ خدا خود زمانہ ازل میں موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی غیر موجود نہ تھا۔ پھر اس نے اپنی اظہارِ قدرت کے لئے کائنات کو پیدا کیا

Marfat.com

وتحقيقاً لما سبق من ارادته وحق
في الازل من كلمته لا لافتقاره اليه
وحاجته وانه تعالى متفضل بالخلق
والاختراع والتكليف لا عن وجوب
ومتطول بالانعام والاصلاح لا
عن لزوم له الفضل والاحسان
والنعمة والامتنان اذ كان قادراً
على ان يصب على عباده انواع
العذاب ويبتليهم بضروب
الآلام والاوصاب ولو فعل
ذلك لكان منه عدلاً ولم يكن قبيحاً
ولا ظلماً وانه يثيب عباده على
الطاعات بحكم الكرم والوعد
لا بحكم الاستحقاق واللزوم
اذ لا يجب عليه فعل ولا يتصور
منه ظلم ولا يجب لاحد عليه
حق وان حقه في الطاعات وجب
على الخلق بايجابه على لسان انبيائه
لا بمجرد العقل ولكنه بعث الرسل
واظهر صدقهم بالمعجزات الظاهرة
فبلغوا امره ونهيه ووعده
ووعيده فوجب على الخلق
تصديقهم فيما جاؤا به. معنى
الكلمة الثانية وهي رسالة الرسل

اور اس سے اپنے ارادہ کا ثبوت دیا جو اس
نے پہلے کیا ہوا تھا اور اس قول کو پورا کرنے
کے لئے جو ازل میں کہہ چکا تھا ورنہ اسکو کائنات
کی کوئی حاجت اور ضرورت نہ تھی۔ یہ اس کی
مہربانی ہے کہ اسے پیدا کیا۔ نیست سے ہست
کیا اور صاحب اختیار بنایا ورنہ یہ سب کچھ اسپر
واجب نہ تھا اور وہ ہم پر فضل کرنیوالا ہے کہ اس نے
ہمپر احسان کیا اور ہماری اصلاح کی حالانکہ یہ بھی
اس کا فرض نہ تھا پس یہ سب کچھ اسکا فضل ہے احسان
اور نعمت و انعام ہے کیونکہ وہ ہر وقت قادر ہے
کہ اپنے بندوں پر قسم قسم کے عذاب والے اور رنگ برنگ
مصائب میں گرفتار کرے اگر یہی کرے تو پھر بھی اسکا عدل
ہی ہوگا اور اس کیلئے کوئی معیوب کام نہ تھا اور نہ ہوگا
خدا اپنے حسب وعدہ اور فضل و کرم سے بندوں کو انکی اطاعت
قبول کرنے پر ثواب دیتا ہے ورنہ بندوں کی کوئی اس کے
ذمہ نہیں اور نہ ہی انکا کوئی فرض اسپر عائد ہوتا ہے کیونکہ
اسپر کوئی فعل بھی واجب نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے
ظلم متصور ہو سکتا ہے اور کسی کا حق اسکے ذمہ پر ثابت نہیں
مگر مخلوق پر اسکا حق اطاعت واجب ہے جو اس نے اپنے انبیاء کے
ذریعے بیان کیا ہے۔ اور وہ حق اطاعت صرف عقل سے ثابت
نہیں ہوتا تھا اسلئے اس نے اپنے رسول بھیجے اور کھلا
معجزات سے انکی صداقت کا اظہار فرمایا تو پھر انہوں نے خدا کا امر
نہی اور وعدہ اور وعید کی خبر دی۔ اس لئے مخلوق پر واجب
ہوگیا کہ جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں اسکی تصدیق کریں (اب کلمہ ثانیہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم. وان اللہ تعالیٰ
بعث النبی الامی القرشی محمدا
صلی اللہ علیہ وسلم برسالتہ
الی کافۃ العرب والعجم والجن
والانس فنسخ بشرعہ الشرائع
الا ما قررہ وفضلہ علی سائر
الانبیاء وجعلہ سید البشر و
منع کمال الایمان بشہادۃ
التوحید وھی قول لا الہ الا اللہ
ما لم تقترن بہ شہادۃ الرسول
وھی محمد رسول اللہ فالزم الخلق
تصدیقہ فی جمیع ما اخبر بہ
من الدنیا والاخرۃ وانہ لا یقبل
ایمان عبد حتی یوقن بما اخبر عنہ
بعد الموت واولہ سوال منکر ونکیر
وھما شخصان مہیبان ھائلان
یقعدان العبد فی قبرہ سویا ذا
روح وجسد فیسئلانہ عن التوحید
والرسالۃ ویقولان لہ من ربک و
ما دینک ومن نبیک وھما فتانا
القبر وسوالھما اول فتنۃ القبر
بعد الموت وان یؤمن بعذاب
القبر وانہ حق وحکمۃ وعدل علی
الجسم والروح علی ما یشاء ویؤمن

رسالت کا بیان یوں ہے کہ خدا ہی نے اپنا
نبی اُمی قرشی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و
سلم تمام کائنات کی طرف رسول بنا کر مبعوث
کیا ہے خواہ عرب ہوں یا عجم یا جن ہوں یا انسان۔
سوائے چند اصولی احکام کے تمام شرائع سابقہ
کے احکام کو منسوخ کر دیا اور تمام انبیاء
علیہم السلام پر آپ کو فضیلت بخشی۔ آپ کو
سید البشر بنایا اور جب تک محمد رسول اللہ کا اقرار نہ
ہو، اقرار توحید یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے سے روک دیا
اور مخلوق پر آپ کی تصدیق فرض کر دی۔ ان احکام
کے متعلق جو آپ نے دنیا و آخرت کی بابت بیان
کئے ہیں اور یہ بھی فرض کیا کہ کسی کا ایمان معتبر
نہیں جب تک وہ باتیں نہ مانے۔ جن کی خبر آپ نے
انسان کی موت کے بعد دی ہیں جن میں سے اول
منکر نکیر کا سوال ہے۔ یہ دو فرشتے باہیبت خوفناک
ہیں، جو مُردہ کو قبر میں سیدھا بٹھا دیتے ہیں جس
میں روح اور جسم دونوں ہوتے ہیں۔ پھر توحید
اور رسالت نبوی کا سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب
کون ہے، تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون
ہے؟ اور یہ دو فرشتے قبر کا امتحان ہیں کیونکہ
موت کے بعد قبر میں پہلا امتحان ان کے سوالات
ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ مومن عذاب قبر کو تسلیم
کرے کہ وہ حق ہے اور حکمت اور عدل ہے جسم اور
روح پر جس طرح کہ خدا چاہے۔ یہ بھی مانے کہ

Marfat.com

بالمیزان ذی الکفتین واللسان
وصفتہ فی العظم انہ مثل طباق
السموات والارضین توزن فیہ
الاعمال بقدرۃ اللہ تعالی والصنج[1]
یومئذ مثاقیل الذر والخردل
تحقیقا لتمام العدل وتطرح صحائف
الحسنات فی صورۃ حسنۃ فی کفۃ
النور فیثقل بہا المیزان علی قدر
درجاتہا عند اللہ بفضل اللہ
تعالی وتطرح صحائف السیئات
فی کفۃ الظلمۃ فیخفف بہا المیزان
بعدل اللہ تعالی وان یؤمن بان
الصراط حق وھو جسر ممدود علی
متن جھنم احد من السیف وارق
من الشعر تزل علیہ اقدام الکفرین
بحکم اللہ تعالی فیھوی بھم الی النار
و تثبت علیہ اقدام المؤمنین فیساقون
الی دار القرار ویؤمن بالحوض
المورود وحوض محمد صلی اللہ علیہ
وسلم یشرب منہ المؤمنون قبل
دخول الجنۃ وبعد جواز الصراط من
شرب منہ شربۃ لا یظمأ بعدھا
ابدا عرضہ السماء فیہ میزابان
یصبان من الکوثر ویؤمن بیوم الحساب

میزان عمل کے دو پلڑے ہیں اور ایک قبضہ کی رسی
اس کی بڑائی کا بیان یوں ہے کہ وہ زمین و آسمان
کی وسعت کے برابر بڑی ہے۔ اس میں قدرت الٰہیہ
سے اعمال تولے جائیں گے اور اس کے بٹے چیونٹی
اور رائی کے دانے کے برابر بھی ہونگے تاکہ پورا پورا
انصاف ہو۔ پھر اس کے نورانی پلہ میں نیک اعمال
کے صحیفے ڈالے جائیں گے جن سے وہ ترازو بوجھل
معلوم ہوگا۔ انکے نیک اعمال کے درجے کے مطابق
خدا کے فضل و کرم سے۔ پھر دوسرے تاریک پلڑے
میں بداعمالیوں کے صحیفے ڈالے جائیں گے تو وہ خدا
کے عدل و انصاف سے ہلکا ہو جائے گا۔ مومن یہ بھی
مانے کہ پل صراط حق ہے اور جہنم کی پشت پر یہ ایک
لمبا پل بچھایا جائے گا جو تلوار سے تیز ہوگا اور بال سے باریک
اس سے کفار کے قدم پھسل جائیں گے اور خدا
کے حکم سے جہنم رسید ہوں گے۔ مومنین کے
قدم اس پر ٹک جائیں گے تو جنت کو بھیجے
جائیں گے۔ یہ بھی مانے کہ حوض کوثر حق ہے
جس پر لوگ آئیں گے اور حضور علیہ السلام
کے حوض محمدی سے دخول جنت سے پہلے
مومنین پانی پئیں گے اور پل صراط سے گذر کر
بھی اس کا پانی پئیں گے۔ اور جو شخص اس کا
ایک گھونٹ بھی پی لیگا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس
کی وسعت آسمان کے برابر ہے اسمیں دو نالیاں حوض کوثر
سے نکل کر کھلتی ہیں۔ مومن یہ بھی مانے کہ حساب کا دن حق

[1] صنج پاسنگ ترازو۔

Marfat.com

وتفاوت الخلق فيه الى مناقش
فى الحساب والى مسامح فيه والى
من يدخل الجنة بغير حساب
وهم المقربون فيسئل الله من
شاء من الانبياء عن تبليغ الرسالة
ومن شاء من الكفار عن تكذيب
المرسلين ويسأل المبتدعين
عن السنة ويسأل المسلمين
عن الاعمال ويؤمن باخراج الموحدين
من النار بعد الانتقام حتى لا يبقى
فى جهنم موحدٌ بفضل الله تعالى
ويؤمن بشفاعة الانبياء ثم العلماء
ثم الشهداء ثم سائر المؤمنين
كلٌ على حسب جاهه ومنزلته
ومن بقى من المؤمنين ولم يكن له شفيع
اخرج بفضل الله تعالى ولا يخلد
فى النار مؤمن بل يخرج منها من
كان فى قلبه مثقال ذرة من
الايمان وان يعتقد فضل الصحابة
وترتيبهم وان افضل الناس
بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على
رضى الله عنهم وان يحسن الظن
بجميع الصحابة وان يثنى عليهم

ہے، جس میں مخلوقات مختلف طریق پر مبتلا ہونگی۔
کسی سے خوب باز پرس ہوگی اور کسی سے چشم پوشی
کی جائے گی۔ اور کئی ایک بغیر حساب کے بھی داخل
جنت ہوں گے اور یہ لوگ خدا کے مقرب ہوں گے
خدا کا منشاء ہوگا تو انبیاء علیہم السلام سے بھی
سوال ہوں گے کہ تبلیغ کیسے کی ہے؟ چاہیگا تو کفار
اور مکذبین سے بھی سوال ہوں گے کہ تم نے رسول
کی تکذیب کیوں کی؟ بدعتی اور مخالف سنت سے سوال
ہوگا کہ تم نے سنت طریق کیوں چھوڑا اور اہل اسلام
سے اعمال کے متعلق سوال ہوگا اور مومن یہ بھی مانے کہ
اہل توحید جہنم سے بدلہ پاکر آخر نجات پائیں گے یہاں تک
کہ خدا کے فضل و کرم سے وہاں کوئی اہل توحید نہ رہیگا
یہ بھی مانے کہ انبیاء علیہم السلام شفاعت کرینگے۔ انکے
بعد اہل علم پھر شہادت یافتہ اور سب کے آخر باقی اہل اسلام
اپنی اپنی قدر و منزلت کے مطابق شفاعت کریں گے
اور جو مومن جہنم میں بغیر شفاعت کے پڑا رہیگا اور اسکا
کوئی شفیع نہ ہوگا تو خدا کے اپنے فضل سے جہنم سے نکالا
جائیگا اور دوزخ میں کوئی اہل ایمان باقی نہ رہیگا بلکہ
جسکے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا وہ بھی جہنم سے
نکال دیا جائے گا۔ یہ بھی مانے کہ صحابہؓ کی فضیلت برحق
ہے اور ان میں ترتیب وار فضیلت یوں ہے کہ حضور علیہ السلام
کے بعد افضل الناس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں
پھر حضرت فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی رضی
اللہ عنہم یہ بھی ضروری ہے کہ مومن صحابہؓ کے متعلق حسن ظن رکھے

Marfat.com

كما اثنى الله تعالى ورسوله
صلى الله عليه وسلم عليهم اجمعين
فكل ذلك مما وردت به السنة
وشهدت به الآثار فمن اعتقد
جميع ذلك موقنا به كان من
اهل الحق وعصابة السنة و
فارق رهط الضلال والبدعة
فنسأل الله تعالى كمال اليقين
والثبات فى الدين لنا ولكافة
المسلمين انه ارحم الراحمين
وصلى الله على سيدنا محمد واله
وصحبه اجمعين۔ انتهى ما اردنا
نقله من كتاب (قواعد العقائد)
للامام حجة الاسلام رحمة الله عليه
قال المؤلف عفى الله عنه بسم الله
الرحمن الرحيم وبه نستعين
اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا
اتباعه وارنا الباطل باطلا و
ارزقنا اجتنابه اما بعد
فقد اختلفت الامة فى العقائد
اختلافا كثيرا وتفرقت آراءهم
ووقع بينهم التنافر والتباغض
وادعت كل طائفة انها على
الحق وما سواها على الباطل كيف

اور جس طرح اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام نے
ان کی تعریف و توصیف کی ہے یہ بھی ان کی
تعریف کرے۔ ان تمام عقائد کے متعلق شاہد احادیث
نبوی وارد ہیں اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم مشابہ ہیں
جو شخص ان تمام عقائد کو تسلیم کرے وہ اہل حق
اور اہل سنت ہو گا۔ اور اہل بدعت اور گمراہ
فرقوں سے الگ سمجھا جائے گا۔ ہم سب کا فرض
ہے کہ خدا تعالیٰ سے کمال یقین اور دین اسلامی پر استقلال
کی درخواست کریں اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے
لئے کیونکہ وہی ارحم الراحمین ہے وصلی اللہ
علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین
یہاں تک جو ہمیں امام صاحب کی کتاب قواعد
العقائد سے نقل کرنا تھا نقل کر دیا ہے۔ اب
مؤلف رسالہ ہذا (عفی عنہ) اپنا مضمون شروع
کرتا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین
یا اللہ ہمیں جو حق بات ہے وہ سچ سچ دکھا
دے اور باطل کو واقعی طور پر باطل دکھا
دے اور ہمیں اس سے کنارہ کشی نصیب کر۔
اس کے بعد واضح ہو کہ آج اس امت محمدیہ میں
عقائد کا اختلاف بہت ہے اور ان کی رائیں
مختلف ہیں اور ان میں باہمی نفرت پیدا ہو چکی
ہے۔ اور بغض پیدا ہو گیا ہے۔ ہر ایک فرقہ کا
یہی دعوی ہے کہ میں ہی حق پر ہوں اور دوسرے
باطل پر ہیں۔ کیوں ایسا نہ ہو جب کہ حضور

Marfat.com

لا وقد اخبرنا بهذه الحالة
سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم حيث قال ستفترق
امتي على ثلاث و سبعين
فرقة الحديث وقد ذكرت
هذا الحديث بماله وما عليه
في اخر كتابي المسمى (بالاصول
الاربعة في ترديد الوهابية)
بالفارسية وها انا اذكره
ههنا اتماما للفائدة. عن
عبد الله بن عمرو قال قال
رسول الله صلى الله عليه
وسلم ليأتين على امتي ما
اتى على بني اسرائيل حذو
النعل بالنعل حتى ان كان
منهم من اتى امه علانية لكان
في امتي من يصنع ذلك و
ان بني اسرائيل تفرقت
على ثنتين و سبعين ملة
وتفرق امتي على ثلاث و
سبعين ملة كلهم في النار
الا ملة واحدة قالوا من
هي يا رسول الله قال ما
انا عليه واصحابي رواه الترمذي

علیہ السلام نے ہمیں پہلے ہی خبر دی ہوئی
ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت ۷۳ فرقوں
پر تقسیم ہو جائے گی...... اور یہ حدیث
پورے سوال وجواب کے ساتھ میں نے اپنی
کتاب فارسی الاصول الاربعۃ فی
تردید الوھابیۃ کے اخیر نقل
کر دی ہوئی ہے۔ مگر تاہم تکمیل فائدہ
کے لئے اسے یہاں بھی نقل کرتا ہوں
کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت
پر وہ انقلاب آئے گا۔ جو بنی اسرائیل
پر آیا تھا ہو بہو، یہاں تک کہ اگر ان
میں سے کسی نے اپنی ماں سے بدفعلی
کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ
ہوں گے، جو ایسا کر گذریں گے امت
بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں پر منقسم ہوگئی
تھی، اور میری امت ۷۳ ملت پر تقسیم
ہوگی اور وہ سارے کے سارے جہنم
میں جائیں گے مگر ایک فرقہ بچ رہے گا۔
حاضرین نے پوچھا کہ یا رسول صلعم وہ
کونسا فرقہ ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ ہے
جو ان اصولوں پر قائم ہوگا کہ جن پر میں
اور میرے صحابہ رض قائم ہیں۔ (رواہ الترمذی)

Marfat.com

وفی روایة احمد وابی داؤد عن
معاویة ثنتان وسبعون فی
النار وواحدة فی الجنة وهی
الجماعة وانه سیخرج فی امتی
اقوام تتجاری بهم تلك الاهوا
کما تتجاری الکلب بصاحبه لا
یبقی عنه عرق ولا مفصل الا
دخلته فان قیل هل الفرق
التی ذکرت فی الحدیث من اهل
الدعوة او من اهل الاجابة
نقول بل هی من اهل الاجابة
لانهم ذکروا بلفظ امتی مکررا
واما اهل الدعوة الذین ما
آمنوا بالله ورسوله فلا
ید خلون فی امته صلی الله
علیه وسلم وههنا سوال آخر
اصعب من الاول وتقریره ان
کل طائفة من الطوائف الثلاث
والسبعین تدعی وتزعم انها
هی الطائفة الناجیة وانها هی
مصداق ما انا علیه واصحابی
فمن الذی یحل هذه العقدة
بالامانة فاضطربت اهل
السنة والجماعة والعبادت

امام احمد اور ابوداؤد حضرت معاویہؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ ۷۲ فرقے دوزخ میں جائیں گے اور
ایک فرقہ جنت میں داخل ہوگا اور اس فرقہ کا نام
جماعت ہے۔ میری امت میں ایسی قومیں بھی
پیدا ہونگی کہ جن کو یہ نو پیدا خیالات اسطرح آ رہیں گے
جس طرح کہ دیوانے کتے کی زہر دوڑاتی ہے باولے
کتے کے کاٹے ہوئے کا کوئی رگ و ریشہ نہیں ہے تا
کہ جس میں اسکی زہر کا دخل نہ ہو۔ اب اگر یہ سوال کیا
جائے کہ جو دوزخی ۷۲ فرقے حدیث میں مذکور ہیں
وہ کوئی نیا اسلام پیش کریں گے یا اسی اسلام کے
دعویدار رہیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ سب
اسلام کے دعویدار ہونگے کیونکہ حضور علیہ السلام نے
ان کو امت کے لفظ سے بار بار ذکر کیا ہے مگر جو
لوگ نیا مذہب پیش کرینگے یہ وہ ہونگے جو خدا و رسول
کو نہیں مانینگے، اسلئے وہ امت محمدیہ میں داخل نہیں
(پہلی قسم کا نام اہل اجابت ہے اور دوسری کا نام
اہل دعوت) اس مقام پر ایک مشکل سوال پیدا
ہوتا ہے کہ ۷۳ فرقوں میں سے ہر ایک فرقہ کا یہی
دعویٰ ہے کہ ہم نجات پانے والی (فرقہ ناجیہ) جماعت
ہیں اور ہم ہی ما انا علیہ و اصحابی
کی صحیح مثال ہیں۔ کیا کوئی یہ عقدہ
ایمان داری سے حل کرسکتا ہے؟ اس لئے
اس کے جواب میں اہل السنت والجماعت
بے چین ہوئے اور بارگاہِ الٰہی میں

الی حضرۃ اللہ تعالیٰ فوجدوا
قولہ تعالیٰ فلا وربک لایؤمنون
حتی یحکموک فیما شجر بینہم فحکّمنا
صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذہ
الفیصلۃ المعضلۃ فوجدنا بحمدہ
تعالیٰ فی ذلک الحدیث قولہ صلی
اللہ علیہ وسلم وھی الجماعۃ ومعلوم
ان لفظ الجماعۃ جزء من اسم
اھل السنۃ والجماعۃ فی روایۃ ابی
داؤد واحمد والمراد من الجماعۃ کثرۃ
الافراد وکثرۃ افراد اھل السنۃ
والجماعۃ المقلدین للمذاھب الاربعۃ
شرقا وغربا من الفرق الضالۃ
بدیھی لا یحتاج الی دلیل سوال
اخر قال بعض اھل الضلال المراد
من الجماعۃ فی الحدیث من کان علی
الحق وان قلت افرادہ قلنا لیس
الامر کما زعموا لان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی حدیث اخر
عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ
محمد علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ
ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی

گڑگڑائے تو ان کو قرآن مجید کی یہ آیت نظر آئی
کہ بخدا وہ لوگ مومن شمار نہ ہونگے یہانتک کہ
وہ اپنے باہمی تنازعات میں آپکو حَکَم نہ مانیں گے
اس لئے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
لاینحل سوال میں اپنا حَکَم مان لیا اور فیصلہ ہوگیا
کیونکہ حدیث مذکور میں حضور علیہ السلام کا یہ لفظ مبارک
موجود ہے کہ وہ فرقہ ناجیہ جماعت ہے اور یہ سب کو
معلوم ہے کہ جماعت کا لفظ فرقہ اہل سنت والجماعت
کے نام کا اصلی جزو ہے جیسا کہ امام احمد و ابوداؤد
کی روایت میں ہے اور جماعت سے مراد ہمیشہ
کثرتِ افراد ہوا کرتے ہیں اور کثرت افراد اہل سنت
والجماعۃ ہی ہیں جو مذاہب اربعہ کے مشرق و مغرب
میں مقلد ہیں اور یہ کثرت گمراہ فرقوں کے مقابل
پر ایسی روشن ہے جس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں
(سوال دیگر) ایک گمراہ فرقہ کا قول ہے کہ حدیث
میں جماعت کا لفظ آیا ہے اور اسی سے مراد اہل
حق ہیں اگرچہ ان کے افراد کی قلت ہو ہم جواباً کہتے
ہیں کہ یہ مطلب صحیح نہیں کیونکہ وہ خود نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں جسے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے فرمایا ہے
کہ خدا تعالیٰ میری امت کو یا بالفاظ دیگر امت محمدیہ
کو گمراہی پر متفق نہیں کرے گا اور جماعت پر خدا کا
ہاتھ ہوتا ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ
ہوگا۔ وہ دوزخ میں پھینکا جائیگا (رواہ الترمذی)

Marfat.com

وعن ابی بصرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سألت ربی ان لا تجتمع امتی علی ضلالۃ فاعطانیہا رواہ الطبرانی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ فمات مات میتۃ جاھلیۃ رواہ البخاری۔ فان قیل ان ذکر فی ھذہ الاحادیث لفظ الاجتماع ولفظۃ الجماعۃ لکنہ لم یصرح بان المراد من الجماعۃ کثرۃ الافراد نقول عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ وعن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ القاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ رواہ احمد وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ

ابو بصرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے خدا سے یہ درخواست کی تھی کہ میری امت گمراہی پر متفق نہ ہو تو خدا نے مجھے یہ عطیہ بخش دیا (رواہ طبرانی) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جماعت سے الگ ہو کر مر جائے تو بے دینی کی موت مرے گا۔ (رواہ البخاری) اگر یہ سوال کیا جائے کہ اگرچہ حدیث میں لفظ جماعت یا لفظ اجتماع مذکور ہے۔ لیکن احادیث میں تصریح موجود نہیں کہ اس سے مراد کثرت افراد ہے تو ہم اس کے جواب میں یوں کہیں گے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم کثیر التعداد جماعت کی تابعداری کرو، ورنہ جو الگ ہوگا، داخل جہنم ہوگا (رواہ ابن ماجہ) اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے جس طرح کہ بھیڑ بکری کے لئے بھیڑیا ہوتا ہے اور وہ اس بھیڑ بکری کو پکڑ لیتا ہے جو ریوڑ سے الگ چرتی ہے یا کنارہ کرتی ہے تم بھی کنارہ کشیوں سے پرہیز رکھو اور عام اہل اسلام اور جماعت کا دامن تھام رکھو (رواہ احمد) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ جو جماعت سے ایک بالشت بھر بھی الگ ہوگا یوں سمجھو کہ اس نے اسلام کا جوا اپنی گردن سے اتار دیا

Marfat.com

رواه احمد و ابو داؤد (مشکوٰۃ شریف)
فلفظ السواد الاعظم ولفظة العامة
تصریح بکثرة الافراد وکثرة افراد
أهل السنة والجماعة بالنسبة الى
جميع طوائف الضلال امر بديهي
معلوم بالضرورة فثبت ان الفرقة
الناجية هي أهل السنة والجماعة
المقلدين للمذاهب الاربعة المشهورة
والحمد لله على ذلك اذا علمت هذا
فاعلم ان المجاز والحقيقة مستعملات
في جميع لغات العرب والعجم
شقيتها وسعيدها حتى في كلام
الله تعالى الملك العلام ولنقتصر
في هذا المقام بذكر بعض آيات
القرآن الحكيم قال الله تعالى الله
يتوفى الانفس حين موتها وقال
تعالى قل يتوفاكم ملك الموت
الذى وكل بكم فالاول حقيقة
والثاني مجاز قال الله تعالى يهب
لمن يشاء اناثا ويهب لمن يشاء
الذكور وقال تعالى حكاية عن
جبرئيل عليه السلام لاهب لك
غلاما زكيا فالاول حقيقة و
الثاني مجاز قال الله تعالى قل

(رواہ احمد و ابو داود) یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے۔ بہرحال السواد الاعظم یا العامۃ لفظ کثرت افراد کی تصریح کر رہا ہے۔ اور اہل سنت والجماعت کے افراد کی کثرت تمام گمراہ فرقوں کے مقابلہ پر بالکل واضح اور صاف ہے۔ اور ہر ایک کو معلوم ہے اس لئے ثابت ہوا کہ اس مقام پر فرقہ ناجیہ سے مراد اہل سنت والجماعۃ ہی ہے جو مشہور مذاہب اربعہ کے مقلد ہیں (والحمد للہ علی ذلک) ان معلومات کے بعد واضح ہو کہ عرب و عجم کی تمام زبانوں میں حقیقۃ و مجاز کا استعمال موجود ہے خواہ وہ اچھی ہوں یا بُری یہاں تک کہ خود کلام الٰہی میں بھی یہ دونوں موجود ہیں چنانچہ ہم چند آیات بطور نمونہ پیش کرتے ہیں (اوّل) یہ کہ خدا موت کے وقت روح کو اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے پھر فرمایا کہ ملک الموت تمہیں وفات دیتا ہے جو تم پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ پس توفّی کا تعلق خدا سے حقیقی ہے اور فرشتے سے مجازی۔ (دوم) خدا جسے چاہتا ہے لڑکیاں بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا قول یوں منقول ہے کہ آپ نے حضرت مریم علیہا السلام کو یوں کہا تھا۔ کہ میں اس لئے تیرے پاس آیا ہوں کہ تمہیں مقدس لڑکا دوں۔ خدا کا ہبہ حقیقی ہے اور جبریل کا مجازی۔ (سوم) اے میرے بندو!

Marfat.com

يا عبادي الذين اسرفوا ان عبادي
ليس لك عليهم سلطان وقال تعالى
من عبادكم وامائكم فالاول حقيقة
والثالث مجاز قال الله تعالى هو
يحيي ويميت وقال تعالى حكاية عن
سيدنا عيسى عليه السلام واحي الموتى
باذن الله فالاول حقيقة والثاني مجاز
قال الله تعالى والله يهدي من يشاء
الى صراط مستقيم وقال تعالى وانك
لتهدي الى صراط مستقيم فالاول
حقيقة والثاني مجاز قال الله تعالى
يدبر الامر وقال تعالى فالمدبرات امرا
فالاول حقيقة والثاني مجاز قال الله
تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض
الغيب الا الله وقال تعالى حكاية عن سيدنا
عيسى عليه السلام وانبئكم بما تاكلون
وما تدخرون في بيوتكم وقال الله
تعالى حكاية عن سيدنا يوسف عليه السلام
لا ياتيكما طعام ترزقانه الا نبأتكما
بتاويله قبل ان ياتيكما فالاول حقيقة
والثاني مجازا قال الله تعالى عن سيدنا
ابراهيم واذا مرضت فهو يشفين و
قال تعالى حكاية عن
سيدنا عيسى عليه السلام

جنہوں نے بے اعتدالی کی ہے رحمتِ الٰہی سے نا امید
نہ ہو جاؤ اور شیطان سے یوں کہا کہ میرے بندوں پر
تیرا تسلط نہ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ تم اپنے بندوں اور
کنیزوں کے نکاح کر دیا کرو۔ بس پہلی دو آیتوں میں
عبد کا تعلق خدا سے حقیقی ہے اور تیسری آیت میں
لوگوں سے تعلق مجازی ہے (چہارم) خدا ہی موت حیات
دیتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یوں نقل
کیا ہے کہ میں بفضل خدا مُردے زندہ کرتا ہوں۔ تو
زندگی دینے کا تعلق خدا سے حقیقی ہے اور حضرت عیسیٰؑ سے
مجازی (پنجم) خدا جسے چاہے راہِ راست دکھاتا ہے اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ راہِ راست دکھاتے
ہیں مگر الٰہی ہدایت حقیقی ہے اور ہدایت نبوی مجازی ہے
(ششم) خدا کائنات کی تدبیر کرتا ہے پھر فرمایا کہ
قسم ہے انکی جو تدبیر کرنے والے ہیں پہلی آیت میں حقیقت ہے
دوسری میں مجاز (ہفتم) کہو جو لوگ یا فرشتے آسمان و
زمین میں ہیں انمیں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا لیکن اللہ
غیب جانتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کا حال یوں بتایا کہ آپ
کہتے تھے کہ میں تمکو سب کچھ بتا دونگا۔ جو تم کھاتے ہو یا
جمع رکھتے ہو اپنے گھروں میں پھر حضرت یوسفؑ کی متعلق فرمایا کہ آپ
دو قیدیوں سے یوں کہتے تھے کہ نہیں آئیگی تمہاری خوراک جو تمہیں
دیجاتی ہے مگر میں اسکے آنے سے پہلے ہی تمہارے خوابوں کی
تعبیر کر دونگا پہلی آیت میں حقیقت دوسری دو آیتوں میں مجاز
ہے (ہشتم) حضرت ابراہیمؑ کا قول یوں نقل کیا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ جب
میں بیمار ہوتا ہوں تو خدا ہی مجھے شفا دیتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کہتے کہ

Marfat.com

والاکمہ والابرص واُحی الموتیٰ باذن الله فالاول حقیقۃ والثانی مجاز قال الله تعالیٰ وھو الخلاق العلیم وقال تعالےٰ حکایۃ عن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فیکون طیرا باذن الله فالاول حقیقۃ والثانی مجاز قال الله تعالیٰ ان الله ھو الرزاق ذو القوۃ المتین وقال تعالیٰ واذا حضر القسمۃ اولوا القربیٰ والیتمیٰ و المساکین فارزقوھم منہ فالاول حقیقۃ والثانی مجاز قال الله تعالیٰ ان الله ھو السمیع البصیر وقال تعالےٰ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج بنتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا فالاول حقیقۃ والثانی مجاز الی غیر ذلک من الآیت القرانیۃ والاحادیث النبویۃ فاذا کان المجاز مستعملا فی کلام الله تعالیٰ علی العموم فان استعملہ عبادہ فی بعض محاوراتھم فای قباحۃ فیہ ویبنی علی ھذا الاصل مسائل کثیرۃ التی ھی معرکۃ الآراء بین المقلدین

کہ میں مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور خدا کے فضل سے مُردے بھی زندہ کر لیتا ہوں پس پہلی آیت میں حقیقۃ ہے دوسری میں مجاز (نہم ، فرمایا کہ خدا ہی پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بیان کیا کہ میں مٹی سے پرندوں کی وضع و شکل بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے فضل سے پرندے بن جاتے ہیں. یہاں بھی پہلے حقیقۃ ہے پھر مجاز ہے (دہم ، فرمایا کہ وہی خدا ہر کا رازق ہے اور زبردست طاقت کا مالک ہے پھر فرمایا کہ جب میراث تقسیم کرنے کے وقت رشتہ دار، یتیم اور مسکین حاضر ہوں تو اس میں سے ان کو رزق دو. یہاں بھی پہلے حقیقۃ ہے پھر مجاز ہے (یازدہم فرمایا کہ خدا ہی سمیع و بصیر ہے. پھر فرمایا کہ ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا. تاکہ اس کو دنیا کے ابتلاء میں ڈالیں اس لئے اسے سمیع و بصیر بنا دیا، پہلا سمیع و بصیر حقیقۃ ہے دوسرا مجاز- الغرض اس قسم کی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ بہت ہیں پس جب حقیقت و مجاز کا استعمال قرآن مجید میں موجود ہے تو اگر اسے خدا کے بندے استعمال کر لیں اپنے محاورات میں تو کون سی قباحت ہوگی

بہرحال اس اصول پر کئی ایک مسائل کی بنیاد قائم ہے. جو مذاہب اربعہ کے مقلدین اور

Marfat.com

للمذاهب الأربعة وبين غير المقلدين للمذاهب ومن نحى نحوهم فمن تلك المسائل مسئلة علم الغيب للنبي صلى الله عليه وسلم او لبعض خواص امته فاذا جاز ان يخبر سيدنا عيسى عليه السلام بما يأكلون وما يدخرون امته في بيوتهم فلم لا يجوز ان يخبرنا سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم او بعض خواص امته ببعض المغيبات والامور الآتية في الدنيا و البرزخ فان قيل ان ذلك كان معجزة لسيدنا عيسى عليه السلام قلنا لم لا يجوز ان تكون هذه الامور معجزة لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكرامة لخواص امته فان قيل كان ذلك باعلام الله تعالى اياه قلنا كذلك كان هذا باعلام الله تعالى اياه ولعمران مسئلة علم الغيب من اكبر المسائل المتنازعة بين علماء الوقت ووقع الطرفان في الافراط والتفريط و تشاجروا بينهم اشد المشاجرات و

وہابیوں کے درمیان زیر بحث اور استدلالی جنگ کا میدان بنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کے درمیان جو ان کے طریق پر چلتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک علم غیب کا مسئلہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خاصان امت محمدیہ کو حاصل تھا یا نہیں؟ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانے اور گھروں کے ذخیرہ کی خبر غیب دیتے ہیں تو یہ امر کیوں جائز نہ ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ کے خاص خاص مقرب بندے بھی غیب کی چند خبریں دیں یا دنیا کے مستقبل کے حالات اور برزخ کے حالات بتائیں اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی کیوں معجزہ نہیں ہو سکتی اور خواص امت کے لئے کرامت کیوں نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ سوال ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو خود خدا بتا دیتا تھا، تو ہم کہیں گے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو خدا بتا دیتا تھا۔ اب واضح رہے کہ مسئلہ علم غیب ایک عظیم الشان زیر بحث مسئلہ ہے جس پر علمائے وقت جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور فریقین افراط و تفریط میں پڑ گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے درمیان سخت اختلاف رونما ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے

Marfat.com

كفر بعضهم بعضا فقوم اثبتوا
علم الغيب الكلي والجزئي وما كان
وما يكون للنبي صلى الله عليه وسلم
باعلام الله تعالى اياه وقوم نفوا
العلم الكلي راسا عنه صلى الله
عليه وسلم وقالوا ان علم الغيب الكلي
لا يكون الا لله تعالى واما الجزئي
فكما يكون للرسول كذلك يكون
للمجانين والبهائم عياذا بالله تعالى
عن هذه العقيدة المفضية عن
توهين الرسول صلى الله عليه و
سلم المفضية الى سوء الخاتمة وقوم
اثبتوا للنبي صلى الله عليه وسلم
جميع علوم الغيب التي تتعلق بالنبوة
من[۱] الامم السالفة واحوال البرزخ
واحوال القيامة ونعم الجنة و
عذاب النار وبعض علوم العالم
العلوي والسفلي باعلام الله
تعالى اياه وهذه العقيدة
هي المتوسطة بين الافراط
والتفريط واقرب للتقوى
وليت شعري اي جواب للمثبتين
جميع علوم الغيب الكلي والجزئي وما كان
وما يكون للنبي صلى الله عليه وسلم في العلوم

کو کافر بھی کہہ چکے ہیں۔ کیوں کہ ایک فریق
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم
غیب کلی اور غیب جزئی اور غیب ماضی
ومستقبل ثابت کیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے
آپ کو ان سب چیزوں کا علم دیا تھا۔ ایک
فریق نے سرے سے علم کلی ہی کی نفی کر دی ہے کہ وہ
حضور علیہ السلام کو حاصل نہ تھا کیونکہ علم غیب کلی اللہ تعالیٰ
کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور غیب جزئی تو کوئی بڑی
بات نہیں کیونکہ وہ جس طرح رسول کو حاصل ہے۔ اسی طرح
دیوانوں اور چار پایوں کو بھی حاصل ہے (خدا ایسے عقیدہ سے
بچائے) یہ ایسا عقیدہ ہے کہ جس میں رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا اظہار ہوتا ہے اور
کشاں کشاں بُرے خاتمہ تک پہنچانے والا ہے۔ ایک
فریق نے وہ تمام علوم غیبیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے ثابت کئے ہیں جو رسالت اور نبوت سے تعلق
رکھتے ہیں یا گذشتہ امتوں اور احوال برزخ یا قیامت
کے خوفناک حالات سے تعلق رکھتے ہیں یا جنت کی نعمتوں
اور دوزخ کے عذاب کے متعلق ہیں اس کے علاوہ علم
غیب بھی جو عالم بالا اور دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو
خدا تعالیٰ نے آپکو بتا دیئے ہیں اور یہ عقیدہ افراط
تفریط کے درمیان ہے اور تقوے کے قریب ہے۔ کاش
ہمیں معلوم ہو جاتا کہ جو لوگ تمام قسم کے علوم غیبیہ کلی
جزئی ماضی۔ حال اور مستقبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے ثابت کرتے ہیں وہ ان علوم سے متعلق کیا جواب

۱ من احوال الامم

Marfat.com

المنہیة في الشرع كالنجوم والجفر
والنيرنجات والكهانة والموسيقى
والسحر والرمل والحكمة اليونانية
في الالهيات وما جوابهم لقول
الله تعالى وما علمناه الشعر وما
ينبغي له وقوله تعالى وما هو
بساحر وما هو بقول كاهن۔
فان قيل هذه العلوم ليست من
الغيب بل من الشهادة نقول اما
كانت هذه العلوم داخلة فيما
كان وما يكون فان قيل نعم
قلنا رفع الله تعالى ساحة الرسالة
عن الاتهام بهذه العلوم فانه
هو الرسول النبي الامي والكفار
كانوا اتهموه بالسحر قال الله
تعالى وما هو بساحر ويتهمونه
بالكهانة قال الله تعالى ولا
بقول كاهن وكانوا يقولون
انما يعلمه بشر قال الله تعالى
لسان الذي يلحدون اليه اعجمي
وهذا لسان عربي مبين وان
قيل لا يعني ليست هذه العلوم
داخلة فيما كان وما يكون
نقول ففي اي شيء تدخل هذه

دیں گے جو شرع میں ممنوع قرار دیئے گئے ہیں۔ مثلاً نجوم
جفر، شعبدہ بازی، کہانت، موسیقی، سحر، رمل، یونانی
فلسفہ جو الٰہیات کے متعلق ہے۔ (کیا یہ بھی آپ کو
حاصل تھے؟) اور وہ اس کا بھی کیا جواب دیں گے
کہ خود خدائے تعالیٰ نے تصریح کے ساتھ فرمایا ہے
کہ ہم نے اپنے رسول کو شعر کا علم نہیں سکھلایا اور
نہ ہی یہ علم آپ کے شان کے شایاں ہے۔ اور یہ بھی
فرمایا کہ آپ جادوگر نہ تھے اور یہ قرآن کسی کاہن کا
قول نہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ علوم از قسم غیب
نہیں بلکہ از قسم ظاہر ہیں تو ہم جواب میں پوچھیں گے
کہ اگر وہ غیب میں داخل نہیں تو کیا وہ ماکان وما یکون میں
بھی داخل ہیں یا نہیں؟ تو اگر جواب دیا جائے کہ ہاں
وہ ان میں داخل ہیں تو ہم کہیں گے کہ اگرچہ وہ داخل ہیں
مگر خدا تعالیٰ نے ذاتِ رسالت کو ان علوم کی آلائش سے
صاف کر دیا ہوا ہے کیونکہ آپ رسول امی تھے۔ کفار جادو
کا الزام دیتے تھے مگر خدا نے کہا وہ جادوگر نہیں۔
پھر وہ کہانت کا الزام دیتے تھے کہ جن بھوت کے ذریعہ
سے آپ خبریں دیتے ہیں لیکن خدا نے کہا کہ یہ قرآن کسی
کاہن کا قول بھی نہیں۔ پھر وہ کہتے تھے کہ کوئی اور شخص
آپکو یہ قرآن سکھاتا ہے تو خدا نے جواب میں کہا کہ جس آدمی
کی طرف تعلیم قرآن کو منسوب کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے۔
عربی زبان جانتا ہی نہیں اور یہ قرآن فصیح عربی میں ہے
اگر یوں کہا جائے کہ نہیں یعنی ماکان اور ما یکون میں یہ
علوم ممنوعہ داخل نہیں تو ہم پوچھیں گے کہ پھر یہ علوم

Marfat.com

العلوم۔ وای جواب للنافین عن اخباره صلی الله علیه وسلم بعذاب القبر وسوال الملکین وضغطة القبر واخباره علیه الصلوة والسلام بالفتوحات الاسلامیة قبل وقوعها واخباره باحوال اخر الزمان فوقع جمیع ما اخبر به صلی الله علیه وسلم کما اخبر به وای جواب لهم من تعیین مواضع قتل الکفار فی البدر فقتلوا فی تلک المواضع وهل البهائم والمجانین یخبرون بمثل هذا وسمعت ممن اعمی الله قلبه ان النبی صلی الله علیه وسلم لو کان یعلم فتح المسلمین وقتل الکفار ببدر لما التجاء الی الله فی سجوده بفتح المؤمنین وقتل الکفار ولم یعلم المحروم ان دعاءه علیه الصلوة والسلام للمسلمین کان تعبدا وتواضعا لله تعالی اما کان علیه الصلوة والسلام یعلم بانه علی الصراط المستقیم لقوله تعالی انك علی صراط مستقیم ومع ذلك یقرء فی صلوته اهدنا الصراط المستقیم قال الله تعالی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول وقال الله تعالی

ممنوعہ کس قسم میں داخل ہوں گے اور منکرین علم غیب ان احادیث کا کیا جواب دیں گے۔ جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر۔ سوال ملائکہ۔ قبر کی تنگی کی خبر دی ہے یا جن میں آپ نے قبل از وقوع فتوحات اسلامیہ کی خبر دی ہے۔ یا اخیر زمانہ کی خبریں دی ہیں۔ حالانکہ سب کچھ اسی طرح پیش آیا ہے جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ اور اس کا کیا جواب ہوگا جو آپ نے قتل کفار کے مقامات قتل جنگ بدر میں بتائے تھے۔ چنانچہ وہیں وہ قتل ہوئے جہاں آپ نے کہا تھا۔ کیا چارپائے اور دیوانے بھی ایسی خبریں دے سکتے ہیں؟ میں نے خود اس آدمی سے سنا ہے جس کے دل کو خدا نے اندھا کر دیا تھا کہتا تھا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کی فتح جانتے ہوتے اور بدر میں قتل کفار کی خاص خاص جگہیں جانتے ہوتے تو مسلمانوں کی فتح کے لئے اور قتل کفار کے واسطے سجدہ میں پڑ کر دعا نہ کرتے۔ میں کہتا ہوں کہ اس محروم العقل کو یہ معلوم نہیں کہ حضور علیہ السلام کی دعا کرنا مسلمانوں کے حق میں خدا کے سامنے تواضع اور اظہار خاکساری تھی۔ کیا آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ صراط مستقیم پر قائم ہیں۔ حالانکہ خدا نے بتا دیا ہوا تھا کہ آپ صراط مستقیم پر ہیں تاہم آپ نماز میں یہ الفاظ دہرایا کرتے تھے کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ تمہارا خدا عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر اس رسول کو جسے وہ پسند کرے۔ پھر یہ بھی فرمایا

Marfat.com

وما كان الله ليطلعكم على الغيب
ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء
اما كان النبي صلى الله عليه وسلم
هو الرسول المرتضى والرسول المجتبى
فان قيل نعم دخل النبي صلى الله عليه
وسلم في الاستثناء في الآية الاولى
لانه هو الرسول المرتضى وفي مضمون
ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء
لانه هو الرسول المجتبى وان قيل لا
نقول فمن الرسول المرتضى والمجتبى
الذي ذكره الله تعالى في الآيتين
المذكورتين والتحقيق في هذا المقام
ان جملة عالم الغيب تصح اطلاقها على
النبي صلى الله عليه وسلم باعتبار البعض
ولا تصح باعتبار البعض الآخر فان علم
بعض المغيبات كاخباره صلى الله عليه
وسلم باحوال عالم البرزخ من ضغطة
القبر وسوال الملكين وتوسعة القبر
سبعين ذراعا على المطيع وضيقه
على العاصي واخباره باحوال القيمة
من الوقوف والميزان والصراط والحوض و
الشفاعة والجنة ونعيمها والنار وجحيمها
واخباره ببعض المغيبات الدنيوية كمواضع
قتل المشركين ببدر وترد كتاب حاطب بن

کہ خدا تو تم کو علم غیب پر مطلع کرنے کے قریب بھی نہیں
ہے لیکن اپنے رسولوں میں سے جس رسول کو چاہے انتخاب
کر لیتا ہے تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برگزیدہ اور
منتخب شدہ رسول نہ تھے؟ اگر یوں کہا جائے کہ ہاں
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پہلی آیت کے استثناء میں داخل
ہیں۔ کیونکہ آپ برگزیدہ اور پسندیدہ رسول ہیں جس کا
ثبوت اس آیت میں ہے کہ لیکن اپنے رسولوں میں سے
اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے کیونکہ
آپ ہی رسول مجتبےٰ ہیں۔ اگر اس کا انکار کیا جائے تو
پھر ہم پوچھیں گے کہ پھر حضور علیہ السلام کے سوا ان
دونوں آیات میں کس رسول مجتبےٰ و مرتضےٰ کا ذکر ہے؟
اس مقام پر تحقیق یہ ہے کہ عالم الغیب کے فقرہ کا
استعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح ہے باعتبار بعض
علم غیب کے اور بعض علم غیب کے اعتبار سے صحیح نہیں
کیونکہ بعض مغیبات کا خبر دینا آپ سے بالکل صحیح
اور درست ہے مثلاً آپ کا عالم برزخ کے متعلق قبر کی
تنگی اور منکر نکیر کے سوالوں کی خبر دینا اور نیک بندے
کی قبر کا ستر گز تک وسیع ہونے اور بدکار پر تنگ ہونے
کی خبر دینا یا احوال قیامت میں خدا کے سامنے پیش ہونے
وزن اعمال۔ پل صراط۔ حوض کوثر۔ شفاعت جنت اور
جنت کی نعمتیں اور دوزخ اور اس کی آگ کا خبر دینا یا
چند معاملات دنیاوی سے خبر دینا۔ مثلاً بدر میں مشرکین
کی قتل گاہیں بتانا یا حاطب بن بلتعہ کی چٹھی واپس
لینا جو اس نے پوشیدہ طور پر مشرکین کو لکھی تھی

Marfat.com

بلتعہ المکتوب الی قریش واخبارہ اباجھل بما اخفاہ فی یدہ من الحصاۃ واخبارہ بقتل ملک الفرس صبیحۃ لیلۃ قتلہ واخبارہ بموت النجاشی وصلوۃ الجنازۃ علیہ فی المدینۃ واخبارہ باکل الارضۃ صحیفۃ المعاھدۃ لقریش المعلقۃ فی جوف الکعبۃ واخبارہ بموت جعفر الطیار ورفیقیہ فی غزوۃ المؤتۃ واخبارہ بالفتح علی ید الخالد بن الولید سیف اللہ واخبارہ بفتح باب قلعۃ الخیبر علی ید علی المرتضیٰ واخبارہ بسم الشاۃ المسموم التی اھدتھا الیہ الیھودیۃ واخبارہ بقتل علی المرتضیٰ ذا الثدیین من الخارجین واخبارہ بفتن اخر الزمان الیٰ غیر ذٰلک من الاخبارات المغیبۃ کما لا یخفی علی من لہ ادنیٰ ممارسۃ فی العلوم الاسلامیۃ فان قیل اخبارہ بالمغیبات المذکورۃ کان باعلام اللہ تعالیٰ ایاہ قلنا حصل المقصود ومتی قلنا ان اخبارہ بالمغیبات کانت من عند نفسہ بغیر اعلام اللہ تعالیٰ فاطلاق جملۃ عالم الغیب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح بھذا الاعتبار فمن قال من المقلدین انہ عالم بجمیع الغیوب اوقال عالم

یا ابوجہل کو بتلانا کہ اس کی مٹھی میں کنکریاں ہیں۔ یا شاہ فارس کے قتل کی خبر دینا خاص اسی صبح کو جبکہ مارا گیا تھا۔ یا موت نجاشی شاہ حبش کی خبر دینا۔ پھر مدینہ طیبہ میں اسپر غائبانہ جنازہ پڑھنا۔ یا یہ خبر دینا کہ دیمک اس کاغذ معاہدہ کو کھا گئی ہے جو قریش نے آپ کے خلاف لکھ کر بیت اللہ شریف میں آویزاں کیا تھا۔ یا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دینا اور اس کے دو رفیقوں کی خبر دینا جنگ تبوک میں یا حضرت خالد سیف اللہ کے ہاتھ پر فتوحات کا حاصل ہونا۔ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر قلعہ خیبر کا فتح ہونا یا بکری کے گوشت میں زہر ملانے کی خبر دینا جو یہودیوں نے آپ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا تھا۔ یا آپ کا خبر دینا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ذوالثدیین خارجی کو قتل کریں گے۔ یا اخیر زمانہ میں فتنوں کا پیدا ہونا۔ غرضیکہ اسی قسم کی غیبی خبریں کئی ایک اور بھی آپ نے دی ہیں جو اس شخص پر مخفی نہیں جو علوم اسلامیہ میں مہارت اور واقفیت رکھتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ یہ تو خدا کے بتانے سے آپ نے بتائی ہیں اس لئے یہ خبریں غیب نہیں بلکہ از قسم وحی ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ پھر بھی ہمارا دعویٰ ثابت ہوا کہ آپ عالم الغیب تھے اور جب یوں کہا جائے کہ خدا تعالیٰ کی اطلاع کے بغیر کشف کے طور پر آپ نے یہ خبریں دی تھیں تو اس صورت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا صحیح ہوگا۔ جو مقلد یوں کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام تمام قسم کے غیب کو جانتے تھے

Marfat.com

بما كان وما يكون فرادة من العلوم
العلوم التي تتعلق بالرسالة و
التبليغ و افحام المنكرين و احوال
الانبياء المتقدمين ونجاة اممهم
المطيعين وهلاك المنكرين واحوال
امته عليه الصلوة والسلام في آخر
الزمان و ما يأتي عليهم من الفتن و
ما يجري عليهم من المحن حتى يدخل
اهل الجنة الجنة واهل النار النار نعم
العلوم التي لا يليق بها من الشعر والجفر
والرمل والسيمياء والكيمياء وغير
ذلك والعلوم التي لا تعلق لها بالرسالة
والنبوة والتبليغ كعلم
مثاقيل الجبال ومكاييل البحار و
قطرات الامطار واوراق الاشجار
الى غير ذلك من العلوم التي لا نعلم
اسمها ولا رسمها فذلك كله مختصة
بخالقها ومنشئها ومغنيها
فان قيل اذا ثبت انه صلى الله
عليه وسلم عالم ببعض
العلوم فما معنى اطلاق
جملة عالم الغيب عليه قلنا
ثبوت الصفة للشخص لا
يقتضي العلوم لتلك الصفة

یا یوں کہتے ہیں کہ آپ کو تمام ما کان و ما یکون کا علم
غیب تھا تو ان کی مراد بھی وہی علوم غیبیہ ہیں۔ جو
تبلیغ رسالت اور منکرین کو لاجواب کرنے یا گذشتہ
انبیاء علیہم السلام کے حالات معلوم کرنے کے متعلق
ہیں یا ان کی مطیع امت کی نجات اور منکرین کی ہلاکت
کے متعلق ہیں۔ یا جو امت محمدیہ کے احوال سے تعلق
رکھتے ہیں جو اخیر زمانے میں پیش آئیں گے یا ان فتنوں
کی بابت ہیں جو امت محمدیہ پر آنے والے ہیں یا ان
تکالیف کے متعلق ہیں جو ان پر آئیں گی۔ یہاں تک کہ
اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور اہل نار دوزخ
میں جا پہنچیں گے۔ مگر ہاں وہ علوم جو آپ کے شان کے شایان
نہیں مثلاً علم شعر۔ جفر رمل سیمیا۔ کیمیا وغیرہ اور
وہ علوم کہ جن کا تعلق تبلیغ رسالت سے قطعاً نہیں۔
مثلاً پہاڑوں کے وزن معلوم کرنا۔ سمندروں کے پانی
ناپنے کا علم یا بارش کے قطرات کی گنتی یا درختوں کے
پتوں کی گنتی اور اسی قسم کے اور علوم کہ جن کے نام
بھی ہم نہیں جانتے اور نہ ہی ہمیں ان کی تشریح
معلوم ہے۔ تو یہ سب قسم کے علوم خاص خدائے خالق سے
ہی تعلق رکھتے ہیں۔ جو ان کو پیدا اور فنا کرنے والا ہے
کسی انسان کا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر کہا جائے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض غیبوں کے عالم
ہیں تو پھر عالم الغیب کے فقرہ کا آپ پر استعمال
کرنے کا کیا مطلب ہوگا۔ تو ہم جواب دیں گے کہ
کسی شخص کو کسی صفت سے موصوف کرنے کا یہ

Marfat.com

بل يكفى فى ذالك حصول بعض
افراد الصفة لذات الشخص
فانك اذا قلت زيد عالم
فليس المراد ان زيدا عالم
بجميع علوم العالم حلالها و
حرامها بل المتبادر من هذا القول
ان زيدا عالم بعلوم المروجة
المتداولة قال الله تعالىٰ ان
الانسان ليطغى ان راه استغنى
اى بعض الانسان فان كثيرا
من الاغنياء كانوا عباد الله
الصالحين بل الانبياء والمرسلين
صلوات الله عليهم اجمعين ومن
تلك المسائل مسئلة ايصال
ثواب الاعمال لارواح الاموات
قالوا حرام او ممنوع او لغو عبث
لا يضر ولا ينفع على اختلاف
آرائهم مستدلين بقوله تعالىٰ
وان ليس للانسان الا ما سعىٰ.
وفى هذه المسئلة اختلاف كثير بين
علماء الطرفين وذكر حججهم يطول
والعبد الضعيف مؤلف الرسالة
لما راى بيان الشيخ ابن القيم الجوزية
الحنبلى فى هذه المسئلة مشحونا

معنی نہیں ہوتا کہ اس صفت کے تمام اقسام بھی
اس میں موجود ہوں۔ بلکہ اتنا فرد ہی ہوتا ہے کہ
اس کے بعض حصے اس میں پائے جائیں کیونکہ جب
یوں کہتے ہو کہ زید عالم ہے تو اس سے یہ مراد نہیں
ہوتی کہ زید تمام قسم کے علوم دنیاوی حلال حرام
وغیرہ سب جانتا ہے۔ بلکہ بلا تکلف یہی ذہن میں
آتا ہے کہ زید علوم مروجہ کا عالم ہے جو روزمرہ
استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا کا قول ہے کہ انسان
بیشک بڑی حد سے بڑھ جاتا ہے جبکہ وہ اپنے آپکو مستغنی
دیکھتا ہے۔ اس سے مراد بھی بعض انسان ہیں ورنہ
کئی ایک مالدار خدا کے بندے ہوگذرے ہیں بلکہ
مالدار انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی
تھے۔ اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ ایصال ثواب
کا بھی ہے۔ کہ مردوں کی روحوں کو اپنے اعمال کا
ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ مخالف کہتے ہیں
کہ حرام ہے یا ممنوع ہے یا بیفائدہ ہے۔ جس میں
نہ نفع ہے نہ نقصان۔ اس کے متعلق ان کے
خیالات مختلف ہیں بہرحال مانعین کی دلیل یہ ہے
کہ خدا نے فرمایا ہے کہ انسان کے لئے اپنی ہی کمائی
کام آئے گی۔ اس مسئلہ میں فریقین کے علما کے
درمیان بڑا اختلاف ہے جن کے دلائل کا ذکر
کرنا طوالت ہوگا۔ مگر اس رسالہ کے مصنف عبد
ضعیف نے جب شیخ ابن قیم جوزی حنبلی کا اس مسئلہ
میں ایک مضمون دیکھا جس میں انصاف بھرا ہوا

Marfat.com

بالانصاف اخذ برد استحسن
المقاملة معهم باعتقاد الشيخ
فيها لانه من اكابر مشايخهم فى المذهب
لعلهم يرجعون الى الحق وها انا
اذكر ما قال الشيخ رحمه الله تعالى
فى كتاب الروح فقال واما المسئلة
السادسة عشر وهى هل تنتفع ارواح
الموتى بشيئ من سعى الاحياء ام لا
فالجواب انها تنتفع من سعى الاحياء
بامرين مجمع عليهما بين اهل السنة
من الفقهاء واهل الحديث والتفسير
احدهما ما تسبب اليه الميت فى
حياته والثانى دعاء المسلمين
له واستغفارهم له والصدقة
والحج على نزاع ما الذى يصل
من ثوابه هل هو ثواب الانفاق
او ثواب العمل فعند الجمهور يصل
ثواب العمل نفسه وعند بعض
الحنفية انما يصل ثواب الانفاق
واختلفوا فى العبادة البدنية
كالصوم والصلوٰة وقرأة القرآن
والذكر فمذهب الامام احمد
وجمهور السلف وصولها
وهو قول بعض اصحاب

تھا۔ تو میں نے وہی اختیار کر لیا اور یہی پسند
کیا کہ شیخ موصوف کے عقیدہ کے ساتھ ان کا
مقابلہ کر دوں، کیونکہ مسائل میں شیخ موصوف مخالفین
کا ایک مسلّم بزرگ ہے۔ امید ہے کہ وہ بھی
حق کی طرف رجوع کر لیں گے۔ چنانچہ میں شیخ
صاحب موصوف رحمہ اللہ کا وہ اقتباس پیش
کرتا ہوں جو آپ نے اپنی کتاب کتاب الروح
میں درج کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ سولھواں مسئلہ یہ
ہے کہ آیا مُردہ کی رُوح زندہ کے اعمال سے فائدہ
اٹھا سکتی ہے یا نہیں؟ جواب یوں ہے کہ فائدہ
اٹھا سکتی ہے دو طریق سے جن پر اہل سنت
کے فقہاء، اہل حدیث اور مفسرین کا اتفاق ہے
پہلا طریق یہ ہے کہ مُردہ اپنی زندگی میں اس عمل کا
باعث بنا ہو۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ زندہ مسلمان
اس کے حق میں دعاء اور استغفار کریں یا صدقہ
خیرات کریں یا حج کریں۔ گو اس میں یہ اختلاف
ہے کہ مُردہ کو ثواب مال خرچ کرنے کا ملے گا یا
اصل عمل کا ثواب ہوگا۔ جمہور اہل علم کے نزدیک
خود نیک عمل کا ثواب ملتا ہے اور بعض حنفیہ کے
نزدیک نیک عمل پر مال خرچ کرنے کا ثواب ملتا
ہے۔ پھر ان کا اس میں اختلاف ہے کہ بدنی عبادات
مثلاً نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن اور ذکر الٰہی کا
ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟ تو امام احمد بن حنبل اور
جمہور سلف کا یہ مذہب ہے کہ یہ بھی پہنچتا ہے

Marfat.com

ابی حنیفۃ نص علی ھذا الامام
احمد فی روایۃ محمد بن یحیی الکحال
قال قیل لابی عبد اللہ الرجل
یعمل الشیئ من الخیر من صلوۃ
او صدقۃ او غیر ذلک فیجعل
نصفہ لابیہ او لامہ قال ارجو
وقال المیت یصل الیہ کل شیئ
من صدقۃ او غیرھا وقال
ایضًا اقرأ اٰیۃ الکرسی ثلاث
مرات وقل ھو اللہ احد وقل
اللھم ان فضلہ لاھل المقابر۔
فالدلیل علی انتفاعہ بما تسبب
الیہ فی حیاتہ مارواہ مسلم فی
صحیحہ من حدیث ابی ھریرۃ
رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مات
الانسان انقطع عنہ عملہ الا من
ثلاث الا من صدقۃ جاریۃ
او علم ینتفع بہ او ولد صالح
یدعو لہ فاستثناء ھذہ الثلث
من عملہ یدل علی انھا منہ فانہ
ھو الذی تسبب الیھا وفی سنن
ابن ماجہ من حدیث ابی
ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال

اور یہی قول حضرت امام اعظمؒ کے بعض شاگردوں
کا بھی ہے۔ اور اس فتوے پر محمد بن یحیی کحال
کی روایت میں یوں تصریح موجود ہے کہ امام احمدؒ
سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی کوئی نیک عمل
کرتا ہے مثلاً نماز۔ صدقہ۔ خیرات یا کوئی اور
نیک عمل اور اس کا نصف حصہ اپنے باپ یا
اپنی والدہ کے لئے مقرر کرتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے کہا
کہ مجھے امید ہے کہ وہ صحیح ہے پھر فرمایا کہ
میّت کو ہر چیز (از قسم صدقہ وغیرہ) پہنچتی ہے
یہ بھی کہا کہ آیۃ الکرسی تین دفعہ اور قل ھو اللہ
احد ایک دفعہ پڑھ اور یوں دعا میں کہو کہ یا اللہ
اس کا ثواب اہل مقابر کو پہنچے۔ اس امر کا ثبوت
کہ جس نیک کام کا مردہ خود باعث اپنی زندگی میں
بن چکا ہے اُس سے اس کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ
ہے کہ امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے ایک روایت لکھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ انسان جب مرتا ہے
تو اس کے اعمال ختم ہوجاتے ہیں مگر تین قسم
کے عمل جاری رہتے ہیں۔ اوّل صدقہ جاریہ
دوم مفید علم سوم نیک اولاد جو اُس کے حق
میں دعا گو رہے۔ ان تین اعمال کا استثنا کرنا
اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ عمل بھی اسی میّت کے
ہیں کیونکہ وہی ان کا باعث بنا ہے اور سنن ابن
ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک

Marfat.com

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انما یلحق المومن من عملہ
وحسناتہ بعد موتہ علماً علمہ ونشرہ
او ولداً صالحاً ترکہ او مصحفاً
ورثہ او مسجد ابناہ او بیتا
لابن السبیل بناہ او نہرا کراہ
او صدقۃ اخرجہا من مالہ فی
صحتہ وحیاتہ تلحقہ بعد موتہ۔
انتھی مختصرا والدلیل علی
انتفاعہ بغیر ما تسبب فیہ
القرآن والسنۃ والاجماع و
قواعد الشرع اما القرآن
فقولہ تعالیٰ والذین جاؤا
من بعدھم یقولون اغفرلنا
ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان
فاثنی اللہ سبحانہ علیھم
باستغفارھم للمؤمنین
قبلھم وقد دل علی انتفاع المیّت
بالدعاء اجماع الامۃ علی
الدعاء لہ فی صلوۃ الجنازۃ
وفی السنن من حدیث ابی
ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا صلیتم علی المیّت فاخلصوا لہ

یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کے نیک اعمال میں سے موت کے بعد اس کو یہ عمل پہنچتے ہیں۔ اوّل علم جو اس نے پڑھایا اور پھیلایا۔ دوم نیک اولاد جسے اپنا جانشین بنا گیا۔ سوم قرآن مجید جو ورثہ میں چھوڑ گیا۔ چہارم مسجد جو اس نے بنائی۔ پنجم سرائے جو مسافروں کے لئے تیار کی۔ ششم نہر جو اس نے کھُدوائی۔ ہفتم صدقہ جو اپنی زندگی میں بحالت صحت الگ کر چکا ہے۔ یہ موت کے بعد اُسے پہنچے گا (مختصر طور پر یہ مضمون ختم ہوا) اور یہ امر کہ جس چیز کا باعث وہ مُردہ نہیں بنا۔ اس کا ثواب یا نفع بھی اسے پہنچتا ہے تو اس کا ثبوت قرآن، حدیث، اجماع اور اصول شرع سے ملتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ جو مسلمان پہلے مسلمانوں کے بعد دنیا میں آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش، جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں دیکھو خداتعالیٰ نے ان مسلمانوں کی تعریف کی ہے۔ جو اپنے پہلوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں اور اجماع اُمتِ محمدیہ سے ثابت ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے لئے دعا کرنے سے اسے فائدہ پہنچتا ہے۔ اور کتب حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو خلوص دل

Marfat.com

الدعاء وفي صحيح مسلم من حديث
عوف بن مالك قال صلى الله عليه
وسلم على جنازة فحفظت من
دعائه وهو يقول اللهم اغفره
وارحمه وعافه واعف عنه واكرم
نزله واوسع مدخله الى اخر الحديث
انتهى مختصرا **فصل** واما وصول
ثواب الصدقة ففي الصحيحين
عن عائشة رضي الله عنها ان
رجلا اتى النبي صلى الله عليه
وسلم فقال يا رسول الله ان امي
افتلتت نفسها ولم توص واظنها
لو تكلمت تصدقت افلها اجر
ان تصدقت عنها قال نعم
وفي صحيح البخاري عن
عبد الله بن عباس رضي الله عنهما
ان سعد بن عبادة توفيت امه
وهو غائب عنها فاتى النبي صلى
الله عليه وسلم فقال يا رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان امي
توفيت وانا غائب عنها فهل ينفعها
ان تصدقت عنها قال نعم قال
فاني اشهدك ان حائطي المخراف
صدقة عنها وفي السنن و

سے اس کیلئے دعا کرو اور صحیح مسلم میں عوف بن
مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایک جنازہ پڑھا۔ اس میں آپ نے میت کے لئے
جو دعا فرمائی تھی میں نے یاد کر لی چنانچہ آپ فرماتے
تھے کہ یا اللہ اسے بخشدے اور اس پر رحم کر اور
اسے سلامتی دے۔ اس کے قصور معاف کر اپنے
پاس عزت وآبرو کے ساتھ اسے فروکش کر اور اپنی
بارگاہ میں اس کا داخلہ وسیع کر (انتہی) (**فصل**)
صدقہ کا ثواب پہنچنا اس حدیث سے ثابت ہے
جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیحین میں مروی
ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک آدمی حاضر
ہوا اور کہا کہ میری ماں مر گئی ہے اور وصیت نہیں
کر سکی۔ مجھے خیال ہے کہ اگر بول سکتی تو ضرور صدقہ
کرتی۔ تو کیا میں اگر صدقہ کردوں تو اس کو ثواب ملیگا
تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ضرور ملیگا۔ صحیح بخاری میں
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ سعد بن عبادہ کی ماں مر گئی اور
وہ غیر حاضر تھا۔ پھر وہ حضور علیہ السلام کے پاس
آیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میری ماں میری
غیر حاضری میں مر گئی ہے تو اگر میں اس کی
طرف سے وکیل بنکر صدقہ کروں تو کیا اسے
کچھ فائدہ ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا ہاں فائدہ
ہوگا۔ پھر سعد نے کہا کہ آپ گواہ رہیں کہ میرا
باغ اس کی طرف سے صدقہ ہے الخ یہی حدیث

Marfat.com

مسند احمد عن سعد بن عبادة انہ قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ھذہ لام سعد۔ انتہی

فصل وأما وصول ثواب الصوم ففی الصحیحین عن عائشۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات وعلیہ صیام صام عنہ ولیہ وفی الصحیحین ایضا عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال جاء رجل الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان امی ماتت وعلیہا صوم شہر افاقضیہ عنہا قال نعم وفی روایۃ جاءت امراءۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان امی ماتت وعلیہا صوم نذر افاصوم عنہا قال افرائیت لو کان علی امک دین فقضیتہ اکان یؤدی ذلک عنہا قالت نعم قال فصومی عن امک وھذا

پہنچتی ہے اور مسند احمد میں بھی سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں ام سعد گزر گئی ہے تو آپ فرمائیے کہ کس قسم کی خیرات اس کی طرف سے افضل ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ پانی کی خیرات افضل ہے۔ پھر اس نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں میری ماں ام سعد کا ہے (انتہی)

(فصل) رہا روزہ کا ثواب پہنچنا تو اس کے متعلق بھی صحیحین میں روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مر جائے اور اس کے ذمہ پر روزے باقی ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے اور یہ بھی صحیحین میں ہی روایت ہے کہ ایک آدمی حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری ماں مرگئی ہے اور اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے باقی ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے قضا کردوں تو آپؐ نے فرمایا ہاں قضا کرو ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میری ماں مرگئی ہے اور اس کے ذمہ پر نذر کے روزے باقی ہیں تو کیا اس کی طرف سے میں روزے رکھوں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم یہ خیال کرو کہ اگر اس کے ذمہ پر قرضہ ہوتا تو تو اسے ضرور ادا کرتی۔ تو کیا وہ اس کی طرف سے ادا ہو جاتا یا نہ ہوتا۔ کہنے لگی ہاں وہ تو ادا ہو جاتا۔ تو پھر آپؐ نے فرمایا کہ تو اس کی طرف سے روزے بھی

Marfat.com

اللفظ للبخاری وحدہ تعلیقا
انتہی مختصرا۔ **فصل** واما
وصول ثواب الحج ففی صحیح
البخاری عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما ان امرأۃ من
جھینۃ جاءت الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقالت ان امی نذرت
ان تحج فلم تحج حتی ماتت
افاحج عنہا قال حجی عنہا ارأیت
لو کان علی امک دین اکنت
قاضیۃ اقضوا اللہ فاللہ
احق بالقضاء وروی ایضا
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
ان امرأۃ سألت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن ابنہا مات ولم
یحج قال حجی عن ابنک انتہی مختصرا
ثم قال الشیخ واجمع المسلمون
علی ان قضاء الدین یسقط
من ذمتہ ولو کان من اجنبی
او من غیر ترکتہ وقد دل علیہ
حدیث قتادۃ حیث ضمن
الدینارین عن المیت فلما قضاہما
قال لہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم الآن بردت علیہ جلدتہ

رکھ (یہ لفظ بطور تعلیق کے صرف بخاری کی ہی ہیں) (انتہی)
(**فصل**) رہا ثواب حج کا پہنچنا۔ تو اس کے متعلق
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت صحیحین
میں موجود ہے کہ قبیلہ جھینہ کی ایک عورت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی
کہ میری ماں نے نذر مانی تھی کہ حج کرونگی مگر وہ حج
نہیں کر سکی اور مر گئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج
کروں؟ آپ نے فرمایا۔ اس کی طرف سے حج کر پھر
فرمایا کہ تم خود سمجھو کہ اگر تیری ماں پر قرضہ ہوتا تو تو
اس کی طرف سے ضرور ادا کرتی۔ اس لئے خدا کا قرضہ
بھی ادا کرو۔ کیونکہ اس کا قرضہ ادا کرنا تو سب سے زیادہ
ضروری ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت
ہے کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا تھا اپنے بیٹے کے متعلق کہ وہ مر گیا ہے
اور حج نہیں کر سکا۔ تو آپ نے فرمایا تو پھر تم اس
کی طرف سے حج کرو (انتہی مختصراً) اس کے بعد شیخ
موصوف فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس امر پر
اجماع اور اتفاق ہے کہ میت کا قرضہ بعد میں ادا
کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ادا کرنے والا
کوئی بیگانہ ہو یا اس کے مال متروکہ سے بھی ادا نہ
کیا جائے۔ اور حدیث قتادہؓ کی اس کا ثبوت دیتی
ہے کہ اس نے ایک میت کی طرف سے دو دینار کی
ضمانت دی تھی اور جب ادا کر دیئے تو حضور علیہ السلام
نے فرمایا کہ اب تو نے اس کے جسم کو ٹھنڈا کیا ہے اب

Marfat.com

واما قراءة القرآن فقال الشيخ
في اول كتاب الروح في المسألة
الاولى وقد ذكر عن جماعة من السلف
انهم اوصوا ان يقرأ عند قبورهم
وقت الدفن قال عبد الحق يروى
ان عبد الله بن عمر أمر ان يقرأ
عند قبره سورة البقرة وممن
رأى ذلك المعلى بن عبد الرحمن
وكان الامام احمد ينكر ذلك
اولا حيث لم يبلغه فيه اثر
ثم رجع عن ذلك وقال
الخلال في الجامع كتاب القراءة
عند القبور اخبرنا العباس
بن محمد الدوري ثنا يحيى
بن معين ثنا مبشر الحلبي
حدثني عبد الرحمن بن
العلاء بن الحلاج عن ابيه
قال قال ابي اذا انا مت
فضعني في اللحد وقل بسم الله
وعلى سنة رسول الله وسن
علي التراب سنا واقرأ عند رأسي
بفاتحة البقرة وخاتمتها فاني سمعت
عبد الله بن عمر يقول ذلك انتهى
مختصرا ثم قال الشيخ بعد ايراد

رہی تلاوتِ قرآن، تو اس کے متعلق بھی شیخ موصوف
نے اپنی تصنیف کتاب الروح کے آغاز میں مسئلہ
اولیٰ کہہ کر بیان کیا ہے کہ سلف صالحین کی
ایک جماعت سے روایت ہے کہ انہوں نے
مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ دفن کے وقت
ان کے پاس قرآن شریف پڑھا جائے۔ شیخ
عبدالحق کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی سے
روایت ہے کہ آپ نے حکم دیا تھا کہ میری قبر کے
پاس سورۂ بقر پڑھی جائے اور مجوزین میں سے
ایک حضرت علی بن عبدالرحمٰن بھی ہیں اور حضرت احمد
بن حنبل جب تک کہ آپ کو کسی صحابی کا عمل معلوم
نہ تھا۔ اس کے منکر تھے۔ پھر آپ نے رجوع کر لیا
اور جناب خلال اپنی جامع میں بعنوان دیگر
کہ قبر کے پاس تلاوتِ قرآن جائز ہے لکھتے ہیں
کہ عباس بن محمد دوری نے ہمیں بتایا تھا کہ یحییٰ بن
معین نے ہمیں بتایا تھا کہ مبشر حلبی نے کہا ہے
کہ عبدالرحمٰن بن علاء بن حلاج اپنے باپ سے
روایت کرتا ہے کہ میرے باپ نے کہا تھا کہ جب
میں مر جاؤں تو مجھے لحد میں رکھتے ہوئے یوں کہو
بسم اللہ علیٰ سنت رسول اللہ۔ پھر مجھ پر مٹی ڈالتے
جانا اور میرے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی اور
آخری آیات پڑھنا کیونکہ میں نے حضرت عبداللہ
بن عمر سے سنا ہوا ہے کہ آپ یوں کہا کرتے تھے
(انتہی مختصراً) اس کے بعد شیخ موصوف عقلی

Marfat.com

الادلة العقلية والنقلية و هذه النصوص متظاهرة على وصول ثواب الاعمال الى الميت اذا فعله الحي عنه وهذا محض القياس فان الثواب حق العامل فاذا وهبه لاخيه المسلم لم يمنع من ذلك كما لم يمنع من هبة ماله في حياته وابرائه له منه بعد موته وقد نبه النبي صلى الله عليه وسلم بوصول ثواب الصوم الذي هو مجرد ترك ونية تقوم بالقلب لا يطلع عليه الا الله وليس بعمل الجوارح وعلى وصول ثواب القراءة التي هي عمل باللسان تسمعه الاذن وتراه العين بطريق الاولى۔ ويوضحه ان الصوم نية محضة وكف النفس عن المفطرات وقد اوصل الله ثوابه الى الميت فكيف بالقراءة التي هي عمل و نية بل لا تفتقر الى النية فوصول ثواب الصوم الى الميت فيه تنبيه على وصول سائر الاعمال

اور نقلی دلائل دے چکے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ تصریحات اس امر پر متفق ہیں کہ جب زندہ میت کی طرف سے کوئی عمل کرتا ہے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور عقل کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ گو ثواب عمل کرنے والے کا حق ہے مگر جب وہ اپنے مسلم بھائی کو بخش دیتا ہے تو کوئی ممانعت نہیں ہوتی جسطرح کہ اس امر کی ممانعت نہیں کہ اسکی زندگی میں اپنا کچھ مال بخشدے یا اسکی موت کے بعد اسکو مال کی ادائیگی سے بری الذمہ کردے۔ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبردار کر دیا ہے کہ روزہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے حالانکہ وہ روزہ صرف ترک اکل وشرب اور نیت کا نام ہے اور نیت کا تعلق صرف دل سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوتا اور یہ روزہ کوئی محسوس قسم کا عمل نہیں اور آنحضرت علیہ السلام نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ قرأۃ قرآن کا ثواب بھی بطریق اولیٰ پہنچتا ہے جو زبان کا عمل ہے اور اسے کان سنتے ہیں اور آنکھ دیکھتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ روزہ صرف نیت ہے اور روزہ شکن امور سے اپنے نفس کو روکنے کا نام ہے۔ اور خدا اسکا ثواب میت کو پہنچا دیتا ہے تو بھلا قرأۃ قرآن کا ثواب کیوں نہ پہنچے گا جو عمل اور نیت سے مرکب ہے بلکہ اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی پس میت کو روزہ کے ثواب کے پہنچنے میں اس امر کا اشارہ ہے کہ باقی اعمال کا ثواب بھی

Marfat.com

والعبادات قسمان مالیۃ و بدنیۃ وقد نبّہ الشارع بوصول ثواب الصدقۃ علی وصول ثواب سائر العبادات المالیۃ و نبّہ بوصول ثواب الصوم علی وصول ثواب سائر العبادات البدنیۃ و اخبر بوصول ثواب الحج المرکب من المالیۃ و البدنیۃ فالانواع الثلثۃ ثابتۃ بالنص والاعتبار وباللہ التوفیق۔

ثم قال الشیخ قال المانعون قال اللہ تعالیٰ وان لیس للانسان الا ما سعی وقال لا تجزون الا ما کنتم تعملون وقال لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت وقد ثبت عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا مات العبد انقطع عملہ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ علیہ او ولد صالح یدعو لہ او علم ینتفع بہ من بعدہ فاخبر انہ انما ینتفع بما کان تسبب الیہ فی الحیوۃ وما لم یکن قد تسبب فھو منقطع عنہ

میت کو پہنچتا ہے۔ اب عبادات دو قسم ہیں مالی اور بدنی اور تیسری ان کے مرکب کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام نے ثواب صدقہ کے پہنچنے میں باقی عبادات مالیہ کے پہنچنے پر اشارہ کر دیا ہے اور روزہ کے ثواب پہنچنے میں آپ نے اشارہ کیا ہے کہ تمام عبادات بدنیہ کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور آپ نے حج کے ثواب پہنچنے کی بھی خبر دی ہے جو عبادت مالی اور بدنی سے مرکب ہے پس تینوں قسم کا ایصالِ ثواب نص اور قیاس شرعی سے ثابت ہو گیا وباللہ التوفیق۔

پھر شیخ موصوف لکھتے ہیں کہ مخالفین کی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا اور یہ بھی فرمایا کہ تم کو اسی کا بدلہ ملیگا جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ انسانی نفس کے لئے وہ نیک عمل کام آئیگا جو اس نے کمایا ہوگا۔ اور اس پر اس بدعملی کا بوجھ پڑیگا جو نفس پروری کے لئے اس نے کمائی ہوگی اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان مرتا ہے تو اس کے عمل بند ہو جاتے ہیں۔ سوائے تین صورت کے کہ صدقہ جاریہ ہو جو اس کے نام پر چلتا ہے یا اولاد نیک ہو جو اسے نیک دعا دے یا مفید تعلیم ہو جس سے اس کے بعد لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ بہرحال حضور علیہ السلام نے وہ اعمال نافعہ بتائے ہیں کہ جن میں بحالتِ حیات خود انسان کی اپنی کوشش کا کچھ دخل ہو اور جنہیں اس کا کچھ دخل نہیں۔ وہ عمل

Marfat.com

ثم ذكر الشيخ دلائل عقيدتهم واعتراضاتهم على المجوزين وقال اصحاب الوصول ليس فى شيئ مما ذكرتم ما يعارض ادلة الكتاب والسنة واتفاق سلف الامة ومقتضى قواعد الشرع اما قوله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فقد اختلفت طرق الناس فى المراد بالاية فقالت طائفة المراد بالانسان ههنا الكافر واما المؤمن فله ما سعى وما سعى له وقالت طائفة الاية اخبار شرع من قبلنا وقد دل شرعنا على ان له ما سعى وما سعى له وقالت طائفة اللام بمعنى على اى وليس على الانسان الا ما سعى وقالت طائفة فى الكلام حذف تقديره وان ليس للانسان الا ما سعى او سعى له وقالت طائفة اخرى الاية منسوخة بقوله تعالى والذين امنوا واتبعتهم ذريتهم بالايمان الحقنا بهم ذريتهم

ضرور بند کئے جائینگے۔ اس کے بعد شیخ موصوف نے انکے عقائد کے دلائل بیان کئے ہیں اور مجوزین ایصالِ ثواب پر انکے اعتراضات لکھے ہیں پھر جو ایصالِ ثواب کے قائل ہیں انہوں نے مخالفین کو یوں خطاب کیا ہے کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے۔ اس میں ایک دلیل بھی ایسی نہیں جو ہماری تحقیق کے مخالف ہو جو ہم نے کتاب و سنت اور اجماع سلف صالحین اور نتائج قیاس شرعیہ سے پیش کی ہے کیونکہ یہ آیت کہ لیس للانسان الّا ما سعیٰ مفسرین کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ اس انسان سے کیا مراد ہے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ اس سے مراد کافر انسان ہے اور مومن انسان کیلئے اس کی اپنی کمائی بھی مفید ہے اور وہ کمائی بھی مفید ہے جو غیر کی طرف سے اس کیلئے کی جائے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ یہ آیت پہلی شریعتوں کی خبر دیتی ہے۔ ورنہ ہماری شریعت میں تو اپنی اور غیر کی کمائی دونوں ثابت ہیں۔ ایک گروہ کا قول ہے کہ لام بمعنی علیٰ ہے اور اس کا یہ معنی ہے کہ انسان کا نقصان اسی کی کمائی سے ہوگا غیر کی بدعملی سے اسے نقصان نہیں پہنچیگا۔ ایک فریق کا خیال ہے کہ اس مقام پر (او سُعِیَ لَہٗ) مقدر ہے تو اصل آیت یوں ہوگی کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ او سُعِیَ لَہٗ۔ ایک فریق کہتا ہے کہ یہ آیت ہی منسوخ ہے اس آیت سے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انکی اولاد ایمان لانے میں انکی تابع ہے تو ہم انکی اولاد کو ان ہی کے

Marfat.com

وهذا المنقول عن ابن عباس رضی الله عنهما وقالت طائفة اخری المراد بالانسان الحی دون المیت۔ قال الشیخ رحمه الله تعالی وهذه التاویلات کلها من سوء التصرف فی اللفظ العام۔ ولم یرض به الشیخ ثم قال وقالت طائفة اخری وهو جواب ابی الوفاء بن عقیل قال الجواب الجید عندی ان یقال الانسان بسعیه وحسن عشیرته اکتسب الاصدقاء واولد الاولاد ونکح الازواج واسدی الخیر وتودّد الی الناس فترحموا علیه واهدوا له العبادات وکان ذلک اثر سعیه کما قال صلی الله علیه وسلم ان اطیب ما اکله من کسبه وان ولده من کسبه وهذا جواب متوسط یحتاج الی تمام فان العبد بایمانه وطاعته لله ورسوله قد سعی فی انتفاعه بعمل اخوانه المؤمنین مع عمله کما ینتفع بعملهم فی الحیوٰة مع عمله فان المؤمنین ینتفع بعضهم بعمل بعض فی الاعمال التی یشترکون فیها کالصلوٰة فی جماعة ثم قال فدخول المسلم مع

شامل کر دینگے اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ اس سے مراد زندہ انسان ہے، مُردہ انسان مراد نہیں شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ یہ تمام تاویلیں آیت کے عام لفظ کو بری طرح بگاڑتی ہیں اسلئے ہم انکو پسند نہیں کرتے۔ پھر ایک اور جماعت کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں کہ یہ جواب ابوالوفا بن عقیل کی طرف سے دیا گیا ہے چنانچہ اس نے کہا ہے کہ بہتر جواب میرے نزدیک یہ ہے کہ انسان اپنی کوشش سے اور اپنی قوم کے نیک سلوک سے دوست پیدا کر لیتا ہے بچے پیدا کرتا ہے بیوی سے نکاح کرتا ہے غیر سے بھلائی کرتا ہے۔ اور لوگوں سے دوستانہ گانٹھتا ہے تو لوگ اسپر رحم کرتے ہیں اور عبادات کا تحفہ دیتے ہیں تو یہ سب اسی کی کوشش کا نتیجہ ہوگا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انسان کی بہتر خوراک وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھائے۔ اس کی اولاد بھی اسی کی کمائی ہے مگر یہ جواب نامکمل ہے اس لئے اسے تکمیل کی ضرورت ابھی باقی ہے۔ کیونکہ انسان اپنے ایمان سے اور خدا و رسول کی اطاعت سے اپنے عمل کے علاوہ اپنے مسلم بھائیوں کے عمل سے بھی فائدہ اٹھانے میں کوشش کرتا ہے جیسا کہ زندگی میں اپنے عمل کے ہوتے ہوئے انکے عمل سے فائدہ اٹھاتا ہے کیونکہ مسلمان ایک دوسرے کے ایسے عمل سے فائدہ اٹھایا کرتے ہیں جس میں ملکر شریک کار ہوں جیسے باجماعت نماز ادا کرنا وغیرہ۔ پھر شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ مومن کا مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہونا اور ان سے برادری

Marfat.com

جملة المسلمين فی عقد الاسلام من اعظم
الاسباب فی وصول نفع کل من المسلمين
الی صاحبه فی الحیوٰة و بعد
مماته ثم قال فالعبد بایمانه
قد تسبب الی وصول هذا الدعاء
الیه فکانه من سعیه یوضحه
ان الله سبحانه جعل العبادة
سببا لانتفاع صاحبه بدعاء
اخوانه من المومنین وسعیهم
فاذا اتی به فقد سعی فی السبب
الذی یوصل الیه ذالك وقد
دل علی ذالك قول النبی
صلی الله علیه وسلم لعمرو
بن العاص ان اباك لو اقر
بالتوحید نفعه ذالك
یعنی العتق الذی فعل عنه
بعد موته فلو اتی بالسبب
لکان قد سعی فی عمل یوصل
الیه ثواب العتق وهذه
طریقة لطیفة حسنة جدا
انتهی ماذکره الشیخ ابن القیم
الجوزیة رح فی کتاب الروح
فی المسئلة السادسة عشر
بالاختصار قال العبد الضعیف

کا معاہدہ قائم کرنا ہی ایک بڑا سبب ہے اس امر کا
کہ ہر ایک مسلم کو اپنے بھائی کی طرف سے فائدہ پہنچے
زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی۔ پھر شیخ فرماتے
ہیں کہ انسان اپنے ایمان کی وجہ سے اپنے حق میں
دعائے خیر لینے کا باعث ہوتا ہے تو گویا یہ دعا بھی
اسی کی کوشش ہے۔ اس کی وضاحت اس سے
ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے عبادت کو اس
امر کا سبب بنایا ہے کہ وہ عابد اپنے مسلم بھائیوں
کی دعا اور سعی سے فائدہ اٹھائے تو انسان جب
عبادت کرتا ہے تو وہ گویا اس سبب کے پیدا کرنے میں
کوشش کرتا ہے جس کے طفیل سے وہ فائدہ اسے
پہنچایا جاتا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
فرمان بھی دلالت کرتا ہے جو آپ نے عمرو بن عاص
کو فرمایا تھا جبکہ اسکا باپ بحالت کفر مرگیا اور
اس نے اسکی طرف سے ایک غلام آزاد کیا کہ اگر وہ
توحید کا قائل ہوجاتا تو یہ غلام آزاد کرنا اسے مفید
پڑتا جو اس کی موت کے بعد اسکی طرف سے آزاد کیا
گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر وہ سبب پیدا کرتا تو گویا
یوں سمجھا جاتا کہ وہ ایسا کام کرتا تھا جو اسکو غلام
آزاد کرنے کا ثواب پہنچا دیتا۔ یہ طریق جواب بہت
لطیف اور خوب ہے۔ اب وہ تمام مضمون مختصر طور
پر یہاں ختم ہوگیا ہے جو شیخ ابن قیم جوزی نے
اپنی تصنیف کتاب الروح کے سولھویں مسئلہ میں
درج کیا ہے۔ ابے عبد ضعیف (مولف رسالہٰذا)

Marfat.com

ان قلت لاحد ليس لك من الدنيا الا ما تملكه وجاء احد واعطاه مالا كثيرًا فلا يعارض ماحصل له قولك ليس لك من الدنيا الا ما تملكه انتهى۔ و من تلك المسائل مسئلة البشرية لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال قوم من اطلق البشرية على النبي صلى الله عليه وسلم فقد كفر لان في هذا الاطلاق توهين للرسول ذالكفار كانوا يقولون انما انت بشر وقال قوم هو بشر مثلنا لان الله تعالى امره بقوله قل انما انا بشر مثلكم ومنزلته عندنا بمنزلتنا الاخ الاكبر وليت شعري باى وجه سموه الاخ الاكبر ان كان مرادهم بالاكبرية المتقدم في الزمان فقط فابو لهب احق باخوتهم لاتفاقهم معه في تحقير النبي صلى الله عليه وسلم وان كانت الاكبرية بالرتبة والتقرب الى الله تعالى فاى مناسبة لهم به صلى الله عليه وسلم وان كان مرادهم اخوة الاسلام فما معنى الاكبر فانما المؤمنون اخوة ووقع الطائفتان

کہتا ہے کہ اگر تم کسی سے یوں کہدو کہ تیرے پاس تو صرف دنیا دی مال وہی ہے جس کے تم اب مالک ہو۔ مگر کسی نے آکر اسکے بعد اسے بہت مال دیدیا تو اس واقعہ سے تمہارا وہ پہلا کہنا غلط نہ ہوگا کہ تم صرف اتنے مال کے ہی مالک ہو۔ جواب تمہارے پاس ہے (انتہی) متنازع فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ بشریت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ جو شخص آپ پر بشر کا لفظ استعمال کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں حضور علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے کیونکہ کافر ہتک کرتے ہوئے یہ لفظ کہا کرتے تھے کہ تم آخر بشر ہی ہو۔ ایک فریق کا قول ہے کہ آپ ہمارے جیسے ہی بشر تھے کیونکہ آپکو خدا نے حکم دیا ہے کہ آپ کہدیں کہ میں تو تمہارے جیسا ہی انسان ہوں اور ہمارے نزدیک آپ کا مرتبہ بڑے بھائی کے برابر ہے مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ کس وجہ سے ان لوگوں نے رسول کو بڑا بھائی بنایا ہے کیونکہ اگر اس بڑائی سے مراد پہلے زمانہ میں ہونا مراد ہے تو ابو لہب کو زیادہ مستحق ہے کہ انکا بھائی بن جائے کیونکہ وہ نبی علیہ السلام کی توہین پہلے زمانہ میں ان سے متفق ہو گیا ہے، واگر بڑائی سے مراد مرتبہ کی بڑائی ہے یا قرب الہی کی بڑائی مراد ہے تو ان کو حضور علیہ السلام سے کوئی بھی تناسب حاصل نہیں ہے اور اگر ان کی مراد اسلامی برادری ہے تو پھر بڑا بھائی کہنے سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ تمام مؤمنین چھوٹے بڑے یکساں بھائی ہیں۔ بہر حال دونو فریق افراط و تفریط میں پڑے ہوئے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ

Marfat.com

فی الافراط و التفریط والحق الحق فی المسئلة تفصیل فالبشر اسم لاولاد آدم علیه السلام بمعنی الانسان وسمّاه الله تعالیٰ بشراً فقال تعالیٰ انی خالق بشراً من طین والنبی صلی الله علیه وسلم سید اولاد آدم فاذا کان الاب بشراً لابد ان یکون الولد بشراً لکن البشر له صفات وخصوصیات ان ارتقی الی درجات القرب کان افضل من الملئکة وان نزل الی درکات البعد کان ارذل من الشیاطین فالانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام عموماً وسیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم بالخصوص ارتقی بفضل الله و رحمته الی اقصی درجات القرب والتمکین حتی کان فی مقام قاب قوسین او ادنیٰ لان فضل الله کان علیه عظیماً ومع ذلك القرب هو بشر و انسان بقی الکلام فی المثلیة الواردة فی القرآن فالمثلیة ثابتة لاشتراك الناس معه فی ماهیة البشریة والانسانیة لا فی خصوصیاتها و صفاتها و یکفی فی المثلیة الاشتراك فی الصفة الواحدة و لا یلزم الاشتراك فی جمیع الصفات فانك اذا قلت زید مثل الاسد فمقصودك اشتراك الزید مع الاسد فی صفة الشجاعة فقط لا فی جمیع صفات الاسد لانه سبع و[illegible]

اس مسئلہ کی تشریح یوں کی جائے کہ بشر اولاد آدم علیہ السلام کا نام ہے جس کے معنے انسان ہے۔ خدا نے آدم کو بھی بشر کہا ہے۔ چنانچہ خدا نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں مٹی سے ایک بشر پیدا کروں گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آدم علیہ السلام کی ہی اولاد ہیں اور جب باپ بشر ہے تو بیٹا بھی ضرور بشر ہوگا مگر اس کے علاوہ بشر کے اور اوصاف اور خاصیتیں ہیں جن کی وجہ سے وہ قرب الٰہی تک پہنچتا ہے اگر وہ یہاں پہنچ گیا تو فرشتوں سے بھی افضل ہوگا اور اگر بارگاہ الٰہی سے دوری کے گڑھوں میں گر گیا تو شیطان سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا تو انبیاء علیہم السلام عموماً اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً خدا کے فضل و کرم سے قرب الٰہی کے اعلیٰ درجات پر پہنچ چکے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام تک پہنچے ہوئے ہیں۔ کیونکہ خدا کا فضل آپ پر بہت ہے باوجود اس قرب الٰہی کے پھر بھی آپ بشر اور انسان ہی ہیں۔ اب یہ بحث باقی ہے کہ قرآن شریف میں جو مثلکم آیا اس سے کیا مراد ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی حقیقت میں اشتراک کی وجہ سے آپ کو دوسروں سے مساوات حاصل ہے مگر بشر کی خصوصیات اور اعلیٰ صفات میں ان سے الگ ہیں اور مساوات فی البشریۃ کے لئے صرف ایک وصف کافی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ آپ باقی صفات کاملہ میں بھی دوسروں کے مساوی ہوں یا وہ آپکے مساوی ہوں جیسے تم یوں کہتے ہو کہ زید شیر ہے تو تمہارا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ زید شیر کے ساتھ شجاعت میں مساوی اور شریک ہے۔ صفات شیر میں شریک نہیں کیونکہ شیر وحشی جانور ہے اور

Marfat.com

انسان ولنعم ما قيل في المثل السائر محمد صلى الله عليه وسلم بشر لا كالبشر بل هو كالياقوت بين الحجر وما ادري لاي سبب ينفون البشرية عنه صلى الله عليه وسلم فان البشرية هي سبب لتصديق رسالته ومعجزاته وخوارق عاداته فان المعجزات وخوارق العادات تصير سببا لتصديق دعوى الرسالة اذا صدرت من البشر واما ان صدرت من الملك او من الجن والشياطين فاي غرابة فيه فان خوارق العادات من الملئكة والشياطين امر عادي بل مفهوم المعجزة وخرق العادة يتصور بالنسبة الى الانسان بان غير الانبياء عليهم الصلوة والسلام يعجزون عن الاتيان بمثله فلذا سميت المعجزة خرق العادة اي خرق عادة بني ادم لا خرق عادة الملئكة والشياطين قالوا انه صلى الله عليه وسلم نور لان الله سبحانه وتعالى قال يا ايها الناس قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين قلنا آمنا وسلمنا انه نور لكن النورانية تصير سببا للمدح اذا صار البشر نورا بارتقائه من كثافة البشرية الى معارج النور الاصلي اما غير البشر

انسان ہے۔ ایک مشہور ضرب المثل میں خوب کہا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر تو ہیں مگر عام بشر کی مانند نہیں بلکہ آپ یاقوت کی طرح ہیں کہ وہ بھی پتھر تو ہوتا ہے مگر اُسے یاقوت کہتے ہیں پتھر نہیں کہتے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ حضور علیہ السلام سے بشریت کی نفی کیوں کرتے ہیں حالانکہ بشریت ہی آپ کی رسالت کی تصدیق اور آپکے معجزات اور خرق عادات کی تصدیق کا سبب ہے۔ کیونکہ انسان سے جب معجزات صادر ہوں یا خرق عادات تو یہی تصدیق رسالت کا سبب بنا کرتے ہیں۔ ورنہ اگر یہ سب کچھ فرشتوں سے صادر ہوں یا جن اور شیطان سے پیدا ہو تو کچھ تعجب نہ ہوگا کیونکہ خرق عادت فرشتوں اور شیاطین سے ایک مسلمہ اور عادی امر ہے بلکہ معجزہ اور خرق عادت کی حقیقت ہی انسان سے تعلق قائم کرنے کے ساتھ پیدا ہوا کرتی ہے کہ دوسرے انسان انبیاء علیہم السلام کے بغیر ایسا کرنے سے عاجز ہوا کرتے ہیں اسی بنا پر معجزہ کو خرق عادت کا نام دیا گیا ہے یعنی معجزہ بنی آدم کی روزمرہ عادت کے خلاف ہوتا ہے۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ وہ معجزہ فرشتوں یا شیاطین کی طاقت سے بھی باہر ہوتا ہے۔ صوفی یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نور ہیں کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! تمہارے پاس اللہ کا نور آیا ہے اور روشن کتاب (قرآن مجید) لایا ہے۔ اسلئے آپکو بشر کہنا صحیح نہیں میں کہتا ہوں کہ یہ ہمیں بھی تسلیم ہے اور ہمارا بھی ایمان ہے کہ آپ نور ہیں مگر نورانیت انسان اور بشر ہی کے لئے تعریف کا سبب بنتی ہے جبکہ وہ کثافت بشری سے نکل کر اصلی نورانیت کے بلند مراتب پر ترقی کر جائے اور جب

Marfat.com

ان اتصف بالنور فالنورانية فيه طبعية لاكسبية قال الله تعالى والقمر نورا فالقمر ما ارتقى من كثافة المادية الى النورانية بكسبه بل خلقه الله تعالى نورا فيكون نورانيته طبعية وليس فيه غرابة ومدح معتد به قال الله تعالى يهدى الله لنوره من يشاء فالبشرية الصافية عن الكدورات النفسانية مدح واي مدح وكمال اي كمال والعجب من القوم كيف زعموا الكمال نقصا والمدح ذما انتهى. ومن تلك المسائل مسئلة التعظيم لغير الله تعالى قال قوم التعظيم لغير الله شرك او كفر او بدعة على اختلاف آرائهم قال المؤلف وفقه ربه لما يحب و يرضى انى الفت كتابا قبل هذا باعوام وسميته بالاصول الاربعة فى ترديد الوهابية مبوبا وفتحت فيه بابا عنوانه الباب الاول فى جواز التعظيم لغير الله تعالى وشاع الكتاب بعد الطبع ووصل الى من يدعى العلم من جماعتهم فقال غير الله يدخل فيه الاصنام والاوثان وتعظيم الاصنام شرك. اقول عجبا له انا ما قلت

انسان کے بغیر اگر کوئی (مثلاً فرشتہ) نورانیت سے موصوف ہو جائے تو اس کی یہ تعریف شمار نہ ہوگی کیونکہ نورانیت اس میں فطرتی ہوتی ہے۔ بعد میں حاصل نہیں ہوتی چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے چاند کو نور بنایا تو چاند نے کثیف مادہ سے نورانیت کی طرف ترقی نہیں کی بلکہ خدا نے اسے نور ہی پیدا کیا ہے تو اس کی نورانیت فطرتی ہوگی جسمیں نہ کوئی تعریف نکلتی ہے اور نہ قابل قدر مدح پیدا ہوتی ہے خدا نے فرمایا ہے کہ خدا جسے چاہتا ہے اپنے نور کیطرف ہدایت کرتا ہے پس ایسی بشریت جو نفسانی کدورتوں سے صاف ہو ایک بڑی تعریف اور مدح ہے اور بہت بڑا کمال ہے۔ مجھے اپنے لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کیسے کمال کو نقص بناتے ہیں اور کس طرح مدح کو مذمت سمجھ رہے ہیں (انتہی) مختلف فیہ مسائل میں سے غیر اللہ کی تعظیم بھی ہے چند لوگوں کا خیال ہے کہ غیر اللہ کی تعظیم شرک ہے یا کفر ہے یا بدعت ہے۔ اس میں ان کی رائیں مختلف ہیں مؤلف رسالہ ہٰذا کہتا ہے (خدا اسے اس امر کی توفیق دے جسے وہ پسند کرتا ہے) کہ میں اس رسالہ سے پہلے کئی سال ایک کتاب تصنیف کر چکا ہوں جس کا نام ہے "الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ" جس میں کئی باب ہیں اور ایک خاص باب اس عنوان سے لکھا ہے کہ باب اول غیر اللہ کی تعظیم میں اور وہ کتاب چھپ کر شائع بھی ہو چکی ہے اور جماعت مخالفین کے اہل علم کے پاس پہنچ بھی چکی ہے کہ تاہم مخالف کہتا ہے کہ غیر اللہ میں بت اور مورتیاں بھی داخل ہیں اسلئے تم انکی بھی تعظیم کیا کرو۔ حالانکہ یہ صحیح ہے کہ بتوں کی تعظیم شرک ہے اور جواب میں میں کہتا ہوں کہ میں یہ نہیں کہتا

جمیع غیر اللہ حتی یدخل فیہ الاصنام
اما قال تعالی ان الانسان لیطغی
ان راہ استغنی الا تدخل الانبیاء علیہم
السلام فی نوع الانسان وکیف یحکم
علیہم بالطغیان اما قال تعالی یا
بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد
الا تدخل الکفار فی بنی آدم وکیف یکون
زینتہم عند کل مسجد وامثال ذلک
کثیر فی القرآن کما فی قولہ تعالی قتل
الانسان ما اکفرہ وغیرہ ذلک فان
دخل الاصنام فی عموم غیر اللہ یدخل
الانبیاء المعصومون فی الطغیان والکفار
فی المساجد بزعمہم فما کان جوابہم
کان جوابنا نعم بعض غیر اللہ الذی
امر اللہ بتعظیمہم یجب تعظیمہم اما
قال اللہ تعالی ومن یعظم شعائر اللہ
فانہا من تقوی القلوب والصفا و
المروۃ من شعائر اللہ قال اللہ
تعالی ان الصفا والمروۃ من
شعائر اللہ وہما جبلان بقرب
الحرم المکی وقال تعالی والبدن
جعلناہا لکم من شعائر
اللہ والمزدلفۃ والمنی
من شعائر اللہ قال اللہ

کہ جمیع غیر اللہ قابل تعظیم ہیں تاکہ نہیں بت بھی شامل
ہوں کیا خدا تعالی نے یوں نہیں کہا کہ انسان سرکشی
کرتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ خود مالدار ہے تو کیا انبیاء
علیہم السلام نوع انسانی میں داخل نہیں ہیں؟ اگر
ہیں تو ان پر سرکشی کا حکم کیسے صحیح ہوگا۔ خدا نے یہ
بھی کہا ہے کہ اے بنی آدم ہر مسجد اور نماز کے وقت
اپنی زینت حاصل کرو تو کیا کفار بنی آدم میں داخل
نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ہر ایک نماز میں انکی زینت کیسے
ہوگی۔ غرضیکہ اس قسم کی مثالیں قرآن میں بہت ہیں
چنانچہ یہ ایک اور مثال ہے کہ خدا نے کہا ہے کہ انسان
بڑا کافر ہے جس سے مراد تمام انسان نہیں۔ اس کے
سوا اور بھی کئی ایک مثالیں ہیں پس اگر غیر اللہ کے عام
لفظ میں بت داخل ہیں تو انبیائے معصوم بھی طغیان
میں داخل کرنے پڑینگے اور کفار بھی انکے خیال میں داخل
صلوۃ ہوں گے تو جو جواب تم دوگے وہی جواب ہم دینگے
مگر ہاں بعض غیر اللہ وہ بھی ہیں جن کی تعظیم کا حکم خود خدا
نے دیا ہے اسلئے انکی تعظیم واجب ہوگی۔ کیا خدا نے
یوں نہیں کہا کہ جو خدا کی یادگاروں کی تعظیم کرتا ہے تو
تعظیم انکے دل کے تقوی کی علامت ہے۔ کوہ صفا
کوہ مروہ بھی اللہ کی یادگار ہیں۔ چنانچہ صاف لفظوں میں
خدا نے کہا ہے کہ بیشک صفا و مروہ، اللہ کے شعائر میں سے
جو کہ حرم مکہ کے قریب دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں
یہ بھی کہا ہے کہ بڑے جانور (اونٹ اور گائے) خدا نے
تمہارے لیے اپنی یادگار بنائے ہیں مزدلفہ اور منی بھی شعائر اللہ

Marfat.com

تعالیٰ فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستلم الحجر الاسود الیس فی الاستلام معنی التعظیم و امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتعظیم الوالدین قال اللہ تعالیٰ فی حقہما ولا تقل لہما اف ولا تنہرہما وقل لہما قولا کریما وقال ان اشکرلی و لوالدیک الیس فی الآیتین الامر بتعظیم الوالدین قال اللہ تعالیٰ لا یمسہ الا المطہرون الیس فیہ تعظیم القرآن قال اللہ تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسولہ و للمومنین الیس فی الآیۃ التعظیم للرسول وللمومنین قال اللہ تعالیٰ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون الیس فی الآیۃ التعظیم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی غیر ذلک من الآیات والاحادیث فی ھذا الباب فان سلمتم وجوب التعظیم لہؤلاء المذکورین فما معنی قولکم التعظیم لغیر اللہ حرام

ہیں چنانچہ خدا نے کہا ہے کہ مشعر حرام (مزدلفہ ومنی) میں اللہ کا ذکر کرو۔ ارے یہ تو بتاؤ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کو کیا نہیں بوسہ دیا کرتے تھے؟ تو کیا بوسہ دینے میں تعظیم نہیں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود والدین کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے بھی کہا ہے کہ اے انسان تو اپنے ماں باپ کو ان کے جواب میں یہ بھی نہ کہو کہ (اُف) میں تمہارے کہنے سے بیزار ہوں بلکہ ان پر آواز نہ کسنا اور ان سے بات کہنی ہو تو انسانیت سے کہنا پھر کہا کہ اے انسان میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا بھی شکریہ ادا کر۔ اب بتاؤ کہ کیا ان دونوں آیتوں میں والدین کی تعظیم کا حکم نہیں؟ یہ بھی کہا ہے کہ قرآن مجید کو پاک ہی ہاتھ لگائیں تو کیا اس میں قرآن کی تعظیم نہیں؟ پھر کہا کہ اللہ اور رسول اور مومنین کے لئے عزت ہے تو کیا اس آیت میں رسول اور مومنین کی تعظیم نہیں بتائی گئی؟ پھر خدا تعالیٰ نے کہا کہ نبی کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور کوئی بات نبی سے کہنی ہو تو گستاخی سے اونچی آواز کے ساتھ مت کہو جیسے کہ تم ایک دوسرے کو کہہ لیتے ہو۔ ورنہ تمہارے نیک عمل سب ضبط ہو جائیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہ لگے گا۔ تو کیا اس آیت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مذکور نہیں؟ اس قسم کی اور بھی بہت آیات ہیں اور احادیث بھی اس مضمون کے متعلق بہت ہیں پس اگر تم مذکورہ الصدر مخلوق کی تعظیم کا وجوب تسلیم کرتے ہو تو تمہارے اس قول کا کوئی مطلب نہ ہوگا کہ غیر اللہ کی تعظیم

Marfat.com

وان انكرتم فما معنى الآيات
المذكورة وما معنى قوله تعالى و
تعزروه وتوقروه وان اصررتم على
ضلالتكم فنقول كما قال الله تعالى
أرأيت من اتخذ الهه هواه و
اضله الله على علم وختم على سمعه و
قلبه وجعل على بصره غشاوة فمن
يهديه من بعد الله فاذا كانت الاماكن
والجبال والدواب واجب التعظيم
بحكم القرآن فلا شك ان اولياء
الله تعالى احياء او امواتا من
عباد الله المؤمنين الصالحين كلهم
واجب التعظيم وقد مر ما قال
الله تعالى ولله العزة ولرسوله
وللمؤمنين اليس الاولياء و
الصلحاء داخلين في زمرة المؤمنين
ومن الذي قال لئن رجعنا الى
المدينة ليخرجن الاعز منها الاذل
ارادوا تحقير من عظمه الله تعالى
فرد الله عليهم بقوله ولله العزة
ولرسوله وللمؤمنين
تحقير من عظمه الله تعالى
يريد ان اى فريق
من المسلمين آما سمعوا

حرام ہوتی ہے۔ بالفرض اگر تم اسے تسلیم نہیں کرتے تو آپ
ہمیں آیات مذکورہ بالا کا مطلب سمجھا دیں کیا ہے؟ اور
اس آیت کا مطلب بھی بتا دیں کہ کیا ہے۔ وہ آیت یہ
ہے کہ تم اپنے نبیؐ کی عزت و توقیر کیا کرو اور اگر تم اپنی
گمراہی پر ہی اڑے رہے تو ہم تمہارے متعلق یہ آیت
پڑھ دینگے کہ کیا تم ایسے لوگ نہیں دیکھتے جو خواہش
پرستی کرتے ہیں؟ اللہ نے دیدہ دانستہ ان کو گمراہ کردیا
ہے اور ان کے کان اور قلب پر مہر کردی ہے اور آنکھ پر
پردہ ڈال دیا ہے تو اب خدا کے بعد ان کو کون ہدایت
دے سکتا ہے؟ پس جب مقامات مقدسہ اور پہاڑ اور
جانور بھی قرآنی حکم سے واجب التعظیم ٹھہرے ......
تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اولیاء زندہ ہوں یا مردہ
وہ سارے خدا کے نیک ایماندار بندے ہیں اور وہ
واجب التعظیم ہیں چنانچہ میں پہلے یہ آیت لکھ چکا ہوں
کہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور رسول کے
ماننے والوں کی۔ تو کیا اولیاء اللہ اور صلحاء اور مومنین
کی جماعت میں داخل نہیں؟ بھلا یہ بتاؤ کس نے کہا
تھا کہ اگر ہم مدینہ میں واپس آئینگے تو صاحب عزت ذلیل
کو وہاں سے نکال دیگا؟ میں بتاؤں یہ منافقوں نے
کہا تھا اور وہ اس سے رسول علیہ السلام کی توہین چاہتے
تھے جس کو خدا نے واجب التعظیم قرار دیا تھا۔ اسلئے خدا
نے انکی تردید میں کہا کہ عزت تو اللہ اور رسول کی ہے اور
مومنین بھی ذی عزت ہیں۔ اب دیکھیں کون نکلتا ہے؟
سچ بتاؤ جس کو خدا واجب التعظیم ٹھہرائے اس کی توہین کرنا

Marfat.com

قوله صلی اللہ علیہ وسلم للانصار
حین جاء سعد بن معاذ رضی
اللہ عنہ قوموا الی سیدکم فأمر
بالقیام تعظیما لہ فان قیل الامر
بالقیام کان لنزولہ عن الدابۃ
لانہ کان مریضا قلنا سوق الکلام
یشہد بخلاف ذلک لانہ لوکان
المراد بالامر نزولہ عن الدابۃ
فالمناسب ان یقول قم یا فلان
وانزل سعدا او قم یا فلان و یا
فلان وانزلا سعدا لکن الامر
بلفظ الجمع ولفظ السید فی
حقہ رضی اللہ عنہ ینادی باعلی
الصوت ان المراد بأمر قوموا لسیدکم
التعظیم والتوقیر اما علموا ان
الصحابۃ رضی اللہ عنہم کانوا خاشعین
فی مجلسہ الشریف کان علی رؤسہم
الطیر واللہ یہدی من یشاء الی صراط
مستقیم۔ ومن تلک المسائل مسئلۃ
سماع الموتی قالوا الموتی لا یسمعون
مستدلین بقولہ تعالی انک
لا تسمع الموتی وقولہ تعالی
وما انت بمسمع من فی القبور
قلنا المراد بالموتی ومن فی القبور

کس مسلمان کا کام ہے۔ کیا تم مخالفین نے رسول علیہ السلام
کا یہ حکم بھی نہیں سنا کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
لڑائی سے واپس آئے تھے تو آپ نے انصار سے کہا تھا کہ اپنے
سردار کا کھڑے ہو کر استقبال کرو تو یہ قیام تعظیمی تھا۔ اگر یہ
سوال کیا جائے کہ یہ حکم اس لئے تھا کہ آپ بیمار تھے تاکہ گھوڑے
سے آپکو بآرام اتاریں۔ ورنہ تعظیم کے لئے یہ حکم نہ تھا۔ تو
ہم کہیں گے کہ اس واقعہ کے متعلق سلسلۂ کلام اس کے
خلاف ہے کیونکہ اگر گھوڑے پر سے اتارنا مراد ہوتا تو یوں
کہنا مناسب تھا کہ ارے فلاں آدمی اٹھو اور ان کو
گھوڑے سے اتار دو۔ یا یوں حکم ہوتا کہ ارے فلاں و فلاں
تم دونو اٹھو اور سعد کو گھوڑے سے اتار دو۔ مگر یہاں تو
جماعت کو مخاطب کیا ہے اور سعدؓ کو سید کہا ہے اور
یہ سید کا لفظ سعد رضی اللہ عنہ کے حق میں با آواز بلند پکارتا
ہے کہ آپ نے جو فرمایا تھا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے
ہو جاؤ۔ اس سے مراد حضرت سعدؓ کی تعظیم و توقیر تھی
پھر کیا مخالفین کو یہ معلوم نہیں کہ حضور علیہ السلام کے دربار
میں صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے متواضع ہو کر بیٹھتے تھے کہ
گویا ان کے سر پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب خدا
جسے چاہے رہ راست کی ہدایت کرے۔ مختلف فیہ
مسائل میں سے سماع موتی کا مسئلہ بھی ہے۔ مخالف کہتے
ہیں کہ مُردے نہیں سنتے اور ثبوت یہ دیتے ہیں کہ خدا نے
حضور علیہ السلام سے کہا ہے کہ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے
اور یہ بھی کہا ہے کہ آپ اُن مردوں کو نہیں سنا سکتے
جو قبروں میں پڑے ہیں۔ اور ہم جواب میں یوں کہتے ہیں

Marfat.com

الکفار والمراد من السماع سماع قبول والدلیل علی ان المراد من السماع سماع قبول ان الکفار ما کان فی اذانہم صمم حتی لا یسمعوا کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہم وان کانوا یسمعون فی الظاہر لکنہم کانوا محرومین من سمع القبول ومن ھذا الباب قول المصلی سمع اللہ لمن حمدہ فان المراد من السماع سماع قبول کما یقال نادیت الامیر بحاجتی فما سمعہ یعنی ما سمع بسمع القبول فلیس فی الآیتین دلیل علی عدم سماع الموتی بل فیہما دلیل علی سماع الموتی لان المشبہ وھم الکفار یسمعون فکیف یشتبہ من لا یسمعون فکما ان الکفار یسمعون فی الظاہر کذالک الموتی یسمعون فی الظاہر واما سماع القبول فالکفار محرومون عنہ للانکار القلبی والموتی محرومون عنہ لعدم قدرتہم علی الجواب فکانہم ما سمعوا ومعنی الآیتین انک لا تسمع الموتی ولا تسمع من فی القبور انک لا تسمعہم بل اللہ تعالی یسمعہم علی حد قولہ تعالی انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء

کہ مُردوں اور قبر والوں سے مراد یہاں کفار ہیں اور سُننے سے مراد تصدیقی سننا ہے اور اس امر کا ثبوت کہ یہاں سُننے سے مراد تصدیقی سننا ہے یہ ہے کہ کفار کے کانوں میں بہرا پن نہ تھا کہ حضور علیہ السلام کا کلام نہ سُن سکتے۔ پس وہ اگرچہ بظاہر سنتے تھے لیکن تصدیقی سننے سے محروم تھے۔ اسی محاورہ کے مطابق ہے نمازی کا یوں کہنا کہ سمع اللہ لمن حمدہ خدا اس کی بات مان لیتا ہے جو اسکی تعریف کرتا ہے۔ یہاں بھی تصدیقی سُننا مراد ہے اسی طرح یہ محاورہ بھی ہے کہ میں نے امیر کو اپنی حاجت روائی کے لئے پکارا، مگر اس نے ایک نہ سنی یعنی میری پکار کو منظور نہیں کیا پس دونوں آیتوں میں مُردوں کے نہ سننے کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ ان میں سماع موتی کا ثبوت ملتا ہے۔ کیونکہ یہاں کفار کو مُردوں سے مساوی مانا گیا ہے۔ حالانکہ یہ سنتے تھے اور وہ نہیں سنتے تھے تو یہ مساوات کیسے ہوگی؟ تشبیہ تب ہی صحیح ہوگی کہ دونو بظاہر سنتے تسلیم کئے جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح کفار بظاہر سنتے ہیں تو مُردے بھی بظاہر سنتے ہیں مگر تصدیقی سننا دونوں میں نہیں کیونکہ کفار انکار قلبی کی وجہ سے اس سے محروم ہیں اور مُردے اس لئے محروم ہیں کہ وہ جواب نہیں دے سکتے تو گویا وہ بھی نہیں سنتے۔ اب دونو آیت کا مفہوم یوں ہے کہ آپ تو ان کو نہیں سنا سکتے۔ مگر خدا ان کو سنا دیگا جیسا کہ ارشاد ہے کہ آپ تو اسے ہدایت نہیں دے سکتے جسے آپ پسند کریں لیکن خدا جسے چاہے ہدایت

Marfat.com

وقد نص فی القرآن ان اللہ یسمع من
یشاء وما انت بمسمع من فی القبور
رجعنا الی الکلام فی اصل السماع
فنقول ان السماع والنظر والکلام
والبطش والمشی وجمیع الافعال
الارادیۃ وظیفۃ الروح بمعاونۃ
الحواس والجوارح مادام فی حالۃ الحیوۃ
وبدون معاونۃ الحواس والجوارح بعد
الممات ومصداق ذالک حالۃ النوم
فان النوم یعطل فیہ الحواس الظاہرۃ
والباطنۃ والجوارح من اعمال الروح
لیری ویسمع وینظر ویتکلم ویبطش
ویلتذ بالمستلذات ویألم بالمؤلمات
فارواح الاحیاء مع حبسها فی البدن
تفعل جمیع ماذکر فی النوم فارواح
الاموات المطلقات من حبس البدن
کیف لا تقدر علی ما تقدر
علیہ فی حالۃ حبس البدن
فلذا قیل النوم اخ الموت نعم
ارواح الکفار المحبوسین
فی الدرکات محرومون عن
الادراکات مشغولون بنتائج
سوء اعمالہم وکذا الفساق
ان لم یرحمہم ربہم

دے دیتا ہے اور قرآن مجید میں اس کی تصریح بھی
موجود ہے کہ خدا جسے چاہے سنا دیتا ہے اور آپ اہل
قبور کو نہیں سنا سکتے۔ اب ہم اصل مسئلہ سماع موتے
کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سننا، دیکھنا
بولنا، حملہ کرنا، چلنا اور تمام خود اختیاری فعل روح
انسانی کا فرض ہیں کہ جب تک انسان زندہ رہے
اس کی روح حواس اور بیرونی اعضا کی امداد سے وہ
فرائض بہم پہنچائے اور موت کے بعد اس کا فرض ہے
کہ بغیر امداد حواس اور بیرونی اعضا کے یہ سب کام کرے
اس کی مثال نیند ہے کیونکہ نیند کی حالت میں تمام حواس
معطل ہو جاتے ہیں، خواہ ظاہری ہوں یا باطنی اور
بیرونی اعضا بھی کام سے رہ جاتے ہیں مگر روح
حسب دستور چلتی ہے اور سنتی ہے، دیکھتی ہے، بولتی ہے
حملہ کرتی ہے، لذیذ چیزوں سے لذت بھی اٹھاتی ہے
اور موذی اشیاء سے تکلیف بھی پاتی ہے۔ پس ثابت
ہوا کہ زندہ کی روح بحالت نوم اگرچہ جسم میں مقید
ہے سب کچھ کر لیتی ہے تو مردہ کی روح جو جسمانی قید
سے رہا ہو چکی ہے کیسے ان افعال پر قادر نہ ہوگی
جن پر کہ بقید جسمانی قادر تھی۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے
کہ نیند موت کے برابر ہے اور ارواح کفار کے جو
دوزخ کے قید خانوں میں قید ہیں وہ ان امور کے دریافت
کرنے سے محروم رہتے ہیں اور اپنی بدعمل کے بد نتائج
میں مبتلا رہتے ہیں اسی طرح گنہگاروں کی روحیں
بھی جب تک کہ خدا ان پر رحم نہیں کرتا۔ اپنے عذاب

Marfat.com

ومن تلك المسائل مسئلة التوسل
عند الله تعالى بارواح الصلحاء
من عباده احياءً وامواتاً وهذه
المسئلة لها فروع الفرع الاول
بان ينادى ربه ويتوسل
بروح الصالح من عباده المقرب
لبابه نحو قولنا اللهم انى اتوسل
اليك بروح سيدنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم او بروح الشيخ
الفلانى وهذا النوع جائز لاغبار
عليه عند كافة الامة المرحومة
الامن اعمى الله قلبه وختم على
سمعه وبصره وقد هدانا الله
تعالى الى هذا بقوله يا ايها الذين
امنوا اتقوا الله وابتغوا اليه
الوسيلة فلفظه اتقوا الله قبل
الامر بابتغاء الوسيلة تشير الى
الحث واللزوم بابتغاء الوسيلة الى
حضرة قدسه تعالى وتعليم الادب
لعباده بتقديم الوسيلة كان طلب
المسئول من اكابر الوقت
غالبًا لا يكون بدون تقديم
الوسيلة من الهدايا وشفاعة
مقرب عنده كذلك طلب

میں مصروف و مبتلا رہتے ہیں متنازع فیہ مسائل
میں سے ایک توسّل کا مسئلہ بھی ہے کہ آیا اللہ کے
نیک بندوں کی روحوں کا خواہ وہ زندہ ہوں یا
مُردہ خدا کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جائے؟ اور اس
مسئلہ کی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ انسان خدا کو پکارے
اور بارگاہِ الٰہی کے صالح بندوں میں سے کسی ایک
کو اپنا وسیلہ بنائے مثلاً یوں کہے کہ یا اللہ میں تیری
بارگاہ میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
روح مبارک کا وسیلہ لاتا ہوں۔ یا یوں کہے کہ فلاں
شیخ کی روح کا وسیلہ لاتا ہوں۔ یہ صورت بلاشبہ جائز
ہے تمام اُمت محمدیہ کے نزدیک۔ ہاں اسکا وہ مخالف
ہے جس کے دل کو خدا نے اندھا کیا ہوا ہے اور اس کے
کان اور آنکھ پر مُہر کردی ہے اور ہمیں خدائے تعالےٰ
نے اس آیت سے ہدایت کا راستہ بتا دیا ہے کہ اے لوگو
جو ایمان لائے ہو، خدا کے عذاب سے ڈرو اور اس کی
طرف وسیلۂ نجات طلب کرو۔ اس آیت میں وسیلہ
طلب کرنے سے پہلے یہ لفظ ہے کہ اللہ کے عذاب سے
ڈرو۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ خدا کی مقدس بارگاہ
میں وسیلہ طلب کرنے پر شوق دلایا گیا ہے اور اسے
واجب قرار دیا گیا ہے، اور عباد اللہ کے وسیلہ پیش کرنے
سے ادب کی تعلیم دی گئی ہے۔ کیونکہ دنیاوی اکابر
سے عموماً اپنی حاجت طلب کرنا یوں ہی ہوتا ہے کہ ہدیہ
یا تحفہ کو وسیلہ بنایا جائے یا کسی مقرب کی سفارش
پیش کی جائے جس کی عزت اُس بزرگ کے دل میں ہو

Marfat.com

المسئول من الملك العلام لا يصلح
الا بتقديم الوسيلة واوثق الذرائع
واحسن الهدايا الى الغنى المتعال
التوسل بارواح الصالحين
من عباده قالوا التوسل المامور
فى القرآن انما يكون بالاعمال
لا بالابدان مستدلين بحديث
الثلاثة الذين حبسوا فى الغار
قلنا كما يجوز التوسل بالاعمال
كذالك يجوز بالابدان كما
توسّل سيدنا الفاروق
رضى الله عنه عام قحط المطر
بسيدنا العباس رضى الله عنه
ولانّ التوسل بالاشخاص
حقيقة هو التوسل باعمال
ذلك الشخص لا بجسمه
الظاهر فصار التوسل
بالاشخاص توسلاً بالاعمال
الفرع الثانى من التوسل
بان ينادى الى روح احد
من عباد الله الصالحين بان
يقول يا سيدي رسول الله
اغثنى او يا سيدى الشيخ
الفلانى امددنى ففيه تفصيل

علیٰ ہذا القیاس عالم الغیب خدا بادشاہ کے دربار میں
بھی اپنی حاجت طلب کرنا سوائے وسیلہ پیش کرنے کے
اور کوئی پختہ ذریعہ تلاش کرنے کے بغیر صحیح نہ ہوگا۔ اور
اس غنی لاپرواہ خدا کے دربار میں بہترین تحفہ یہی ہے
کہ ارواح عباد اللہ صالحین کو وسیلہ بنایا جائے مگر
مخالف کہتے ہیں کہ جس وسیلہ پیش کرنے کا حکم قرآن
مجید میں ہے اس سے مراد صرف اعمال صالحہ ہی ہیں
کسی کی شخصیت وسیلہ نہیں ہوسکتی اور ثبوت میں وہ
حدیث پیش کرتے ہیں کہ تین آدمی غار میں پھنس گئے تھے
حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے اپنے
اعمال حسنہ کو پیش کرکے دعا مانگی تھی اور وہ دعا منظور
بھی ہوگئی تھی اور ہم جواباً کہتے ہیں کہ توسل جس طرح اعمال
سے جائز ہے۔ اسی طرح خدا کے نیک بندوں سے بھی
صحیح ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں
قحط پڑ گیا تھا تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ
سے توسل کیا تھا۔ درحقیقت کسی نیک بندے کا توسل
پیش کرنا اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کے نیک
عمل پیش کئے جاتے ہیں۔ ورنہ ظاہری جسم پیش نہیں
کیا جاتا تو اس لحاظ سے شخصی توسل بھی توسل بالاعمال
بن جاتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انسان خدا کے
نیک بندوں میں سے کسی ایک کی روح کو پکارے اور
یوں کہے کہ اے میرے مالک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
میری فریاد رسی فرمائیے یا یُوں کہے کہ اے میرے آقا
فلاں شیخ میری مدد کیجئے۔ تو اس کی تشریح یوں ہے

Marfat.com

ان کان مراد القائل التجوز اعنی نداءہ
للعبد الصالح بطریق المجاز و یعلم
ان المعطی والمانع هو الله تعالیٰ و
والعبد الصالح وسیلة الی حضرة قدسه
ویعد نفسه احقر من ان یناجی
ربه فذلك جائز لان الاعمال بالنیات
ولكل امرئ ما نوی فالله تعالیٰ هو
المعطی والنبی صلی الله علیه وسلم
هو القاسم وقد جرت العادة للفقراء
والمحتاجین باظهار فقرهم للقاسم
لا المعطی و یتفرع علی هذا البحث
مسئلة جواز نداء الغائب وعدم جوازه
قالوا لا یجوز النداء للغائب ومن
اعتقده فقد اشرك بالله تعالیٰ قلنا
ما مرادهم بالغائب الغائب من النظر
ام الغائب عن القلب فان کان مرادهم
الغائب عن النظر فالله تعالیٰ
غائب عن النظر قال الله تعالیٰ
لا تدرکه الابصار وهو
یدرك الابصار فلا یجوز لاحدهم
ان یقول یا الله وان کان مرادهم
الغائب عن القلب فالله تعالیٰ حاضر
فی قلب کل مؤمن بدو لیس بغائب و
رسول الله علیه وسلم ایضا حاضر فی قلب

کہ اگر اس کی مراد مجاز ہے یعنی جب وہ نیک بندے کو
پکارتا ہے تو مجازی طریق پر پکارتا ہے۔ ورنہ وہ بھی جانتا
ہے کہ خدا ہی دیتا ہے یا روکتا ہے مگر عبد صالح درمیان
میں وسیلہ ہے کیونکہ وہ خدا کی بارگاہ میں مقرب ہے اور
میں اس امر کے لائق نہیں کہ خدا سے کوئی راز کی بات کہوں
تو یہ صورت جائز ہوگی کیونکہ اعمال کی بنیاد نیت پر ہوتی
ہے اور انسان کو نیت کا پھل ملتا ہے خدا دینے والا ہے
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا عطیہ تقسیم کرنے والے
ہیں اور یہ دستور چلا آیا ہے کہ فقیر اور محتاج تقسیم کرنیوالے
کے پاس اپنی ضرورت پیش کیا کرتے ہیں اور اصل سخی کی خدمت
میں پیش نہیں کرتے۔ اسی بحث سے ایک اور مسئلہ بھی حل
ہو جاتا ہے کہ غائب کو پکارنا صحیح ہے یا ناجائز؛ مخالف
کہتے ہیں کہ ناجائز ہے کہ غائب کو پکارا جائے اور جو شخص
ایسا عقیدہ رکھتا ہے وہ خدا سے شرک کرتا ہے۔ مگر ہم پوچھتے
ہیں کہ غائب کے لفظ سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ
آدمی جو نظر سے غائب ہو یا دل سے غائب ہو؟
اگر تم نظر سے غائب مراد لیتے ہو تو خدا بھی نظر سے
غائب ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ خدا کو نظر
دریافت نہیں کر سکتی اور وہ بندوں کی نظر کو دریافت
کر لیتا ہے۔ تو کسی مخالف کو بھی یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ
وہ کہے "اے اللہ" اگر مخالف کی مراد اس لفظ سے وہ غائب
ہے جو دل سے پوشیدہ ہو تو خدا تعالیٰ تو ہر ایک کے
قلب میں حاضر ہوتا ہے اور کبھی غائب نہیں ہوتا اور رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر ایک مومن کے قلب میں

Marfat.com

كل مؤمن به وليس بغائب فهو ينادى الى من فى قلبه وحاضر القلب اعلى واحلى من حاضر النظر فما بقى للغائب محل ممنعوت الندا اء اليه واما قولهم فالله تعالى يسمع والنبى صلى الله عليه وسلم لا يسمع ففيه بحث ليس هذا محل نشره وقد سبق فى مسئلة سماع الموتى نبذا منه ولئن سلم ان النبى صلى الله عليه وسلم لا يسمع فنقول فالله تعالى سمع قول القائل يارسول الله اغثنى اوما سمع لا سبيل الى الثانى فاذا سمع من عبده النداء لحبيبه وصفيه واستغاثته برسوله الذى هو بالمومنين رؤف رحيم اليس مقتضى كرمه انجاح مطلوبه فان قلت نعم فهو المطلوب ان قلت لا فعليك بالبرهان وايضا فى الحديث الذى اخرجه البخارى فى صحيحه عن ابى هريرة انه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى قال من عادى لى وليا فقد آذنته بالحرب وما تقرب الى عبد بشئ

حاضر ہوتے ہیں اور غائب نہیں ہوتے پس مومن بھی اسی کو پکارتا ہے جو اس کے دل میں حاضر ہوتا ہے اور دل کا حاضر نظر کے حاضر سے بالاتر اور مرغوب تر ہوتا ہے تو کوئی ایسا غائب نہ رہا جس کو پکارنا وہ ناجائز سمجھتے ہیں اور مخالفین کا یہ کہنا کہ خدا تو سنتا ہے مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی پکار نہیں سنتے، قابل غور ہے۔ یہ مقام اس پر بحث کرنے کا نہیں اور مسئلہ سماع موتیٰ میں اس کی کچھ تفصیل گذر بھی چکی ہے اگر بالفرض تسلیم بھی کیا جاوے کہ حضور علیہ السلام کسی کی پکار نہیں سنتے تو ہم پوچھتے ہیں کہ بتاؤ کہ یارسول اللہ اغثنی کا فقرہ خدا سنتا ہے یا نہیں؟ یہ تو ناممکن ہے کہ خدا نہ سنے۔ تو جب وہ سنتا ہے کہ اس کا ایک بندہ اس کے حبیبؐ اور برگزیدہ نبی علیہ السلام کو پکار رہا ہے اور اس کے اس رسول علیہ السلام سے فریاد کر رہا ہے جو مومنین پر کمال طور پر رحمدل ہے تو کیا خدا کا فضل یہ روا نہ رکھیگا کہ اس کی مراد پوری کرے۔ بس اگر تم اسے مانتے ہو تو ہمارا مطلب بھی یہی ہے۔ اگر انکار کرتے ہو تو کوئی صحیح دلیل پیش کرو۔ دیکھو ایک حدیث میں آیا ہے جو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں درج کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے کہا ہے کہ جو شخص میرے مقرب دوست سے عداوت کرے، میں اُسے لڑائی کا اعلان کروں گا۔ اور میری بارگاہ میں انسان کے لئے تقرب کا وسیلہ اس سے بڑھ کر

Marfat.com

احب الی مما افترضته علیه ولا یزال
العبد یتقرب الی بالنوافل حتی
احببته فاذا احببته کنت سمعه الذی
یسمع به وبصره الذی یبصر به الحدیث
وای اقرب الیه تعالی من حبیبه
صلی الله علیه وسلم ثم اذا سمع بسمعه
تعالی وبصر ببصره تعالی فکیف
لا یسمع من ینادیه من قریب او
بعید فان ذلک القرب والبعد انما
هو باعتبارنا لا باعتباره صلی الله
علیه وسلم وهذا مشاهد لمن کحلت
عینا بصیرته بالنور الالهی انتهی۔
ومن تلک المسائل مسئلة زیارة
قبور الانبیاء والاولیاء قالوا
السفر لزیارة القبور وان کان
قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم
بدعة او شرک باختلاف اقوالهم
وما ادری کیف یجترؤن علی اشراک
جمیع الامة من لدن زمنه صلی
الله علیه وسلم الی هذا الوقت و
قد قال النبی صلی الله علیه وسلم
لا یجتمع امتی علی الضلالة
وید الله علی الجماعة ومعلوم ان
من قال لاخیه المؤمن یا کافر

نہیں کہ جو میرے فرائض میں ان کو وہ ادا کرے۔
اسی طرح میرا بندہ نوافل سے میرا مقرب بنتا چلا جاتا
ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں
تو پھر میں خود اس کی قوتِ سماعت بن جاتا ہوں تو
وہ میرے ذریعے سے سنتا ہے اور اس کی بصارت
بن جاتا ہوں تو وہ مجھ سے دیکھتا ہے الخ۔ بتاؤ خدا
کا بڑا مقرب اس کے حبیب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے تو ثابت ہوا کہ حضور
علیہ السلام خدائی سماعت سے سنتے ہیں اور اسی کی
بصارت سے دیکھتے ہیں تو پکارنے والا خواہ قریب ہو
یا بعید آپ اس کی پکار کیوں نہ سنیں گے؟ کیونکہ قرب
و بُعد کا فرق تو ہمارے متعلق ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام
کے متعلق نہیں ہوتا۔ اس کا مشاہدہ وہ شخص کر سکتا ہے
جس کی دونوں آنکھوں میں نور الٰہی کا سرمہ لگا ہوا ہو۔ (بعینہٖ)
متنازع فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ قبور انبیاء و اولیاء
کی زیارت کا بھی ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ زیارتِ
قبور کے لئے سفر کرنا بدعت ہے۔ اگرچہ وہ قبر رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہو بعض کہتے ہیں وہ شرک
ہے۔ بہرحال ان کا آپس میں بڑا اختلاف ہے مجھے معلوم
نہیں ہوتا کہ وہ کیسے تمام امت محمدیہ کو مشرک بنانے کی
جرأت کر لیتے ہیں جو عہد رسالت سے لیکر اب تک چلی
آئی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری
اُمت گمراہی پر متفق نہ ہوگی اور اس جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے
اور یہ معلوم ہے کہ جو شخص کسی مومن کو یہ لفظ کہے اے کافر

Marfat.com

فقد باء بہ احدھما فالی اللہ المشتکی فقطع النظر من الاحادیث فی باب زیارة القبور واقوال العلماء نقول اما قال اللہ تعالیٰ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما فہل قید سبحانہ تعالیٰ مجیئہم فی حال الحیوة کما اولوھا وھل قید مجیئہم من قریب او بعید کما قرروھا بل ھی عام الدلالة فی حیاتہ و بعد مماتہ من قریب او بعید و اجمع الامة قدیما وحدیثا بجواز زیارة القبور و ترغیب زیارة قبور الصلحاء ففی زیارة القبور نفع للمیت بالدعاء لہ بالمغفرة واھداء ثواب القرأة لروحہ ونفع للزائر بالتیقظ والتہیئ للموت وشفاعة ارواح الصلحاء فی حق زائریہم ولا عبرة بفعل بعض الجہلاء من السجود لقبور الاولیاء او الطواف بالقبور فان کلا منہما حرام واللازم علی اھل البصیرة ان یعلموھم اداب الزیارة ولا یمنعوھم من اصل الزیارة الا تری

تو ان دونوں میں سے ایک ضرور کفر لیکر پھرتا ہے والی اللہ المشتکی اس سے قطع نظر کرکے کہ زیارتِ قبور کے متعلق کئی ایک احادیث وارد ہیں اور اہل علم کے تحقیقی قول بھی موجود ہیں ہم کہتے ہیں کہ کیا خدا نے یوں نہیں کہا کہ اے نبی جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا تھا اگر وہ آپکے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور آپ خدا کے رسول بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ ضرور خدا کو مہربان اور توبہ قبول کرنے والا پاتے۔ اب تم بتاؤ کیا اس آیت میں خدا نے رسول کی زندگی کی شرط لگائی ہے؟ جیسا کہ تم اس کی تاویل کرتے ہو۔ یا یہ شرط لگائی ہے کہ آنے والا دور ہو یا نزدیک جیسا کہ تمہارا خیال ہے۔ نہیں نہیں۔ یہ آیت عام مفہوم رکھتی ہے۔ خواہ زندگی میں کوئی آئے یا آپکی وفات کے بعد پھر وہ خواہ قریب ہو یا بعید قدیم اور موجودہ اُمت کا اتفاق ہے کہ زیارتِ قبور جائز ہے اور قبورِ صلحاء کی ترغیب دینا بھی جائز ہے۔ کیونکہ زیارتِ قبور میں میت کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے (کیونکہ اس کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے اور قرأة قرآن کا ثواب دیا جاتا ہے اس کی روح کو) اور زائر کو بھی فائدہ ہوتا ہے کہ وہ ہوشیار ہو جاتا ہے اور موت کی تیاری کرتا ہے اور خدا کے نیک بندوں کی روحیں بارگاہِ الٰہی میں اسکی شفاعت کرتی ہیں۔ مگر جو کچھ جاہل وہاں جاکر کرتے ہیں مثلاً قبر کو سجدہ کرنا یا اس کا طواف کرنا۔ تو وہ بہرحال حرام ہوتا ہے اور اہل علم کا فرض ہے کہ ان کو آداب زیارت کی تعلیم دیں اور اصل زیارت سے ممانعت نہ کریں کیا

Marfat.com

لو ان ضریرا فاقد البصر دخل مسجدا
وصلی الی غیر القبلۃ فاللازم علی
اهل البصیرۃ ان یعلموہ ویحولوا
وجهہ نحو القبلۃ او یمنعوہ من الصلوۃ
اصلا واما استدلالهم بحدیث لا
تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد
فانہ مخصوص بالمساجد کما ورد فی
بعض روایات الحدیث لفظ المسجد
بقولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا
تشدوا الرحال الی مسجد الا الی
ثلاثۃ مساجد فان شد الرحال
الی التجارات والغزوات ونحوها
ماموربہ الشرع الشریف ولا ینکرہ
الا الجاحد الغبی قال اللہ تعالیٰ و
اتخذوا من مقام ابراهیم مصلی و
مقام ابراهیم من اثار الصالحین
فاذا کانت الاثار ماموراً بالصلوۃ
فیها فما ظنک بضرائحهم الشریفۃ
اذا لم تکن القبور محاذیۃ القبلۃ۔
ومن تلک المسائل مسئلۃ الشفاعۃ
قالوا الشفاعۃ غیر ممکنۃ فانها لا تکون
الا بان یکون الشفیع وجیها عند اللہ
تعالیٰ او یکون محبوبا للہ تعالیٰ وهذان
محالان فی حق اللہ تعالیٰ والثالث الشفاعۃ

تم نہیں دیکھتے کہ جب نابینا مسجد میں آکر نماز پڑھتا ہے
اور قبلہ رُخ نہیں ہوتا۔ تو دیکھنے والے کا کیا فرض ہوتا
ہے کہ اُسے بتائے اور اس کا رُخ قبلہ کی طرف کرے
یا یہ فرض ہوگا کہ وہاں اسے نماز سے روک دیں؟ مگر
ان کی یہ دلیل کہ حدیث میں ہے کہ تین مسجدوں کے بغیر
کسی اور مقام کی طرف سواری پر سفر نہ کیا جائے تو اس
کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مساجد سے مخصوص ہے۔
جیسا کہ اس حدیث کی بعض روایات میں مسجد کا صاف
لفظ موجود ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ کسی مسجد
کی طرف شدرحال یعنی سفر نہ کیا جائے سوائے تین مساجد
کے اور تجارت اور جہاد وغیرہ کی طرف سفر کرنا خود شرع
شریف میں فرمایا گیا ہے جس کا انکار ہٹ دھرم بیوقوف
کے سوا کوئی نہیں کرسکتا۔ دیکھو خدا کا حکم ہے کہ مقام
ابراہیم علیہ السلام کو اپنی نماز کی جگہ بناؤ اور مقام ابراہیم
صالحین کے آثار میں سے ہے۔ تو جب ایسے آثارِ صالحین
میں نماز ادا کرنے کا حکم ہے تو ان کے مزارات کے متعلق
تمہارا ممانعت کے لئے کیا خیال ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ
ان کے مزارات شریف نمازی کے قبلہ کی طرف نہ ہوں
متنازع فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ شفاعت کا
بھی ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ شفاعت ناممکن ہے
کیونکہ شفاعت اسی صورت میں ہوسکتی کہ شافع وجیہ
ہو۔ یا خدا کا محبوب ہو اور یہ دونو امر خدا کے یہاں
محال ہیں۔ تیسری صورت شفاعت بالاذن کی ہے
اور یہ گو نفی شفاعت کے برابر ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو

Marfat.com

بالاذن فهى كلا شفاعة لا تكون لاهل
الكبائر ولا للمصرين على الصغائر
وبعض الصغائر ان قارنها التوبة
والندامة فيرحمه بيده ولا يستطيع
العفو بلا سبب فياذن لمن يشاء
بشفاعته ويغفره برحمته انتهى عقيدتهم
اقول اولا لا نسلم ان شفاعة الوجيه
او المحبوب محال لان على الله تعالى الخوف
من الشفيع ولا الالم من عدم رضاء
محبوبه بل بمحض فضله وكرمه على
رسوله وخواص عباده وثانيا
ثبوت وجاهة النبى صلى الله عليه
وسلم فى حضرة ربه الاعلى و
محبته له قال الله تعالى فى حق
سيدنا عيسى عليه السلام وجيها
فى الدنيا والاخرة ومن المقربين وقال
الله تعالى فى حق سيدنا موسى عليه السلام
فبرءه الله مما قالوا وكان عند الله
وجيها فاذا كان سيدنا عيسى عليه السلام
وسيدنا موسى عليه السلام وجيهين و
من المقربين فسيدنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم اولى واحق
بذالك قال الله تعالى وكان
فضل الله عليك عظيما وقال تعالى

کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی نہ صغیرہ گناہ
پر اصرار کرنے والوں کے لئے ہوگی اور چند صغیرہ
گناہ والوں پر خدا خود ہی رحم کر دے گا جبکہ توبہ اور
ندامت ان کے ساتھ ہوگی۔ تو خدا بھی کسی سبب کے بغیر
ان کو معاف نہیں کریگا لیکن جسے چاہے معاف کردیگا
اور جسے چاہے گا شفاعت کی اجازت دیگا (ان کا
عقیدہ یہاں ختم ہوا) مگر میں پہلے تو یہ کہتا ہوں کہ
وجیہ اور محبوب کی شفاعت محال نہیں ہے۔ خدا کے
نزدیک بلکہ ضروری ہے نہ اس لئے کہ خدا شفیع سے
ڈریگا اور نہ اس لئے کہ خدا اپنے محبوب کو ناراض
کرنے سے دردمند ہوگا۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے محبوب
اور اپنے خاص بندوں پر خاص فضل وکرم کریگا۔
(دوم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت بارگاہ
الٰہی میں از روئے قرآن ثابت ہے اور آپ کی محبوبیت
بھی ثابت ہے۔ ارشاد ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام دنیا و
آخرت میں وجیہ ہیں اور مقربین بارگاہ الٰہی میں سے
ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے
کہ جو الزام مخالفین دیتے تھے۔ اس سے خدا نے آپ کو
بری کر دیا اور آپ خدا کے دربار میں وجیہ تھے اور
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
وجیہ اور مقرب بارگاہ الٰہی ٹھیرے تو حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ کے سب سے
بڑھ کر حقدار ہوں گے۔ کیونکہ ارشاد ہے کہ آپ پر
خدا کا فضل بہت بڑا ہے۔ اور یہ بھی ارشاد ہے کہ

Marfat.com

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ فاذا کان التابع لہ
محبوبا عند اللہ تعالیٰ افلا یکون
المتبوع محبوبا عندہ تعالیٰ وقال
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانا
حبیب اللہ فاذا ثبت وجاہتہ
عند اللہ تعالےٰ ومحبتہ
مولاہ لہ فای مانع من قبول
شفاعتہ وقال صلی اللہ علیہ
وسلم اعطیت الشفاعۃ وقال اللہ
تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک ربک
مقاما محمودا واجمع المفسرین
بان المراد بالمقام المحمود ھی الشفاعۃ
الکبریٰ رجعنا الی القسم الثالث
من الشفاعۃ فنقول اولا ان الاستغفار
وطلب المغفرۃ لاحد ھی الشفاعۃ
وقد امر اللہ تعالےٰ انبیاءہ
علیہم الصلوٰۃ والسلام
بطلب المغفرۃ لاممھم
قال سیدنا ابراھیم علےٰ
نبینا وعلیہ السلام ربنا
اغفرلی ولوالدی و
للمؤمنین یوم یقوم
الحساب وقال سیدنا

آپ فرما دیں کہ اے مومنین اگر تم خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو تب خدا تعالیٰ تم کو بھی اپنا محبوب بنائے گا۔ خیال کرو کہ جب تابع محبوب الٰہی ہوا تو متبوع کیوں محبوب الٰہی ہوگا۔ حالانکہ خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا خطاب محبوب الٰہی ہے۔ تو جب آپ کی وجاہت خدا کے دربار میں ثابت ہے اور خدا کی محبت بھی ثابت ہے تو آپ کی شفاعت کے منظور ہونے میں کیا کسر باقی ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مجھے خاص طور پر شفاعت کرنے کا مرتبہ عطا ہوا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عنقریب خدا آپکو مقام محمود پر پہنچا دیگا۔ اور تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت کبریٰ اور عام شفاعت کا مرتبہ ہے۔ اب رہی شفاعت کی تیسری قسم تو اس کے متعلق ہم یوں کہتے ہیں کہ شفاعت کا مطلب ہی یہ ہے کہ کسی کے لئے استغفار اور طلب مغفرت کی جائے اور یہ ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود اپنے انبیاء علیہم السلام کو حکم دیا ہوا ہے کہ اپنی امت کے لئے خدا سے مغفرت طلب کریں۔ چنانچہ حسب الحکم خداوندی حضرت ابراہیم علیہ السلام دست بدعا ہو کر فرماتے ہیں کہ اے ہمارے رب مجھے بخش، میرے والدین کو بخش اور مومنین کو بخش جس دن کہ حساب کا محکمہ قائم ہوگا

Marfat.com

موسی علیہ السلام انت
ولینا فاغفر لنا وارحمنا
وانت خیر الغافرین
وقال سیدنا عیسی علیہ السلام
ان تعذبهم فانهم عبادك
وان تغفر لهم فانك انت
العزیز الحکیم فطلب لهم
المغفرة بالطف الالفاظ و
قد امر الله تعالی حبیبه بقوله
وصل علیهم ان صلوتك
سكن لهم فهذا هو
الامر والاذن بالشفاعة
وقال تعالی ولو انهم
اذ ظلموا انفسهم جاؤك
فاستغفروا الله و
استغفر لهم الرسول
لوجدوا الله توابا
رحیما . فهل
لاستغفار الرسل
معنی الا الشفاعة
وقال تعالی
واستغفر لذنبك و
للمؤمنین والمؤمنات
والله یعلم

جناب موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یا اللہ تو ہی ہمارا سرپرست ہے ہماری مغفرت کرا و رہم پر رحم کر اور تو تمام مغفرت کرنے والوں سے بہتر ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ یا اللہ اگر میری اُمت کو تو عذاب کرے تو کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کردے تو یہ تیری شان کے شایان ہے کیونکہ تو عزت و حکمت کا مالک ہے دیکھو آپ نے کن نرم لفظوں میں مغفرت طلب کی ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد کیا ہے کہ اپنی اُمت پر نماز جنازہ اور دعائے خیر کرو۔ کیونکہ آپکی دعائے خیر اُن کے لئے باعث تسکین ہے پس یہی حکم امر اور اذن بالشفاعۃ ہے۔ پھر ارشاد ہے کہ جب انہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے پس اگر آپ کے پاس آ جاتے۔ اور خدا سے معافی مانگتے اور آپ بھی بحیثیت رسول اللہ ہونے کے ان کے واسطے معافی مانگتے تو وہ ضرور دیکھتے کہ خدا تعالیٰ بڑا مہربان اور توبہ قبول کرنے والا ہے پس انبیاء علیہم السلام کے استغفار کا یہی مطلب ہے کہ وہ اپنی اُمت کے لئے شفاعت کریں۔ چنانچہ خدا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد کیا ہے کہ اپنی کوتاہیوں کی پردہ پوشی طلب کرو اور زن و مرد اہل ایمان کے لئے مغفرت طلب کرو۔ کیونکہ خدا تو تمہارے

Marfat.com

متقلبکم ومثواکم فلیس الامر بالاستغفار الا الاذن بالشفاعۃ باکد الوجوہ لان الامر اوکد من الاذن بل مدح اللہ تعالیٰ عوام المؤمنین بالاستغفار للاخوان من المؤمنین بقولہ تعالیٰ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان وقال تعالیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ووعد اللہ حق لایمکن التخلف ولن یخلف اللہ وعدہ رسلہ فاعتمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ وعد ربہ فقال اعطیت الشفاعۃ بلفظ الماضی ونقول لھم ما تقولون فی صلاتکم ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب فمن اذن لکم فی دعاء المغفرۃ للوالدین وللمؤمنین الیس ھذا الدعاء شفاعۃ فان قلتم اذن لنا الشارع نقول اذن الشارع بالشفاعۃ لکافۃ المؤمنین ولم یاذن لحبیبہ وصفیہ صلی اللہ علیہ وسلم ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین واما قولھم الشفاعۃ لاتکون لاھل الکبائر ولا للمصرین

حرکات وسکنات سے خوب واقف ہے پس امر بالاستغفار ہی اذن بالشفاعۃ ہے اور اذن بھی بڑے زور کا ہے کیونکہ امر کرنا اذن دینے سے زیادہ زوردار ہوتا ہے صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی دیکھو کہ خدا نے ان مسلمانوں کی تعریف بھی کی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ جو اہلِ ایمان بعد میں آئے وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخشدے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے پھر ارشاد ہے کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا آپکو اتنا دیگا کہ آپ راضی ہو جائینگے اور خدا کا وعدہ سچا ہے اسمیں خلافِ وعدہ کی گنجائش نہیں کیونکہ اس نے خود کہا ہے کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اسی وعدہ پر بھروسہ کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے (فعل ماضی کے لفظوں میں) کہ مجھے شفاعت کا عطیہ دیا جا چکا ہے ہم بھی پوچھتے ہیں کہ اے اہلِ ایمان کیا تم اپنی نمازمیں یہ دعا نہیں کیا کرتے کہ یا اللہ مجھے بخش میرے والدین کو بخش اور قیامت کے دن مسلمانوں کو بھی بخش۔ اب بتاؤ تم کو دعائے مغفرت کیلئے کس نے اجازت دی ہے کہ تم والدین اور مسلمانوں کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہو؟ یہ بھی بتاؤ کہ کیا یہی طلب مغفرت شفاعت نہیں ہے؟ پس اگر تم یوں کہو کہ خدا نے ہمیں اجازت بخشی ہے تو ہم پوچھیں گے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ تمکو تو شفاعت کی اجازت ہو تاکہ تم اہلِ ایمان کے لئے طلب مغفرت کرو اور خدا نے اپنے حبیب برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہ بخشی؟ اگر تمہارے پاس کچھ صداقت ہے تو اس دعویٰ کی کوئی دلیل پیش کرو۔ اب رہا انکا یہ قول کہ اہلِ کبائر کیلئے شفاعت نہ ہوگی اور نہ ان کیلئے

على الصغائر فذلك تحكم وبهتان على الله تعالى اما قال الله تعالى ان الله يغفر الذنوب جميعا وان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء والشفاعة العظمى التى تكون يوم القيمة لكافة الخلق المشار عليها بقوله تعالى عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا مختصة بسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقولهم لا يشفع احد الا باذنه مستدلين بقوله تعالى من ذا الذى يشفع عنده الا باذنه صحيح لا شك فيه وقد اذن الله تعالى لرسوله صلى الله عليه وسلم بل امره بالشفاعة بقوله تعالى وصل عليهم ان صلوتك سكن لهم وقوله تعالى واستغفر للمؤمنين والمؤمنات كما مر فلذا قال عليه الصلوة والسلام اعطيت الشفاعة وتمام الحديث اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلى نصرت بالرعب وجعلت لى الارض مسجدا وطهورا واحلت لى الغنائم ولم تحل

جو گناہ صغیرہ پر مداومت کرتے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ یہ قول خدا پر بہتان اور زبردستی کا حکم ہے۔ کیا خدا نے یوں نہیں کہا کہ بیشک خدا تمام گناہ بخشدیتا ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ یہ گناہ نہیں بخشیگا کہ اسکا کسی کو شریک بنایا جائے اور اس کے بغیر جسے چاہے، جو گناہ بھی ہوں سب بخشدیگا اور شفاعت کبریٰ قیامت کے دن وہی ہوگی جو تمام مخلوق کی ہوگی اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ اے نبی خدا تعالیٰ عنقریب آپکو مقام محمود پر پہنچا دیگا اور یہ شفاعت کبریٰ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی حصہ میں ہے اور آپ سے مختص ہے پس مخالفین کا یہ کلام کہ اذن الٰہی کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کریگا اور انکا اس آیت سے دلیل پکڑنا کہ کون وہ ہے کہ بلا اجازتِ خداوندی اللہ کے پاس کسی کی شفاعت کرے۔ یہ دونوں امر صحیح ہیں اور ان میں ذرہ بھر شک نہیں مگر یاد رہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن بالشفاعۃ ہو چکا ہوا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر امر بالشفاعۃ بھی نافذ ہو چکا ہے چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے کہ آپ ان کے لئے دعائے خیر کریں کیونکہ آپکی دعائے خیر اُن کے واسطے تسکین ہے چنانچہ پہلے گذر چکا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ زن و مرد اہل ایمان کے لئے آپ دعائے مغفرت کریں۔ اسی وجہ سے آپؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے شفاعت کبریٰ کا عطیہ دیا جا چکا ہے اور اس حدیث کے باقی اجزاء یہ ہیں کہ مجھے پانچ عطیے عطا ہوئے ہیں اور مجھ سے پہلے یہ کسی کو نہیں دیئے گئے۔ اول میرے رعب سے میری امداد کیگئی ہے۔ دوم یہ کہ تمام سطح زمین میرے لئے وضو اور نماز کی جگہ مقرر کردی گئی ہے۔ سوم خاص مجھے غنیمت کا مال حلال

Marfat.com

لاحد قبلی واعطیت الشفاعة
وبعثت للناس عامة متفق علیه-
واما قولهم لا یستطیع تعالی شانه
العفو بلاسبب نقول اولا هذا
القول اشنع من قول النصاری
هل یستطیع ربك ان ینزل علینا
مائدة من السماء لان النصاری
ترددوا فی الاستطاعة فجاؤا بلفظة
هل وهؤلاء تیقنوا فی عدم
الاستطاعة فقالوا لا یستطیع العفو
بلاسبب وثانیا ان العباد یستطیعون
العفو بلاسبب بل بمحض الکرم والله
سبحانه وتعالی لا یستطیعه وهو
تعالی فعال لما یرید لا یسئل عما
یفعل فهذه نتیجة توحیدهم وادبهم
مع ربهم بل زاغوا فازاغ الله
قلوبهم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد
اذ هدیتنا. انتهی ومن تلك المسائل
مسئلة اعراس المشائخ ومولد النبی صلی الله علیه
وسلم فی الاوقات المعلومة قالوا احرام
بتعیین الاوقات والموالید بل یشبه
فعل الهنود ونقول ان منعوا نفس الاعراس
یعنی اطعام الطعام للمساکین وذوی
الحاجات بنیة ایصال الثواب

کردیا گیا ہے ورنہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو اسکا استحقاق حاصل
نہ تھا چہارم مجھے عام شفاعت کا حق دیا گیا ہے پنجم یہ کہ میں
تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (یہ حدیث
بخاری و مسلم میں ہے) مخالفین کا یہ قول کہ خدا تعالیٰ بلا وجہ
معافی نہیں دے سکتا. بالکل غلط ہے اور ہم کہتے ہیں
کہ پہلے تو یہ قول اُن عیسائیوں کے کلام سے بھی بڑھکر
معیوب ہے جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہا تھا کہ کیا
تیرا رب آسمان سے ہمارے لئے کھانا اتار سکتا ہے؟
کیونکہ عیسائیوں نے خدا کی قدرت میں شک کیا تھا. اسلئے
انہوں نے سوالیہ فقرہ پیش کیا اور ان لوگوں نے یقین
کر لیا ہے کہ خدا کو قدرت ہی نہیں کہ اپنا حق بھی بلا وجہ
معاف کردے. دوم یہ کہ بندہ اپنا حق بلا وجہ معاف کرسکتا
ہے بلکہ صرف کرم اور مہربانی سے معاف کرسکتا ہے اور
ان کے نزدیک خدا کو یہ طاقت نہیں. حالانکہ وہ جو چاہے
کرتا ہے. اس سے کوئی چون و چرا نہیں. دیکھو یہ اُن کی
توحید کا نتیجہ ہے اور اپنے رب کی تعظیم کا ثمرہ ہے نہیں
نہیں، بلکہ وہ گمراہ ہوگئے. یا اللہ تو ہمارے دل کو
راہ راست سے نہ پھیر بعد اس کے کہ تو نے ہمکو سیدھی
راہ دکھائی ہے. مختلف فیہ مسائل میں سے عرس مشائخ
اور میلاد نبوی کا مسئلہ بھی ہے. جو مقررہ اوقات میں
منائے جاتے ہیں. مخالفین کہتے ہیں یہ حرام ہیں بوجہ تعیین
وقت کے اور مجالس میلاد فعل ہنود سے مشابہ ہیں مگر
ہم کہتے ہیں کہ اگر اصل حقیقت عرس کو ممنوع کہیں یعنی
مساکین اور حاجتمندوں کو کھانا کھلانا تاکہ ایصال ثواب

Marfat.com

فذلك مكابرة ومخالفة للشرع
قال الله تعالى واطعموا القانع و
المعتر وقال تعالى انفقوا مما رزقناكم
من قبل ان ياتي يوم لا بيع فيه ولا
خلة ولا شفاعة وقال تعالى وما انفقتم
من نفقة او نذرتم من نذر فان الله
يعلمه وقال تعالى واقيموا الصلوة و
اتوا الزكوة واقرضوا الله قرضا حسنا
وما تقدموا لانفسكم من خير تجدوه
عند الله هو خيرا واعظم اجرا وقال
تعالى ويطعمون الطعام على حبه مسكينا
ويتيما واسيرا وان منعوها لتعيين
الاوقات فتعيين الوقت لا يضر في
الامور المباحة الا ترى ان الشارع
عليه الصلوة والسلام امر امته بصوم
يوم عاشوراء وامرهم بصوم ست من شوال
وامر بالتهجد في الليل وصلوة الاشراق
والضحى في الاوقات المعينة وامر
بالعقيقة في اليوم السابع من ولادة المولود
وغيرها فعين للامور المباحة اوقات
معينة والمقصود من تعيين الايام للاعراس
اجتماع الناس من النواحي بلا كلفة
لا غير وان منعوها لعدم ايصال الثواب
فذلك باطل عقلا ونقلا ويكفي في المقصود

ہو۔ تو یہ کج بحثی ہوگی اور شرع کا خلاف ہوگا کیونکہ خدا خود
حکم دیتا ہے کہ سوالی اور غیر سوالی حاجتمندوں کو کھانا کھلاؤ
یہ بھی فرمایا کہ جو مال ہم نے تمکو دیا ہے۔ اس سے خرچ کرو اللہ
کی راہ میں پیشتر اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت
ہوگی نہ دوستانہ کام آئیگا اور نہ تمہارے کسی دوست کی سفارش
کام آئے گی۔ یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے
ہو یا نذر دیتے ہو خدا اسے جانتا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ
نماز بلاناغہ ادا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو
اور جو خیرات تم اپنے لئے پیشگی بھیجو گے اُسے خدا کے یہاں
بہتر پاؤ گے اور اسکا ثواب بہت پاؤ گے۔ یہ بھی فرمایا کہ مومن
کھانا کھلاتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو اگرچہ
ان کو خود اس کھانے کی خواہش ہو۔ اگر مخالفین تعیین وقت
کی وجہ سے عرس کو حرام کہتے ہیں تو غلط ہے کیونکہ تعیین
وقت امور مباح میں مُضر نہیں ہوتی۔ ارے تم یہ نہیں
دیکھتے کہ حضور علیہ السلام نے یوم عاشورا کے روزہ کا اپنی
اُمت کو حکم دیا تھا اور شوال کے چھ روزوں کا بھی حکم دیا
تھا اور رات کو نماز تہجد کا حکم دیا تھا اور صلوۃ اشراق کا اور
صلوۃ ضحی کا اور ان سب کے اوقات متعین ہیں اور حکم دیا کہ پیدائش
کے بعد ساتویں روز بچے کا عقیقہ دیا جائے وغیرہ وغیرہ ان
سب میں آپ نے وقت مقرر کر دیئے ہیں اور تعیین وقت عرس
میں اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ بلا تکلف جمع ہو جایا کریں
اس کے سوا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا۔ اگر وہ اسلئے منع
کرتے ہیں کہ میت کو ثواب نہیں پہنچتا تو یہ بالکل غلط ہے
نہ اسے عقل مانتی ہے نہ کوئی نص تسلیم کرتی ہے اور ہمارے

Marfat.com

حديث بيرام سعد فان اهداء ثواب
العمل للغير حيا وميتا جائز بل مأمور
بها الا ترى ان الحج عن الغير عند عدم
القدرة ورد به الشرع كما امر الشارع
عليه الصلوة والسلام المرأة السائلة
عند انصرافه من مزدلفة عام حجة الوداع
واما المواليد بهيئتها الكذائية فانها
وان لم تكن في زمن خير القرون لكنه
امر مستحسن معمول كافة المسلمين شرقا
وغربا الا الفرقة المحدثة الغير المقلدة
وما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن
وليس في قراءة المواليد الا مدح النبي
صلى الله عليه وسلم وانشاد الشعر في مدحه
صلى الله عليه وسلم وقراءة مدحه
سنة الاصحاب بل سنة النبي صلى الله عليه
وسلم لما روي ان النبي صلى الله عليه وسلم
كان يسمع الاشعار المدحية من حسان
بن ثابت وكعب بن زهير وسواد بن قارب
وغيرهم فمن يقول ان قراءة المولود
ممنوع او مذموم وفعل يشبه الهنود فهو
بنفسه مذموم ومطرود وما ادري لاي
سبب يمنعون قراءة المولد ما يمنعون
الامور المستحدثة غير المولد كبناء الرباطات و
تزيين المساجد بالنقوش وكتابة المصاحف مزخرفة

اس مقصد (ایصال ثواب) کیلئے ام سعد کے کنوئیں کی
حدیث کافی ہے۔ کیونکہ غیر کے عمل کا ثواب پہنچانا بحالت
حیات وموت دونوں صورتوں میں جائز ہوتا ہے بلکہ اسکا
حکم ہو چکا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ قدرت نہ ہو تو غیر سے
حج کرانے میں شرعی حکم وارد ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام
حجۃ الوداع میں مقام مزدلفہ سے واپس تشریف لا رہے تھے
تو ایک عورت نے یہی سوال کیا تھا اور مجالس میلاد بطرز
موجودہ شکل میں خیر القرون کے وقت موجود نہ تھیں مگر اس
میں شک نہیں کہ یہ فعل مستحسن ہے اور تمام اہل اسلام کا شرق
و مغرب میں معمول ہے سوائے فرقہ نجدیہ غیر مقلدین کے
اور یہ اصول ہے کہ جس امر مباح کو مسلمان مستحسن سمجھیں وہ
خدا کے نزدیک بھی مستحسن قرار پاتا ہے اور مجلس میلاد میں یہی
ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ذکر کیجاتی ہے
یا آپکی مدح میں شعر پڑھے جاتے ہیں اور مدحیہ اشعار کا
پڑھنا سنت صحابہؓ بلکہ سنت نبویہ ہے۔ کیونکہ روایات
سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان
بن ثابت سے اپنے اشعار مدحیہ سنا کرتے تھے اور کعب بن
زہیر سواد بن قارب وغیرہ سے بھی آپ اشعار مدحیہ سنتے تھے
اس لئے جو شخص یہ کہتا ہے کہ ذکر میلاد اور مدحیہ اشعار کا پڑھنا
ممنوع یا برا ہے اور فعل ہنود ہے وہ شخص خود برا ہے اور
راندۂ درگاہ نبوی ہے۔ اب مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس وجہ
سے ذکر میلاد کو منع کرتے ہیں اور مجالس میلاد کے علاوہ دیگر
نو پیدا امور کو کیوں منع نہیں کرتے مثلاً مسافر خانوں کا بنانا
یا مساجد کا سجانا بیل بوٹے سے یا قرآن مجید کو سنہری حروف

Marfat.com

بالذهب وتعليم العلوم العقلية والعلوم العربية كالصرف والنحو والحكمة والرياضيات ولبس ثياب مروجة الوقت واكل الاطعمة الملونة فكل ذلك مباح لا اعتراض عليه لكن قراءة المولد الذي فيه ذكر ولادة النبي صلے الله عليه وسلم وذكر معجزاته وخوارق عاداته عندهم لدہ حرام او بدعة ولا يظهر لمنعهم سبب الا جبهم له صلى الله عليه وسلم ومن تلك المسائل مسئلة تصورہ صلى الله عليه وسلم في الصلوٰة قال امامهم تصورہ عليه الصلاة والسلام في الصلوٰة اسوء من تصور بهائم العصلے ونحوا اخس انواع البهائم وانا لا اقدر ذكر ما سموه من البهائم في مقابلة اسمه الشريف تادبا وهذه العقيدة من اشنع عقائدهم اعاذنا الله تعالى منها ومع ذلك يسمونه بفخر العالم فاذا كان هذا حال فخر العالم فماذا يكون حال من كان دونه في القرب من الانبياء والصالحين وكيف يتصورون سيدنا الخليل عليه السلام حين يقرؤن قوله تعالى في الصلوة واتخذ الله ابراهيم خليلا وكيف يتصورون سيدنا موسى عليه السلام حين يقرؤن وكلم الله موسى تكليما وكيف يتصورون سيدنا عيسے

سے لکھنا یا علوم عقلیہ مروجہ کا تعلیم دینا یا عربی علوم کی تعلیم مثلاً صرف، نحو، فلسفہ، ریاضی وغیرہ یا زمانہ حال کے مروجہ لباس کا استعمال یا مختلف قسم کے کھانے تناول کرنا جب اصل میں یہ سب مباح ہیں وہ ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتے مگر ذکر میلاد جسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا تذکرہ ہوتا ہے یا معجزات اور خرق عادات بیان ہوتے ہیں جو آپکی ولادت کے وقت رونما ہوئے تھے تو اسے حرام یا بدعت بتاتے ہیں۔ شاید ممانعت کی وجہ صرف یہی معلوم ہوگی کہ ہم حضور علیہ السلام سے اظہار محبت کرتے ہیں اور بس، خوب! ان مسائل میں سے حضور علیہ السلام کے تصور کا بھی مسئلہ ہے جو نماز میں بلا اختیار آجاتا ہے۔ مخالفین کے امام کا قول ہے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آجانا نمازی کیلئے جانوروں کے خیال سے بھی بدتر ہے اور اس مقام پر اس نے ایک بدترین جانور کا ذکر کیا ہے۔ مگر میں جرأت نہیں کر سکتا کہ اس بُرے جانور کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے مقابلہ پر ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذکر کردوں۔ اور انکا یہ عقیدہ بدترین عقائد میں سے ہے۔ ایسے عقائد سے خدا بچائے۔ تعجب ہے کہ پھر یہ لوگ حضور علیہ السلام کو فخر عالم بھی کہتے ہیں۔ مگر تم سوچو کہ جب فخر عالم کا انکے نزدیک یہ حال ہے تو دوسرے انبیاء وصالحین کا کیا حال ہوگا۔ جو آپ سے بارگاہ الٰہی میں کم درجہ پر مقرب ہیں وہ بتائیں کہ جب وہ نماز میں واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا پڑھتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تصور کو کیا سمجھتے ہیں یا جب کلم اللہ موسیٰ تکلیما پڑھتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تصور کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

علیہ السلام حین یقرؤن فی الصلوٰۃ و
کان وجیھا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن
المقربین وجمیع القراٰن مفصح بمدحہ
صلی اللہ علیہ وسلم وقربہ ومحبتہ قال
اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ و
قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی وقال تعالیٰ یا ایہا النبی
انا ارسلناک شاھدا ومبشرا و
نذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا
منیرا وقال تعالیٰ لا تجعلوا دعاء
الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا وقال
تعالیٰ وتعزروہ وتوقروہ وھذا
توقیرہ علیہ السلام عند القوم حتی
جعلوا تصورہ اسوء من تصور البھائم
ومع ذلک سموا انفسھم اھل الحدیث
فانا للہ وانا الیہ راجعون
ولما مات ولدہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال المشرکون
صار ابتر فاجاب اللہ سبحانہ
من جیبہ ان شانئک ھو
الابتر وکما قال ابو اللھب
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
تبالک الھذا دعوتنا

کے متعلق یہ آیت پڑھتے ہیں کہ کان وجیھا فی الدنیا و
الاٰخرۃ ومن المقربین تو آپکے تصور کو کس قدر قیمت
میں جانتے ہیں - انپر ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ سارا قرآن تو
حضور علیہ السلام کی تعریف سے پُر ہے اور آپکی تعریف بیان کرتا
ہے یا آپکا قرب الٰہی اور محبت الٰہی ظاہر کرتا ہے چنانچہ ارشاد
ہے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو
جو رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے وہی خدا کی اطاعت کرتا ہے۔
آپ کہدیں کہ اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری تابعداری
کرو اور یہ بھی فرمایا کہ اے نبیؐ ہم نے آپکو اُمت کا نگران حال اور
مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور خدا کی طرف بلانیوالا اور روشن
چراغ بنا کر مبعوث کیا ہے یہ بھی فرمایا کہ تم رسول علیہ السلام کا
بلاوا اپنے باہمی ایک دوسرے کے بلاوے کی مانند نہ بناؤ۔
یہ بھی فرمایا کہ تم رسولؐ کی عزت و توقیر کرو - تو اب وہابی بیچارہ
کیا کرے اور کیسے آپکے تصور کو روک سکتا ہے - سخت افسوس ہے
کہ خدا تو تعریف کرے اور قوم آپکی یہ عزت کرتی ہے کہ نماز میں
آپکے تصور کو بھی ممنوع قرار دیتی ہے اور جانوروں کے
تصور سے بھی بدتر جانتی ہے - پھر اس قوم نے اپنا نام
کیا رکھا ہے؟ اہل حدیث! انا للہ وانا الیہ راجعون۔
جب حضور علیہ السلام کے خلف الرشید حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا وصال ہوا تھا تو مشرک کہتے تھے کہ آپ ابتر ہو گئے ہیں
تو خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ آپ ابتر نہیں بلکہ آپ کے
دشمن ابتر ہیں - ایک دفعہ آپ نے کوہ صفا پر تبلیغ
اسلام کے لئے قریش کو بلایا تھا - تو ابولہب نے اخیر وعظ
پر کہا تھا کہ کیا اسی کام کے لئے آپ نے ہمیں دعوت

Marfat.com

غضب الله عليه واجاب عن حبيبه
بقوله تبت يدا ابی لهب وتبّ
والمرجو من المنصفين ان يوازن قول
الوهابية ان تصورہ صلی الله عليه
وسلم فی الصلوٰة اسوء من تصور
البهيمة الفلانية بقول ابی لهب
تبًّا لك ديرتحم اشنعروا فضحه جعل
ابولهب جهنميا بقوله تبًّا لك
فكيف يكون حال من تفوه بمثل
ما قالوا لكن الوحی قد انقطع فمن
الذی يرد عليه قوله وقالوا لا يجوز
للمصلی ان يقول فی تشهده السلام
عليك ايها النبی ورحمة الله وبركاته
بل يقول السلام علی النبی الخ تحاميا
من لفظ الخطاب المشير الی حضور
روحه عليه الصلوٰة والسلام قلنا و
لئن سلم ذلك فكيف نصوره عند
قراءة السلام علی النبی ورحمة الله
وبركاته انصوره بالتبجيل والتوقير
ام بالاهانة والتحقير معاذا بالله
ان صورناه بالتوقير بطلت قاعدتهم
المقررة فی اول المسئلة وان
صورناه بالتحقير معاذا
بالله هدمنا بناء الاسلام

دی تھی. خدا کرے تم جلد تباہ ہوجاؤ. اسپر خدا ناراض ہوا اور اپنے حبیب کیطرف سے جواب دیا کہ ابولہب کے دونو ہاتھ تباہ ہونگے اور وہ خود بھی تباہ ہوگا. اب انصاف پسند طبائع سے مجھے امید ہے کہ وہ خود قول وہابیہ اور قول ابولہب کا باہمی موازنہ کریں گے (قول وہابیہ یہ ہے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور خلاں بدترین جانور کے تصور سے بھی زیادہ بُرا ہے اور ابولہب کا قول یہ ہے کہ اے نبی تو تباہ ہوجائے اور تباہیں گے کہ کس کا قول زیادہ بُرا اور بدنام کرنیوالا ہے اور کس کا نہیں؟ ابولہب کو تو یہ سزا مل چکی کہ تبًّا لك کہکر جہنمی ہوگیا. مگر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے ایسے گندے لفظ کہے ہیں. افسوس وحی بند ہوچکی ہے ورنہ ابھی فیصلہ ہوجاتا. اب انکا منہ کون توڑ سکتا ہے؟ یہ لوگ یوں بھی کہتے ہیں کہ نمازی کو تشہد میں یوں کہنا جائز نہیں کہ لیعنی آپ پر سلام ہو اور آپ پر خدا کی رحمت اور برکت نازل ہو بلکہ یوں غائب سمجھکر کہے کہ ہمارے نبی پر سلام ہو. تاکہ حاضری اور خطاب کے لفظ سے بچ جائے. کیونکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپکی روح مبارک حاضر ہوجاتی ہے. ہم کہتے ہیں کہ جب غائب کا لفظ اختیار کرلے سے آپکی حاضری نہ ہوگی تو بتاؤ کہ جب نمازی السلام علی النبی کہے گا اور غائبانہ لفظ سے آپ پر سلام و درود بھیجیگا تو آپکا تصور پھر آئیگا؟ تعظیم و توقیر کی صورت میں یا معاذ اللہ اہانت و تحقیر کی شکل میں پس اگر وہ تصور عزت و توقیر کے ساتھ ہوگا تو وہابیوں کا اصول ٹوٹ جائیگا کہ جو شروع مسئلہ میں مقرر کیا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام کا تصور مفسد صلوٰۃ ہے اور گدھے کے تصور سے نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر معاذ اللہ

Marfat.com

غضب الله علیه واجاب عن حبیبه بقوله تبت یدا ابی لهب وتبّ والمرجو من المنصفین توازن قول الوهابیة ان تصوره صلی الله علیه وسلم فی الصلوٰة اسوء من تصور البهیمة الفلانیة بقول ابی لهب تبًّا لك دیرتجر اشنعروا فضحه جعل ابولهب جهنمیا بقوله تبّا لك فکیف یکون حال من تفوه بمثل ما قالوا لکن الوحی قد انقطع فمن الذی یرد علیه قوله وقالوا لا یجوز للمصلی ان یقول فی تشهده السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته بل یقول السلام علی النبی تحاشیا من لفظ الخطاب المشیر الی حضور روحه علیه الصلوٰة والسلام قلنا و لئن سلم ذلك فکیف نصوره عند قراءة السلام علی النبی ورحمة الله وبرکاته انصوره بالتبجیل والتوقیر ام بالاهانة والتحقیر عیاذا بالله ان صورناه بالتوقیر بطلت قاعدتهم المقررة فی اول المسئلة وان صورناه بالتحقیر عیاذا بالله هدمنا بناء الاسلام

دی تھی۔ خدا کرے تم جلد تباہ ہو جاؤ۔ اسپر خدا ناراض ہوا اور اپنے حبیب کیطرف سے جواب دیا کہ ابو لہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہونگے اور وہ خود بھی تباہ ہوگا۔ اب انصاف پسند طبائع سے مجھے امید ہے کہ وہ خود قولِ وہابیہ اور قولِ ابو لہب کا باہمی موازنہ کریں گے (قولِ وہابیہ یہ ہے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور فلاں بدترین جانور کے تصور سے بھی زیادہ بُرا ہے اور ابولہب کا قول یہ ہے کہ اے نبی تو تباہ ہو جائے اور تباہ ہو جائیگا) کہ کس کا قول زیادہ بُرا اور بدنام کرنیوالا ہے اور کس کا نہیں؟ ابولہب کو تو یہ سزا مل چکی کہ تبّالک کہکر جہنمی ہوگیا۔ مگر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے ایسے گندے لفظ کہے ہیں۔ افسوس وحی بند ہو چکی ہے ورنہ ابھی فیصلہ ہو جاتا۔ اب انکا منہ کون توڑ سکتا ہے؟ یہ لوگ یوں بھی کہتے ہیں کہ نمازی کو تشہد میں یوں کہنا جائز نہیں کہ اے نبی آپ پر سلام ہو اور آپ پر خدا کی رحمت اور برکت نازل ہو بلکہ یوں غائب سمجھکر کہے کہ ہمارے نبی پر سلام ہو۔ تاکہ حاضری اور خطاب کے لفظ سے بچ جائے۔ کیونکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپکی روح مبارک حاضر ہو جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب غائب کا لفظ اختیار کرنے سے آپکی حاضری نہ ہوگی تو بتاؤ کہ جب نمازی السلام علی النبی کہے گا اور غائبانہ لفظ سے آپ پر سلام و درود بھیجیگا تو آپکا تصور بھی آئیگا؟ تعظیم و توقیر کی صورت میں یا معاذ اللہ اہانت و تحقیر کی شکل میں۔ پس اگر وہ تصور عزت و توقیر کے ساتھ ہوگا تو وہابیوں کا اصول ٹوٹ جائیگا کہ جو شروع مسئلہ میں مقرر کیا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام کا تصور مفسد صلوٰۃ ہے اور گدھے کے تصور سے نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر معاذ اللہ

Marfat.com

ارشدونا الى اهون البليتين۔ انتہٰی۔
ومن تلك المسائل مسئلة لفظ السيد
قبل اسم النبي صلى الله عليه وسلم قالوا
هذا بدعة وما كان مصطلحا فى زمن
خير القرون اقول الاصطلاحات تتغير
بتغير الزمان وهل كانت لفظة مولنا
وشيخنا وحضرتنا وامثال ذلك مصطلحة
فى زمن خير القرون وفى هذا الزمان
يستنكف كل من ادنى العلماء يخاطب
بمجرد اسمه ويحسبه هتكا لحرمته فالنبي
صلى الله عليه وسلم احق بالحرمة والتعظيم
من سائر الناس اما قال الله تعالى فى
حق سيدنا يحيى عليه السلام وسيدا و
حصورا ونبيا من الصالحين وقال
النبي صلى الله عليه وسلم انا سيد ولد
آدم فلفظ السيد مرادف فى المعنى للفظ
المولى بل المولى اعلى منه لانه
يطلق على الله تعالى قال الله تعالى
ذلك بان الله مولى الذين آمنوا
وقوله تعالى نعم المولى ونعم
النصير۔ ومن تلك المسائل مسئلة
اشتراك غير الله تعالى معه فى الفعل
كما يقال للمعطى هذا من فضل الله
وفضلكم او اعطانى الله ورسوله

تحقیر کے ساتھ اسے تصور کریں تو اسلام کی بنیاد ہی کو اکھاڑ دیگی
خدا تعالیٰ مناسب راستہ کی ہمیں ہدایت کرے (انتہیٰ) اور
ان مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ آیا نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے نام سے پہلے سیدنا کا لفظ بڑھانا جائز ہے
یا نہیں؟ مخالفین کہتے ہیں کہ یہ زیادتی بدعت ہے خیر القرون
کے وقت نہ تھی مگر میں کہتا ہوں کہ زمانہ تبدیلی سے محاورات
بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ تم خود بتاؤ کہ کیا مولانا اور شیخنا
حضرتنا وغیرہ کے لفظ خیر القرون میں مستعمل تھے؟ حالانکہ
موجودہ وقت میں جس ذی علم کو صرف نام سے پکارا جائے اور
کوئی تعظیمی لفظ نہ بڑھایا جائے تو آنجناب کر چڑھ لیتے ہیں اور
اسے اپنی ہتک عزت جانتے ہیں۔ بس اس سے ثابت ہوا
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھکر عزت و توقیر کے حقدار
ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں یوں نہیں
فرمایا کہ آپ سید پاکدامن تھے اور نبی صالح تھے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بنی آدم کا سید ہوں
اور سید کا لفظ مولیٰ کے معنے میں ہے بلکہ مولیٰ کا لفظ سید
سے بھی اعلیٰ ہے کیونکہ سید کا لفظ خدا پر استعمال نہیں ہوتا اور
مولیٰ کا لفظ خدا پر بھی استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ
اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مالک و مولیٰ ہیں جو ایمان لائے ہیں
اور یہ بھی ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ بہترین مالک و بہترین
مددگار ہیں۔ ان مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ آیا فعل
خداوندی میں غیر اللہ کو شریک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً
کسی داتے کو یوں کہنا کہ یہ اللہ کی اور تمہاری مہربانی
ہے۔ یا یوں کہنا کہ یہ چیز مجھے خدا اور خدا کے رسول نے دی ہے

Marfat.com

ففيه الحقيقة والمجاز اى اعطانى الله حقيقة واعطيتنى ظاهرا وكانت الصحابة رضى الله عنهم حين يلقى النبى صلى الله عليه وسلم عليهم سؤالا يقولون الله ورسوله اعلم فكانوا يشتركون النبى صلى الله عليه وسلم فى الاعلمية مع الله تعالى ولا ينكر عليهم احد وقال الله تعالى براءة من الله ورسوله وقال تعالى فالله ورسوله احق ان يرضوه ومن يطع الله ورسوله وقال تعالى وما نقموا منهم الا ان اغناهم الله ورسوله من فضله الى غير ذلك من الايات لكن الاحتراز عن امثال هذه الكلمات احسن لعدم تمييز العوام بين الحقيقة والمجاز ومن تلك المسائل مسئلة امكان الكذب على الله تعالى قالوا خلف الوعيد جائز وسموه امكان الكذب قلنا لا يجوز نسبة الكذب الى الله تعالى وخلف الوعيد مكرمة ولا يسمى كذبا لان الكذب دناءة قبيحة يستنكف منها

تو جواب یوں ہے کہ ایسے محاورہ میں مجازی طریق استعمال ہوتا ہے اور حقیقی بھی۔ تو فقرہ مذکورہ کا یہ معنی ہوا کہ اصلی طور پر تو خدا نے دیا ہے مگر بظاہر تم نے دیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سوال پوچھتے تھے اور صحابی جواب دینا گستاخی سمجھتے تھے تو یوں کہتے تھے کہ اس کا جواب خدا اور خدا کا رسول بہتر جانتا ہے اور اپنے اس جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے علم میں شریک کر دیتے تھے اور اس جوابی فقرہ کو کسی نے برا نہیں منایا۔ دیکھئے ارشاد ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی مشرکین سے بیزاری ہے یہ بھی فرمایا کہ انکو یہ مناسب تھا کہ خدا اور خدا کے رسول کو راضی کرتے اور یہ بھی فرمایا کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ بڑی کامیابی پائیگا یہ بھی ارشاد ہے کہ مخالفین کیا یہی برا مناتے ہیں کہ اللہ نے اور اللہ کے رسول نے اہل مدینہ اور مہاجرین کو غنی کر دیا ہے اس قسم کی آیات اور بھی بہت ہیں مگر خلاصہ جواب یہ ہے کہ ایسے اشتراکی لفظوں سے عوام کو بچنا چاہیئے کیونکہ وہ حقیقت و مجاز میں امتیاز نہیں کرتے۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ معاذ اللہ کیا خدا جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں؟ مخالف کہتے ہیں کہ خدا اپنی وعید میں جھوٹ بول سکتا ہے اور اس مسئلہ کا نام کمبختوں نے امکان کذب رکھا ہوا ہے ہم جواب دیتے ہیں کہ ذات خداوندی کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنا ہی ناجائز ہے اور وعدہ وعید کے سزا نہ دینا اسے وعدہ خلافی نہیں کہتے

Marfat.com

العباد فكيف برب العباد و مغفرة المعاصي يوم القيمة عفو و مكرمة لا يسمى كذبا قال الله تعالى بل كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه و قال تعالى و يقولون على الله الكذب وهم يعلمون فالخصلة الردية التي ذكرها الله تعالى من عادات الكفار كيف يجوز لمسلمان ينسبها الى الله تعالى فالحاكمان او علما هل الجرائم بالحبس والقتل مثلا فنظر عليهم ثم عفى عنهم بشفاعة احد من خواصه او بلطف منه و اطلقهم هل يسمى ذلك الحاكم كاذبا كلا بل عفوه لهم احسان و مكرمة فمن سمى فضل الله تعالى و رحمته على عباده المجرمين كذبا فقد كذب على الله تعالى و من اظلم ممن كذب على الله او كذب بآياته انه لا يفلح المجرمون

بلکہ وہ اصل اختیاری کی تبدیلی ہے اور اس خود اختیاری تبدیلی کو کوئی جھوٹ نہیں کہتا۔ کیونکہ جھوٹ ایک لعنت ہے جس سے انسان بھی نفرت کرتے ہیں تو بھلا خدا تعالیٰ اس سے نفرت کیوں کریگے؟ پس قیامت کے دن عذاب کی بجائے مغفرت کا استعمال کرنا خدا کا رحم اور مہربانی ہوگی۔ اسے کذب نہیں کہا جائے گا۔ ارشاد ہے کہ کافر کلام قرآن کی تکذیب کرتے ہیں جسے وہ خود پورے طور پر نہیں سمجھ سکے۔ پھر ارشاد ہے کہ وہ جانتے ہیں اور جان بوجھ کر خدا پر افترا کرتے ہیں۔ ان آیات میں جھوٹ کی لعنت کو خدا تعالیٰ نے کفار کے حق میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ انکی عادت ہے پس مسلمان کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ اس لعنت کو اپنے خدا سے نسبت دے تجربہ شاہد ہے کہ جرائم پیشہ گرفتاروں کو حاکم حبس دوام یا قتل کی سزا دیتے ہیں مگر کسی خاص مقرب کی سفارش سے یا اپنی خاص مہربانی سے یا رحم کی درخواست پر انکو معافی بھی دیدیتے ہیں اور رہا کر دیتے ہیں تو کیا اس صورت میں ان حکام کو وعدہ خلاف یا جھوٹا کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس معافی کا نام ذاتی اختیار کا استعمال ہے اور احسان اور کمال مہربانی ہے پس حاصل یہ ہے کہ جو شخص اس رحیمانہ سلوک خداوندی کو جو وہ اپنے مجرم بندوں کے حق میں استعمال کریگا کذب کا عنوان دیتا ہے۔ وہ خود خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ تم خود ہی بتاؤ کہ اس شخص سے بڑھکر اور کون زیادہ ظالم ہو سکتا ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اسکی آیات کی تکذیب کرے۔ اصل بات یہ ہے کہ ظالموں کی نجات نہ ہوگی

Marfat.com

قالوا الیس اللہ علی کل شیئ قدیر
قلنا بلی ولکن قدرۃ اللہ تعالی لا
تتوجہ الی المحالات کشریک الباری
وغیرہ من المحالات فکف اللسان عن
امثال ہذہ الکلمات واجب علی العباد
ومن تلک المسائل مسئلۃ الاستمداد
من ارواح الصلحاء قالوا لا یجوز
الاستمداد الا عن اللہ تعالی ومن
استمد عن غیر اللہ تعالی فقد اشرک
باللہ تعالی قلت الکلام فی ہذہ المسئلۃ
من وجہین جواز نفس الاستمداد و
عدمہ والنفع من الاستمداد وعدمہ
فنفس الاستمداد یعنی طلب المعونۃ
شائع ذائع عندھم من الاحیاء فی
مقاصدھم الدنیویۃ من تعمیر المدارس
وتبلیغ المذاہب واجراء الجرائد فان
کان نفس الاستمداد شرکا فقد اشرکوا
باللہ تعالی فلا فرق بیننا وبینہم
فی نفس الاستمداد غیر انہم
یستمدون من الاشباح الفانیۃ و
نحن نستمد من الارواح الطیبۃ الباقیۃ
واما النفع من الاستمداد فبارادۃ
اللہ تعالی ان اراد نفعنا الارواح الطیبۃ
ونفعہم الاشباح الفانیۃ وان لم یردہ ما نفعنا

مخالف اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کیا خدا ہر شے پر قادر نہیں تو جھوٹ پر کیوں قادر ہوگا (جواب) بیشک صحیح ہے لیکن قدرت الہیہ ممکن اور نامناسب امور کیطرف متوجہ نہیں ہوا کرتی۔ چنانچہ خدا اپنا شریک پیدا نہیں کرتا۔

اور اسی طرح کے اور نا واجب کام نہیں کرتا۔ بس ایسے بکواسات سے انسان کا فرض ہے کہ اپنی زبان کو روک رکھے۔ ان مسائل میں سے استمداد کا مسئلہ بھی ہے جو صلحاء کی روحوں سے کی جاتی ہے۔ مخالف کہتے ہیں کہ ناجائز ہے اللہ کے سوا اور جو اللہ کے سوا کسی اور سے استمداد کرتا ہے وہ خدا سے شرک کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ اسپر دو طریق سے بحث ہے اول صرف استمداد اور عدم استمداد پر دوم استمداد سے نفع یا عدم نفع پر بس نفس استمداد یعنی کسی سے امداد طلب کرنا۔ تو وہ زندوں سے عام طور پر حاصل کیجاتی ہے اور کثیر الاستعمال اور مشہور ہے چنانچہ مخالف بھی دنیاوی امور میں (مثلاً تعمیر مدارس، تبلیغ مذہب یا دینیہ اور اجرائے اخبارات) میں انکے ہاں بھی پائی جاتی ہے تو اگر صرف استمداد ہر طرح سے شرک ہے تو مخالف خود شرک کر رہے ہیں اور نفس استمداد میں ہمارے اور انکے درمیان کوئی فرق نہیں مگر یہ فرق ضرور ہے کہ وہ فانی جسموں سے استمداد کرتے ہیں اور ہم پاک اور غیر فانی ارواح سے استمداد کرتے ہیں۔ ما بعد ہا استمداد سے نفع تو اللہ تعالی کا ارادہ اگر چاہے تو ہم کو ارواح طیبہ نفع دیتے ہیں اور ان کو فانی جسم نفع دیتے ہیں اگر وہ نہ چاہے

Marfat.com

وما نفعهم وان قالوا نحن نستمد
من ابدان الاحياء وانتم تستمدون
من ارواح الاموات نقول انتم
كذلك تستمدون من الارواح
لان المعطی والمانع هو الروح فی
جسد کان او خارجا من الجسد
انتهی۔ ومن تلك المسائل مسئلۃ
تسمیۃ بعض الناس اولادهم
منسوبین الی الانبیاء والصلحاء
فهم یحکمون بالشرك علی من سمی ولدہ
نبی بخش اور رسول بخش او غلام محمد
او غلام الصدیق واشباہ ذلك
قالوا معطی الاولاد هو اللہ تعالی
لایجوز لاحد ان یضاف اسم ولدہ
الی غیرہ تعالی والغلام بمعنی العبد
وکلنا عباد اللہ لا یجوز اضافۃ العبد
الی غیرہ تعالی قلنا سلمنا ان المعطی
والمانع هو اللہ تعالی حقیقۃ لکن
اضافۃ العطاء الی غیرہ تعالی
جائز مجازا کما قال جبرئیل علیہ السلام
لمریم العذراء لاهب لك غلاما زکیا
وما قال لیهب اللہ تعالی لك غلاما زکیا فاذا
جاز ان یهب جبرئیل علیہ السلام غلاما فلم
لایجوز ان ینسب العطاء للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

تو نہ ہم کو ان سے نفع ہوتا ہے نہ انکو۔ اب اگر وہ یوں
کہیں کہ ہم تو زندوں کے بدن سے استمداد کرتے ہیں اور تم
مُردوں کی روحوں سے استمداد کرتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ
در اصل تم بھی ارواح سے ہی استمداد کرتے ہو۔ کیونکہ در
حقیقت دینے والا یا روکنے والا روح ہی ہے خواہ
وہ جسم سے خارج ہو یا اسمیں داخل ہو۔ انتہیٰ۔ ان
مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ کچھ لوگ اپنے بچوں کے
نام انبیاء علیہم السلام یا صلحائے اُمت کیطرف
منسوب کردیتے ہیں مگر مخالف اس شخص پر شرک کا
فتوےٰ لگا دیتے ہیں جو اپنے بچوں کا نام نبی بخش،
رسول بخش یا غلام محمد یا غلام صدیق یا اسی قسم کا
اور نام رکھے کیونکہ اولاد دینے والا خدا ہی ہے
اور یہ جائز نہ ہوگا کہ اپنے بچے کا نام غیر اللہ کیطرف منسوب
ہو اور غلام عبد کے معنے میں ہے اور ہم سب عباد
اللہ ہیں اور عبدیت کی نسبت غیر اللہ کیطرف جائز
نہیں ہم کہتے ہیں کہ مان لیا کہ معطی اور مانع درحقیقت
خدا ہی ہے مگر تاہم عطیہ کو غیر اللہ کیطرف منسوب کرنا
مجازی طور پر جائز ہوتا ہے کیونکہ حضرت جبرئیل نے
حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آکر یوں کہا تھا
کہ میں تمکو پارسا لڑکا بخشنے آیا ہوں اور یوں نہیں
کہا تھا کہ اسلئے آیا ہوں کہ خدا تمکو لڑکا بخشیگا جو
پارسا ہوگا۔ تو جب جبرئیل علیہ السلام لڑکا دیسکتے
ہیں تو کیوں حضور علیہ السلام کیطرف یہ عطیہ منسوب
کرنا مجازی طور پر جائز نہ ہوگا۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے

Marfat.com

مجازا فان قیل ذلک کان بامر اللہ تعالیٰ قلنا سلمنا انہ کان بامر اللہ تعالیٰ لکنہ فتح لنا باب الجواز وآما الغلام وان کان بمعنی العبد فی اصطلاح الفرس فای قباحۃ فی تشبیہہ الاولاد بعبید الصلحاء من الانبیاء والصحابۃ والصالحین اما کان لھم عبید اما کانوا ینسبون عبیدھم لانفسھم بقولھم عبدی و امتی اما قال اللہ تعالیٰ من عبادکم و امائکم فالعبید والناس جمیعا عباد اللہ حقیقۃ والعبید عبید لمالکیھم مجازا کما بیّنا کثرۃ استعمال المجاز فی القرآن فی اول الکتاب کذلک اولاد الناس عبید للہ حقیقۃ و عبید للصلحاء مجازا انتہیٰ۔ ولیکن ھذا اخر ما اردنا تحریرہ فی ھذا المقام اللھم انک تعلم انی ما اردت بھذا التحریر الا صیانۃ عقائد المسلمین عن الزیغ و الضلال فان کان صوابا فمنک ولک المنۃ

۱۴ محرم الحرام ۱۳۶۰ دوشنبہ

کہ قولِ جبرئیلؑ تو امرالٰہی تھا اور تم کو کس نے حکم دیا ہے تو جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک قولِ جبرئیلؑ امرِالٰہی تھا۔ مگر اس نے ہمارے واسطے جواز کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اب رہا لفظ غلام تو اگرچہ وہ فارسی محاورہ میں عبد کے معنے میں ہے۔ تاہم اپنے بچوں کو صلحاء کے غلاموں کے ساتھ تشبیہ دینے میں کیا قباحت ہوگی اور صلحاء سے مراد نبی ہیں اور صحابہ اور اُمت محمدیہ کے نیک بندے۔ کیا انکے پاس خود اپنے غلام نہ ہوتے تھے یا انکو اپنی ذات سے منسوب کرتے تھے؟ اور یوں نہ کہتے تھے کہ اے میرے بندے اور اے میری لونڈی کیا خدا نے انکو اپنی طرف سے منسوب نہیں کیا کہ تم اپنے بندوں اور اپنی بندیوں کے نکاح کرا دیا کرو پس حقیقت میں تمام غلام اور تمام آزاد لوگ خدا کے بندے ہیں اور غلام اپنے آقاؤں کے مجازی طور پر بندے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اس کتاب کے آغاز میں قرآن مجید میں کثرت کیساتھ حقیقت و مجاز کا استعمال ذکر کر دیا ہوا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس لوگوں کے بچے حقیقت میں اللہ کے بندے ہیں اور صلحائے اُمت کے مجازی طور پر بندے ہیں۔ انتہیٰ۔ یہ ہماری تحریر کا آخری مقام ہے جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا۔ یا اللہ میں نے اس تحریر سے اور کوئی ارادہ نہیں کیا سوا اس کے کہ مسلمانوں کے عقائد کجروی اور گمراہی سے درست ہوں پس اگر یہ تحریر تیری طرف سے ہے تو میں تیرا احسان و فضل مانتا ہوں۔ تو اس سے اپنے

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

• ألة •

من كرامفور من ناحية نارنهر إركات .

ما يقول علماء الشريعة المتينــة فى أن أحدا من مقلدى الإمام الأعظم أبى حنيفة رحمه الله تعالى يعمل بالحديث الصحيح الغير المنسوخ ولا المتروك وذلك الحـديث معمول لأحـد مـن الأئمـة الأربعـة كحديث التأمين جهراً ورفع اليـدين قبل الركوع وبعـد الركوع وصلوة الوتر ثلث ركعات بقعدة واحدة وتسليم وأحد فهل يخرج هذا العامل من المذهب الحنفى أم يبقى حنفيا ، فإن قلتم يخرج فكيف نقل عن الإمام ابن الشحنة فى " رد المحتار " وهو كتاب لـه إعتبار عند الأحناف .

إذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث ويكون ذلك مذهبه ولايخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل به فقد صح عنه أنـه قال إذا صح الحديث فهو مذهبي وحكى ذلك ابن عبد البر عن أبى حنيفة وغيره من الأئمة .

وفى المكتوب السادس عشر مـن كتاب " مقامات مظهرى " ـسيد مظهر جان جانان الحنفى إن عمل بالحديث الثابت لم يخرج من

Marfat.com

مذهب الإمام " إذا صح الحديث فهو مذهبي " نص فى هذا الباب وإن لم يعمل بالحديث الثابت بعد عثوره عليه خالف قول الإمام " أتركوا قولى بخبر الرسول ﷺ " .

وفى نفس المكتوب " من يدعى إن العمل بالحديث يخرجه من مذهب الإمام فليقدم برهانا إن كان فى وسعه ، وقال الشاه ولى الله المحدث الدهلوى الحنفى فى كتاب "عقد الجيد" لاسبب لمخالفته حديث النبي ﷺ إلا لنفاق خفى أو حمق جلى .

فما جواب هذه الأقوال لهؤلاء الكبار وإن قلتم إنه لايخرج من مذهب الإمام فالتشنيع والطعن عليه اعتداء أم لا ؟ بينوا توجروا .

المستفتى : كاكا محمد عمر ، ١٣ رجب ١٣١٣هـ . (١)

☆ ☆ ☆

---

(١) الشيخ احمد رضا خان رحمه الله : الفضل الموهبي ، طبع مركزى مجلس رضا لاهور وقد عرب هذه الرسالة أخونا الفاضل الأستاذ افتخار احمد القادرى ، الأستاذ فى الأدب العربى بالجامعة الأشرفية بمبار كفور أعظم كره ، يو ـ بى الهند ، ونشكر الأستاذ على خدمته السنية وبارك الله فيها ونفعه بها فى الدارين ، ونقلنا هذه السطور من ترجمته الشريفة . مصنف :

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب

الحمد لله الذى أنزل الفرقان فيه تبيان لكل شئ تمييزا للطيب من الخبيث وأمر نبيه أن يبينه للناس بما أراه الله فقرن القرآن ببيان الحديث والصلاة والسلام على من بين القرآن وأقام المظان وأذن للمجتهدين بإعمال الأذهان فاستخرجوا الأحكام بالطلب الحثيث فلو لا الأئمة لم يفهم الكتاب ولولا الكتاب لم يعلم الخطاب فيالها من سلسلة تهدى وتغيث وعلى آله وصحابته ومجتهدى ملته وسائر أمته إلى يوم التوريث .

أقول وبالله التوفيق ، ههنا أمران ، الأول صحة الحديث على مصطلح الأثر والثانى صحة الحديث لعمل المجتهد وبينهما عموم وخصوص مطلقا بل من وجه وقد يكون الحديث ضعيفا فى الأسناد وائمة الأمة وأمناء الملة يعملون به نظرا إلى أن لذلك الحديث قرائن خارجة تعضده أو لأنه يطابق القواعد الشرعية فعملهم هذا يوجب صحة الحديث وتقويته .

فهنا قد تفرعت الصحة على العمل لا العمل على الصحة وقد قال الإمام الترمذى بعد أن روى الحديث من جمع بين الصلاتين من غير عذر فقد أتى بابا من أبواب الكبائر " .

Marfat.com

حنش هذا هو أبو على الرحبي وهو حنش بن قيس وهو ضعيف عند أهل الحديث ضعفه احمد وغيره والعمل على هذا عند أهل العلم

وقد حرر الإمام جلال الدين السيوطى فى كتابه " التعقبات على الموضوعات " أشار الإمام الترمذى بذلك إلى أن الحـــديث اعتضد بقول أهل العلم وقد صرح غير واحد بأن من دليل صحة الحديث قول أهل العلم به وإن لم يكن له إسناد يعتمد على مثله .

وقد نقل الإمام شمس الـدين السخاوى فى " فتح المغيث " عن الشيخ أبى الحسن القطان " هذا القسم لايحتج بـه كله بل يعمل به فى فضائل الأعمال ويتوقف عن العمل به فى الأحكام إلا إذ اكثرت طرقه أو عضده إتصال عمل أو موافقة شاهد صحيح أو ظاهر القرآن وقد قال الإمام المحقق على الإطلاق فى " فتح القدير" فى باب صفة الصلوة ليس معنى الضعيف الباطل فى نفس الأمر بل ما لم يثبت بالشروط المعتبرة عند أهـل الحديث مع تجويز كونه صحيحا فى نفس الأمر فيجوز أن تقترن قرينة تحقق ذلك وإن الراوى الضعيف أجاد فى هذا المتن المعين فيحكم به .

وربما يكون الحديث صحيحا ولا يعمل به الإمام المجتهد :

١ : إما لأن عنده هذا الحديث غير متواتر يوجب نسخ الكتاب .

٢ : أو حديث الآحاد يوجب الزيادة على الكتاب .

٣ : أو الحديث روى عن الآحاد فى موضع تكرر الوقوع وعموم البلوى أو فى كثرة المشاهدين وتوفردواعى الروايه .

Marfat.com

: أو يلزم تكرار النسخ فى العمل به .

: أو يكون الحديث الصحيح الآخر معا رضا لـه ويترجح عليه بوجه من وجوه الترجيح الكثيرة .

: أو ذلك الحديث مؤول أو معدول عن الظاهر لحكم الجمع والتوفيق والتطبيق بين الأدلة .

: أو الحديثان متساويان ولا يمكن الجمع المقبول بينهما ولا يعلم تاريخها ليتبين الناسخ من المنسوخ فبعد أن تساقطت الأدلة المتعارضه وجب الرجوع إلى موافقة الأصل .

: أو مضى عمل العلماء على خلافه .

: أو تعامل الأمة قد سوغ له مخالفة الحديث كمثل حديث المخابرة .

: أو خالف الراوى الصحابى الحديث المفسر .

: أو انتفت علة الحكم الأن كما فى سهم المؤلفة قلوبهم .

: أو كمثل حديث لاتمنعوا اماء الله مساجد الله ، وكان مبنى الحكم حال العصر أو عرف البلد فانتفى الآن وانقطع .

: أو العمل بـه داع إلى الضيق الشديد والحرج فى الدين كما فى حديث الشبهات .

: أو لفسادنا شئ هذا ألا وإن كما فى حديث التغريب لعام .

Marfat.com

١٥ : أو مثل حديث ضجعة الفجر وجلسة الاستراحة منشأه أمر م
أو موقت أو حاجة خاصة لا التشريع الدائمى مثل الجهر بآية
الظهر أحيانا أو جهر الفاروق بدعاء القنوت أو مثل الحدي
عليك السلام تحية الموتى إنما المقصود به الإخبار لا الحكم الشر
إلى غير ذلك من الوجوه التى يعرفها النبيه ولايبلغ حقيقة كن
إلا المجتهد الفقية فمجرد كون الحديث صحيحا على مصطلح الأ
لن يكفى صحة العمل للمجتهد، ولم يظهر مجتهد من السادة الصحا
الكرام إلى الأئمة المجتهدين المتأخرين رضى الله عنهم لم يجع
بعض الأحاديث الصحيحة مؤولا أو مرجوحا أو متروك العم
بوجه ما .

لم يعمل أمير المؤمنين عمر الفاروق الأعظم بحديث عمار رضي الله عنه
فى التيمم للجنب وقال إتق الله يا عمار كما فى صحيح مسلم وكذلك لم يعم
بحديث فاطمة بنت قيس فى عدم النفقة والسكنى للمبتوتة وقال لانترك
كتاب ربنا ولاسنة نبينا بقول امرأة لاندرى حفظت أم نسيت روا
مسلم أيضاً .

كذلك لم يعمل عبد الله بن مسعود رضي الله عنه بحديث التيمم السالف
ذكره وقال أبو موسى الأشعرى رضي الله عنه أو لم تر عمر لم يقنع بقول عمار
كما فى الصحيحين وكذلك لم تعمل أم المؤمنين عائشة الصديقة رضي الله عنها
بحديث فاطمة المذكور وقالت ما لفاطمة لاتتقى الله رواه البخارى .

وكذلك لم يعمل عبد الله بن عباس رضى الله عنهما بحديث
أبى هريرة رضي الله عنه " الوضوء مما مست النار " وقال انتوضأمن الدهن

Marfat.com

انتوضأمن الحميم رواه الترمذى .

وكذلك لم يعمل الأمير معاوية رضي الله عنه بحديث عبد الله بن عباس رضى الله عنهما أنه ﷺ لم يستلم هذين الركنين وقال ليس شئ من البيت مهجورا كما فى البخارى من رواية الحموى والمستملى .

وكذلك لم يعمل الجماهير من الأئمة الصحابة والتابعين من بعدهم بحديث الوضوء من لحوم الإبل وهو صحيح معروف من حديث البراء وجابر بن سمرة وغيرهما رضى الله عنهم .

وكان إمام دار الهجرة عالم المدينة سيدنا مالك بن أنس رضي الله عنه يقول " العمل أثبت من الأحاديث " وقال أتباعه " إنه لضعيف أن يقال فى مثل ذلك حدثنى فلان عن فلان " .

وكانت طائفة من الأئمة التابعين إذا بلغهم الأحاديث من غيرهم على خلافهم قالوا مانجهل هذا ولكن مضى العمل على غيره .

ويقول للإمام محمد بن أبى بكر بن جرير أخوه مراراً لما ذا ما حكمت بحديث كذا فيقول " لم أجد الناس عليه " . وكان أستاذ الأستاذ البخارى ومسلم إمام المحدثين عبد الرحمن بن مهدى يقول " السنة المتقدمة من سنة أهل المدينه خير من الحديث " نقل هذه الأقوال الخمسة الإمام أبو عبد الله محمد بن الحاج العبدرى المكى المالكى فى " مدخله " فى فصل فى النعوت المحدثة وفى فصل فى الصلاة على الميت فى المسجد ما ورد من أن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم صلى

Marfat.com

على سهيل بن بيضاء فى المسجد فلم يصحبه العمل والعمل عند مالك أقوى إلخ .

ونذير حسين الدهلوى نفسه يكتب فى كتابه " معيار الحق " أن ترك بعض الأئمة بعض الأحاديث فرع بحثهم لأنهم لم يعتبروا تلك الأحاديث أحاديث يعمل بها بدعوى النسخ أو بدعوى الضعف وأمثال ذلك .

فقد كشفت إضافة " أمثال ذلك " عن أن الأئمة أحيانا لايعتبرون بعض الأحاديث أحاديث يعمل بها بغير دعوى النسخ والضعف ولاشك أن الأمر كذلك ، وفى نفس الكتاب جعل المؤلف الحديث الجليل لصحيح البخارى " حتى ساوى الظل التلول " متروك العمل تقليدا محضاً لبعض الشافعية المقلدين بحيلة التأويلات الباردة الكاسدة الساقطة الفاسدة وقال معتذراً من الإثم إن هذه التأويلات الحقة إقترفتها جمعا بين الأدلة .

وسوى ذلك قد جعل كثيرا من الأحاديث الصحاح واهيات مردودة بالدعاوى الباطلة الذاهلة الزائلة بلاخوف ولاخطر تصويبا للمذهب وقد ذكرت تفصيل ذلك فى رسالتى " حاجز البحرين الواقى عن جمع الصلاتين " وهذه الرسالة فى مسئلة واحدة فقط وهناك قد أوضحت زلات نذير حسين الدهلوى التى تتعلق بها وهكذا فعل فى سائر المسائل .

Marfat.com

وبالجملة لاينكر عاقل موافقا كان أو مخالفا أن مجرد صحة الأثر لا يستلزم صحة العمل بل يستحيل استلزامها والا يلزم القول بالمتنافيين حين صحة المتعارضين وذلك محال عقلاً فلا جرم أن يكون المراد بصحة الحديث فى الأقوال المذكورة بالسؤال وأمثال ذلك صحة العمل وبالخبر هو الخبر الواجب العمل عند المجتهد .

ومن أجلى البديهيات أنه إن عثر المجتهد على حديث ولم يعمل به لأجل التأويل أو للوجوه الآخرى فذلك الحديث لايكون مذهبا له والا تعود نفس الاستحالة العقلية من أنه قد قال بضده تصريحا .

فقد ظهر ظهور ابهينا أن الادعاء بتلقى حديث على خلاف مذهب الإمام بزعم أن مذهب الإمام مطابق له لأجل أقوال الإمام المذكورة ينحصر فى أمرين :

الأول : ان يكون من المعلوم والمحقق أن هذا الحديث لم يكن بلغ الإمام والا فالمذهب بحال العثور مخالف لاموافق له ولذلك صرح العلامة الزرقانى فى شرح المؤطا الشريف قد علم أن كون الحديث مذهبه محله إذا علم أنه لم يطلع عليه إما إذا احتمل إطلاعه عليه وأنه حمله على محمل فلا يكون مذهبه .

الثانى : أن يكون لهذا القائل احاطة تامة باحكام الرجال والمتون وطرق الاحتجاج ووجوه الاستنباط وما يتعلق بها من اصول للمذهب .

ههنا تعتريه أربع مراحل شديدة الصعوبة كل منها أصعب من الآخرى .

Marfat.com

المرحلة الأولى : نقد الرجال بحيث أن يكون القائل عاثرا على مراتبهم من الثقة والصدق والحفظ والضبط وأقوال الأئمة فيهم ووجوه الطعن ومراتب التوثيق ومواضع تقديم الجرح والتعديل وحوامل الطعن ومناشى التوثيق ومواضع التحامل والتساهل والتحقيق ويكون متمكنا من استخراج مرتبـــة اتقان الراوى بنقد الروايات وضبط المخالفات والاوهـام والخطيئات ويكون حاذقا فى اساميهم والقابهم وكناهم وانسابهم والوجوه المختلفة لتعبير الرواة لاسيما أصحاب التدليس وتعيين المبهمات والمتفق والمتفرق والمختلف والمؤتلف ويكون مطلعا على مواليدهم ووفياتهـم وبلادهم ورحلاتهم ولقاء اتهم واساتذتهم وتلامـذتهم وطرق التحمل ووجوه الاداء والتدليس والتسوية والتغير والاختلاط والآخذين من قبل والآخذين من بعد والسامعين فى الحالين وغيرها من الأمور الضرورية كلها تكون منكشفة له فبعد ذلك كله يمكنه أن يقول فى سند الحديث فقط إنه صحيح أو حسن أو صالح أو ساقط أو باطل أو معضل أو مقطوع أو مرسل أو متصل .

المرحلة الثانية :

أن يمعن النظر التام فى الصحاح والسنن والمسانيــد والجوامع والمعاجم والأجزاء وغيرهـــا من كتب الأحاديث وطرقها المختلفـة والفاظها المتنوعة إلى أن يعثر على تواتر الحديث أو شهرته أو فرديته النسبية أو الغرابة المطلقة أو الشذوذ أو النكارة واختلاف الرفع والوقف والقطع والوصل والمزيد فى متصل الإسانيد واضطرابات السند والمتن وما إلى ذلك وأن يحصل له أيضاً رفع الابهام ودفع الاوهام وايضاح

Marfat.com

المعنى واظهار المشكل وابانة المجمل وتعيين المحتمل بجميع هذه الطرق واحاطة الألفاظ .

ولذلك كان الإمام أبو حاتم الرازى يقول لا نحصل على معرفة حديث حتى نكتبه بستين وجها ، وبعد ذلك إنما يمكنه أن يحكم بأن الحديث شاذ أو منكر أو معروف أو مرفوع أو موقوف أو فرد أو مشهور .

المرحلة الثالثة :

ثم ينظر فى العلل الخفية والغوامض الدقيقة وهذا لم يقدر عليه أحد منذقرون، فإن وجد الحديث منزها من العلل كلها بعد الاحاطة بوجوه الاعلال فإنما يحكم بصحة الحديث بمعنى مصطلح الأثر بعد أن يمر بهذه المراحل الثلاثة وحفاظ الحديث كلهم والنقاد الاجلة وغير الواصلين إلى ذروة الإجتهاد الشامخة لا يبلغون إلا إلى هذه المرحلة والذين يدعون الإجتهاد وكفاءة الأئمة الامجاد وهم يقلدون اثناء الجواب هذه المراحل اصحاب الصحاح أو مصنفى اسماء الرجال تقليدا جامدا يوقحون ولا يستحيون بل هذا التقليد شرك جلى على قولهم، فى أى آية أو حديث قيل إن البخارى والترمذى بل الإمام أحمد وابن المدينى ما يصححونه او ما يخرجونه من حديث يكون كذلك وأى نص جاء أن الذهبى والعسقلانى بل النسائى وابن عدى والدارقطنى بل يحيى بن معين وابن مهدى ما يقولونه فذلك هو الحق المبين .

Marfat.com

ولما لم يتقرر تقليد الا كابر الذين هم ارفع واعلى وأعلم وأعظم بدرجات من هؤلاء وأمثالهم الذين كان ينبغى لهم أن يقلدوهم ويتبعونهم فى معرفة الإحكام الالهية الذين يعترف هؤلاء أيضاً بدرجات امامتهم السامية فالتقليد المحض للرجال (امثال البخارى والترمذى وغيرها) الذين هم اقل رتبة ومكانة بكثير من هؤلاء الإكابر (أمثال الأئمة الأربعة) فى أقل من هذا كالجرح والتعديل وغيرهما من الامور المذكورة التى فيها اتساع لتقديم الرأى لا يجوز قطعاً وإن استدللتم فاستدلوا برأيكم ولا تسموا فى هذا فلانا وفلانا فستنجلى الحقيقية .

ما ذا اخاضك يا مغرور فى الخطر
حتى هلكت فليت النمل لم تطر

يجب على الإخوان العادلين أن ينظروا إلى صعوبات هذه المراحل التى أوخذ فيها المحدث الجليل الشان أبو عبد الله الحاكم بمواخذات عظيمة شديدة وعزى مثل الإمام ابن حبان الناقد البصير إلى التساهل وأكبر منهما الإمام أبو عيسى الترمذى قد تقرر متساهلا فى التصحيح والتحسين والجبل الرفيع الإمام مسلم قد اعترف بعبقرية البخارى وأبى زرعة كما أوضحنا فى رسالتنا " مدارج طبقات الحديث " .

ثم المراحلة الرابعة :

وهى العلو فى الفلك الرابع الذى لا يبلغ إليه أحد إلا بعد أن يكون شمسا منيرة بنور الإجتهاد ومن ذا الذى بلغ فى المراحل الثلثة

Marfat.com

مبلغ إمام ائمة المحدثين محمد بن اسمعيل البخارى ولكنه حينما دخل فى موضع الإحكام والنقض والإبرام فاتى بالعجائب من ارادان يلاحظها فليجب عليه النظر فى صحيح البخارى وعمدة القارى للعلامة العينى نظرة العدل مثلاً قصة (!) حليب الشاة شهير جداً .

ورواية اشتغال الإمام عيسى بن ابان بالحديث ثم الاخطاء فى مسئلة مرتين وكونه ملازمالتلامذة الإمام الا عظم أبى حنيفة ما ثور ومعلوم ، لذلك يقول الإمام الاجل سفيان بن عيينة شيخ الإمام الشافعى والإمام أحمد وأستاذ الأستاذ للإمام البخارى والإمام مسلم ومن الأئمة المحدثين الاجلة ومن الفقهاء المجتهدين ومن تبع التابعين " الأحاديث مضلة إلا للفقهاء .

ويقول العلامة ابن الحاج المكى فى " المدخل " يريدا لإمام سفيان بن عيينة إن غيرهم قد يحل الشئ على ظاهره وله تاويل من حديث غيره أو دليل يخفى عليه أو متروك أوجب تركه غير شيئ مما لا يقوم به إلا من تبحر وتفقه .

ويقول سيدنا ونبينا محمد رسول الله ﷺ " نضر الله عبد اسمع مقالتى وفحفظها وعاها واداها فرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه إلى من هوا فقه منه " أخرجه الإمام ١- الشافعى ٢- والإمام أحمد ٣- والدارمى ٤- وأبو داود ٥- والترمذى وصححه ٦- وابن

(!) وهى إذا شرب رضيعان حليب شاة يصيران اخوين رضيعين وهذا من العجائب (المعرب) .

Marfat.com

ماجة ٧- والضياء فى المختارة ٨- والبيهقى فى المدخل عن زيد بن ثابت ٩- والدارمى عن جبير بن مطعم ونحوه ١٠- أحمد ١١- والترمذى ١٢- ابن حبان بسند صحيح عن ابن مسعود ١٣- والدارمى عن أبى الدرداء رضى الله عنهم أجمعين ولو كان العلم بالحديث يكفى فهم الحكم فما المراد بقول النبى ﷺ المذكور من قبل ؟

يقول الامام ابن حجر المكى الشافعى فى كتابه الخيرات الحسان (١) إن أحداً سأل امام المحدثين سليمان الأعمش التابعى الجليل الشان من الأئمة الاجلة التابعين ومن تلامذة سيدنا أنس رضي الله عنه عن مسائل وكان امامنا الاعظم سيدنا أبو حنيفة رضي الله عنه حاضرا فى المجلس فوجه الإمام الأعمش تلك المسائل إلى امامنا فاجاب الإمام على الفور فقال الإمام الأعمش من اين اتيت بهذه الاجوبة فقال من الإحاديث التى قد سمعتها منك وروى تلك الإحاديث بالإسناد فقال الأعمش حسبك ما حدثتك به فى مائة يوم تحدثنى به فى ساعة واحدة ما علمت إنك تعمل بهذه الإحاديث يا معشر الفقهاء أنتم الاطباء ونحن الصيادلة وأنت أيها الرجل أخذت بكلا الطرفين والحمد لله رب العلمين ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم .

---

(١) قد نقلت هذا الكتاب النادر فى مناقب أبى حنيفة إلى الاردويه ، وقد طبع مع الأصل فى مدينه پبلشگ كمپنى كراتشى - شجاعت على .

Marfat.com

بعد ذلك الرابعة المراجعة :

وما أدراك ما المرحلة الرابعة هى اعوص المنازل وأصعب المراحل لا يسير إليها إلا أقل القلائل فمن يعرف قدرها واهميتها ، بيت :

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش
که نظم مملکت خویش خسروان دانند

(تعريب البيت) أنت الصعلوك ذوالمتربة أيها الحافظ فلا تعول ولا تطمع فإن الملوك هم يعلمون نظم مملكتهم واسرار سلطانهم .

فالواجب على السائران يكون لـه العثور التام والنظر العميق والذهن المتوقد والبصيرة الناقدة والبصر المنيع والاطلاع العام على جميع لغات العرب وفنون الأدب ووجوه الخطاب وطرق التفاهم وأنواع النظم واقسام المعانى وإدراك العلل وتنقيح المناط واستخراج الجامع ومعرفة المانع وموارد التعدية ومواضع القصر ودلائل حكم الآيات والأحاديث واقاويل الصحابة وائمة الفقه من القدماء والجدد ومواقع التعارض واسباب الترجيح ومناهج التوفيق ومدارج الدليل ومسالك التخصيص ومناسك التقييد ومشارع القيود وشوارع المقصود وغير ذلك .

وقد حرر الإمام شيخ الإسلام زكريا الأنصارى ـ قدس سره ـ البارى شيئاً من اجمال ذلك ، " إياكم أن تبادروا إلى الإنكار على قول مجتهد أو تخطئته إلا بعد احاطتكم بادلة الشريعة كلها ومعرفتكم بجميع

Marfat.com

لغات العرب التى احتوت عليها الشريعة كلها ومعرفتكم بمعانيها وطرقها ثم قال متصلا " وأنى لكم بذلك " نقله الإمام العارف بالله عبد الوهاب الشعرانى فى الميزان .

ورد المحتار الذى نقل المستفتى عبارته فى المسألة فى نفس ذلك الكتاب قد اوضح معنى العبارة متصلابتلك العبارة ولكن المستفتى لم بنقله يقول ولا يخفى إن ذلك لمن كان اهلا للنظر فى النصوص ومعرفة محكمها من منسوخها فإذا نظر أهل المذهب فى الدليل وعملوا به صح نسبته إلى المذاهب" .

ومما لاريب فيه أن الشخص الذى جاب هذه المراحل الأربعة هو مجتهد فى المذهب كالامام أبى يوسف والإمام محمد رضى الله عنهما فى المذهب المهذب الحنفى ولاشك أن لا مثال هؤلاء الأئمة مبرر الذلك الحكم ولتلك الدعوى ومع ذلك أنهم لم يخرجوا من تقليد الإمام فانهم خالفوا صورة ولكنهم عملوا معنى بالأذن الكلى للإمام ثم إنهم وإن يكونوا ما ذونين بالعمل لا يمكنهم أن يدعوا بالجزم أن مفاد هذا الحديث على رغم مذهب الإمام غاية الأمر الظن فقط يمكن أنه إن كانت مداركهم قصرت عن مدارك الإمام العالية لو عرضوه على الإمام لعله لم يقبله فالتيقن التام على كون مذهب الإمام ليس هناك أيضاً فاجل الأئمة المجتهدين فى المذاهب قاضى الشرق والغرب سيدنا الامام أبو يوسف رحمه الله تعالى الذى قد اعترف الموافقون والمخالفون بمدارجه الرفيعة فى الحديث قال فيه الإمام المزنى تلميذ الامام الشافعى الجليل " هو اتبع القوم للحديث " وقال الإمام أحمد بن حنبل " منصف فى

Marfat.com

الحديث وقال الإمــام يحيى بن معين وهو متشدد كبير " ليس فى أصحاب الرأى أكثر حديثــا ولا أثبت من أبى يوسف وقـال أيضاً صاحب الحديث وصاحب السنة وحرار ابن عدى فى كامل ليس فى أصحاب الرأى أكثر حديثا منــه وقد عده الإمام أبو عبد الله الذهبى الشافعى من حفاظ الحـديث وذكر فى كتاب تذكرة الحفـاظ بعنوان الإمام العلامة فقيه العراقيين فهذا الإمام أبو يوسف مع جلالة شانه يقول فى الإمام سيدنا الإمام الأعظـم ﷺ ما خالفتــة فى شيئ قط تدبرته الا رأيت منهبه الذى ذهب إليه انجى فى الآخرة وكنت ربمـا ملت إلى الحـديث فـكان هو ابصر بالحديث الصحيح منى وقال أيضاً إذا كان الإمام يجزم بقول كنت اردد إلى الأئمة المحدثين فى الكوفـة لكى أرى أن اجد حديثا أو أثرا فى تائيد قوله فكثيرا ما قدمت أمام الإمام بحديثين أو بثلثة أحاديث فيقول فى البعض ليس بصحيح ويقول فى البعض ليس بمعروف فقلت وما أدراك هذا وأنها موافقــة لقولك فيقول إنى عــالم بعلم أهل الكوفة ذكر كله الإمــام ابن حجر فى الخيرات الحسان .

ملخص الكلام أن غير البالغين إلى قمة الاجتهاد ليسوا اهلاً لهذا وليسوا مرادين هنا أصلاً فضلاً عن المــدعيين الناشئين الجهال عـديم الاناءة والوقار الذين لا يتمكنون من فهم كلامنا وكلامكم وينقدون اجتهاد أساطين الدين الالهى لو نظر السائل فى نفس كتاب رد المحتار أنـه صرح فى الإمام ابن الشحنة والعلامة محمد بن محمد البهنسى استاذ العلامة نور الدين على القارى الباقانى والعلامة عمر بن نجيم المصرى مؤلف

Marfat.com

النهر الفائق والعلامة محمد بن على الدمشقى الحصكفى مؤلف الدر المختار الكبار أنهم ليسوا باهل لترجيح بعض روايات المذهب فضلا عن مخالفة المذهب ونقل فى كتاب الشهادة بباب القبول عن العلامة السائحانى " ابن الشحنة لم يكن من أهل الأختيار " وفى كتاب الزكوة فى باب صدقة الفطر " البهنسى ليس من أصحاب التصحيح " وفى كتاب النكاح بباب الحضانة " صاحب النهر ليس من أصحاب الترجيح " وفى كتاب الرهن عن بحث للعلامة الشارح الحصكفى لاحاجة إلى إثباته بالبحث والقياس الذى لسنا اهلا له وأن هؤلاء ليسوا فى شئ حتى إن الاكابر وأساطين المذهب الأعاظم الجليلين رفيعى الدرجات أمثال الإمام الكبير الخصاف والإمام الأجل أبو جعفر الطحاوى والإمام أبو الحسن الكرخى والإمام شمس الأئمة الحلوانى والإمام شمس الأئمة السرخسى والإمام فخر الإسلام على البزدوى والإمام فقيه النفس فخر الدين قاضى خان والإمام أبو بكر الرازى والإمام أبو الحسن القدورى والإمام برهان الدين الفرغانى مؤلف الهداية وغيرهم من الأعاظم الكرام ادخلهم الله تعالى فى دار السلام قد نقل التصريح فيهم عن رسالة العلامة ابن كمال باشا رحمه الله تعالى " إنهم لايقدرون على شئ من المخالفة لا فى الأصول ولافى الفروع .

العدل فانكم حاضرون أمام الله وما ثلون بين يديه فليس من المناسب التلسن والتحمس والالحاح لدقائق بل لابد لكل إنسان أن يطرق رأسه ويفكر وأن يختبر مؤهلاته تجاه هؤلاء الأئمة العظام فيرى أين السهامن مصابيح السماء وأين الثرى من الثريا إن لم يقص على دينه

Marfat.com

وعدل فى نفسه لم يجد أهلية التلمذ لادنى تلامذة تلامذتهم ، لله الفريسة التى تكون مفلتة من وثبة الآساد الضوارى يريد الثعالب والسراحيب التمكن منها (إن هذا لشئ عجاب) .

نعم لانذكر من جعلــه ابليس المريد مريدا لــه وعلمه إدعاء " أناخير منه " تجاه جميع ائمة الأمة أيها الأخ هل ترغب فى التمسك بالــدين أم الألحاح على القول فليس الاضطراب والسخطـة والتململ لدقائق مستنكرا ولكن لاحظوا آثار دعاوى الأهلية من غير المقلدين ورأسهم وزعيمهم وأعــلى القمم وأسمى الذرى واكبر المحــدثين والمتوحدين الإمام المنتخب والمتفرد مجتهد العصر علامة الدهر نذيز حسين الــدهلوى هداه الله إلى الصراط السوى لاحظوا مؤهلات نفس هــذا الأكبر وقد كشفت عن علمه بالحديث لحاجة سؤال السائلين فى هذا الشهر الجارى فى مسألة واحــدة وهى الجمع بين الصلاتين فاخرجت الطرائف التى لم ترهاعين الفلك المرم مع دورانه القديم وعمره الطويل من يريد البسط فليراجع كتابى المذكور " حاجز البحرين " .

أنا أجمل علم المجتهد الدهلوى وطرائفه وعجائبه فى مسألة واحدة :

١: هذا المجتهد (نذير حسين الدهلوى) لايميز الضعيف المحض من المتروك .

٢: ولايفرق بين التشيع والرفض .

٣: ولايفصل فلان يغرب وفلان غريب الحديث .

Marfat.com

٤ : ولايميز بين الغريب والمنكر .

٥ : ويحمل كلام " فلان يهم " على الوهمى (أى الذى قيل فيه أ
يهم فهو وهمى عنده) .

٦ : وكذا يحمل " له أوهام " على أنه وهمى .

٧ : والحديث المرسل مردود مخذول عنده ومدلس العنعنة جدير
بالأخذ والقبول .

٨ : يعتبر الوصل المتأخر تعليقا مثلاً عند ما يقول المحدث رواه مالك
عن نافع عن ابن عمر حدثنا بذلك فلان عن فلان عن مالك
يقرره هذا الدهلوى معلقا ويهضم قطعة حدثنا بذلك .

٩ : ويجعل الأحاديث الصحيحة مردودة منكرة وواهية بسلاطة
لسانه فقط .

١٠ : والحديث الضعيف الذى صرح الإمام البخارى وغيره بكونه
منكرا ومعلو لايجعله صحيحا ببحوثه الباطلة .

١١ : ويقصر الحديث الضعيف على ضعف الرواة ويعتقد العلل القوادح
معدومة حين ثقة الرواة .

١٢ : وله فى معرفة الرجال شرة التمييز إلى حد أنه لايميز بين الإمام
الأجل سليمان الأعمش العظيم القدر الجليل الفخر التابعى الشهير
وبين سليمان بن أرقم الضعيف .

Marfat.com

١٣: ويعتقد خالـــد بن الحارث الثقة الثبت خالـــد بن مخلد القطوانى ولايفرق بينهما .

١٤: ويقرر الوليد بن مسلم الثقة الشهير الوليد بن القاسم .

١٥: ويجهل مسألة تقوى بطرق جهلا مخصاً .

١٦: ويغفـل عن الفرق البـــديهى بين الراوى المجروح والمرجوح أصلاً .

١٧: الإمتياز بين المتابع والمدار صعب عليه ومتابعات الثقات الواضحة بأقرب الوجوه بين عينيـه ولكن الحديث سخيف بزعمـه لوقوع الضعف فى بعض الطرق .

١٨: وتتوفر الطرق الجليلـــة الموضحـة المعانى فى الكتب المشهورة المتداولـة حتى فى الصحيحين والسنن الأربعـة والوصول اليها يستحيل عليه فضلا عن قدرة الاعتناء بجميع الطرق من سائر الكتب واحاطة الألفاظ والفرق بين المبانى والمعانى من سائر الكتب بالبحث والتحقيق .

١٩: ولايقبل قول الأئمـة فى التصحيح والتضعيف إلا إذا كان ذلك القول منقولا ومـذكوراً فى تصانيفهم والا نقل الثقات يكون مردو أو مخذولاً .

٢٠: وقد يقدح الرواة الجليلين للبخارى ومسلم بلاوجه وجيه ودليل ملزم فيجعل بعضهم مردودا وخبيثا وبعضهم متروك الحـديث

Marfat.com

كالإمـام بشر بن أبى بكر التيسى ومحمـــد بن فضيل بن غزوان الكوفى وخالد بن مخلد أبى الهيثم البجلى وهذا تفوهه برجال البخارى ومسلم الخاصين البعيدين عن الجرح والقدح وأكبر من ذلك أن علمه بالحديث قد وضع قواعد سبعة فى الردوا لابطال للصحاح الستة فقال إن الراوى الذى قيل فيه "التقريب" صدوق رمى بالتشيع أو صدوق متشيع أو ثقـــة يغرب أو صدوق يخطئ أو صدوق يهم أو صدوق له أوهام فهؤلاء كلهم ضعاف ومردودا والرواية ومتركوا الحديث عنـد هـــذا الدهلوى ودعوا سائر الصحاح وانظروا فى الصحيحجن تجدوا كثيرا من أمثال هؤلاء رواة ليس عددهـم بواحد أو أثنين أو إلى عشرين فقط بل يبلغ عددهم إلى مائة أو أكثر ، هذه ست قواعد .

والسابعة السند الذى يقع فيه راوٍ غير منسوب مثلاً حدثنا خالد عن شعبـــة عن سليمان ويوجد راوٍ ضعيف آخر بـاسم ذلك الراوى فيحمله على الراوى الغير المنسوب بالنظر إلى قرب الطبقـة وروايات المخرج رجمـا بالغيب وجزما بالريب ويحكم بضعف الحديث وسقوط الرواية .

معشر المسلمين! أنظروا إلى القواعد السبعة لهذا المحدث واعرضوا عليها البخارى ومسلم وما يرد من الأحاديث بهـذه المحدثات المخترعة فاخرجوها إلى مستيقن وجازم بأنـــه لايبقى أكثر من نصف الكتابين أو ثلثها .

Marfat.com

لا يسمح الله أن يكون طالب متوسط من مقلـدى الأئمة متخبطا مثل ذلك ، هذه طرائفه فى مسألة واحدة فإلى أين تبلغ طرائف جميع كلامه فالعظمة لله هؤلاء القدماء الرءوس الذين تعتبرهم الجماعة انوفهم وتحسبهم مجتهدين عالين وموهلاتهم هـذه فأين الأمة الجديدة جماعـة الإخوان الصغار منهـم لافى العير ولا فى النفير العيـاذ بالله من شر الشرير .

هل كان المرزا والشاه (ولى الله الدهلوى اللذان ذكرهما السائل فى الاستفتاء) غبيين وعديم الشعور حتى يفوضا ازمـة أحكام الشريعة الالهية وفهم أحاديث الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم إلى أيدى رجال لاخطام لهم فرادهما أن من كان أهلاً له فله إجازة العمل (بالحديث) بل الواجب لا الاغبياء الغير الموهلين الذين يقرءون الترجمة الأردوية للبخارى والترمـذى والمشكوة فيحسبون أنهم محدثون أو بعض الناس يزعمون مذهب الأئمـة مخالفا للحديث لكى يحرم الله تعالى تقليد الأئمـة ويفرض الإيمان ببعض الناس فى هذا العصر ، أيها الأخ العزيز إنما هذا أيضاً تقليـد محض نعم ليس تقليد أبى حنيفة ومحمد ولكن تقليد بعض الناس .

واأسفاه ! على أن يفهموا هـذا المعنى من كـلام المرزا والشاه ويعتقد وهما خارجين عن نطاق العقل وهاديهما العالى مرشدهما السامى موليهما ومولى البيعة وإمامهما الربانى الشيخ مجـدد الالف الثانى يحرر فى مكتوب ٣١٢ من مكتوباته :-

١

Marfat.com

مخدومى ! إن أحــاديث الرسول على مصدرها الصلوة والسلام قدجاءت فى باب جواز الإشارة بالسبابة كثيراً وجاء بعض الروايات الفقهية الحنفية أيضاً فى هذا الباب ولكن غير المذهب الظاهر , أما قول الإمام محمد الشيبانى كان رسول الله ﷺ يشير ونصنع كما يصنع النبى عليه وعلى آلـه الصلوة والسلام ثم قال هــذا قولى وقول أبى حنيفة رضى الله تعالى عنهما فمن روايات النوادر لامن روايات الأصول وإذا وقعت حرمـة الأشارة بالروايات المعتبرة وافتوا على كراهة الإشارة لايجوز للمقلدين أمثالنا أن نجترئ على الإشارة عملاً بمقتضى الأحاديث ولايخلو مرتكب هــذا الأمر من الحنفيـة عن الحالين إما لايثبت العلم بالأحاديث المعروفة فى جواز الإشارة للعلماء المجتهدين أو يحسبهم أنهم حكموا بالحرمة والكراهة لمقتضى آرائهم خلاف الأحاديث وكلاهما فاسد ان لايختارهما الأسفيه أو معاند ولكن نحسن الظن بهؤلاء الاكابر ونحسب أنهم لم يحكموا بالحرمة أو الكراهة حتى ظهر لهم الدليل غاية ما فى الباب أنــه لا علم لنا بذلك الدليل وهـذا المعنى لايستلزم قدح الاكابر وإن قال أحد إنــه يعلم الدليل بخلاف ذلك أقول لايعتبر علم المقلد فى إثبات الحلة والحرمة ويعتبرظن المجتهد فى هذا الباب كانهؤلا الاكابر يعلمون الأحاديث لأجل القرب ووفور العلم وحصول الورع والتقوى أحسن منا الاباعد ويعرفون الصحــة من السقم والنسخ من عدم النسخ أكثر منا ولاريب أنهم يحملون الوجه الموجــه فى ترك العمل بمقتضى الأحاديث على صاحبها الصلوة والسلام وأما ما نقل عن الإمام الأعظم إذاصح الحديث فهو مذهبى فالمراد بــه الحديث الذى لم يصل إلى الإمام وحكم بخلاف ذلك بناء على عدم العلم بهذا الحديث

Marfat.com

وأحاديث الإشارة (فى التشهد) ليست من هذا القسم وإن قالوا إن علماء الاحناف افتوا بجواز الأشارة أيضاً فيجوز العمل بكليهما بمقتضى الفتاوى المتعارضة قلت إن وقع التعارض بين الجواز ترجح عدم الجواز اه ملتقطاً .

ونقل أيضاً عن رسالة المبدء والمعاد للمجدد :-

" كان يتمنى (هذا المجدد) إلى مدة أن يبد ووجه القراءة الفاتحة خلف الإمام فى المذهب الحنفى ولكن اعتناء بالمذهب كان يترك القراءة جبراً وكان يعتد هذا الترك من قبيل الرياضة أخيراً أظهر الله حقيقة المذهب الحنفى فى ترك قراءة الماموم ببركة الأهتمام بالمذهب إذا لانتقال عن المذهب الحاد وجعل القراءة الحكمية أجمل من القراءة الحقيقية فى نظر البصيرة " .

نعم استعرضوا الآن أخبار أقوال الكبار ثم انظروا هذا كبير الكبراء وعظيم العظماء وإمام الأئمة ماذا يقول وكيف ينزل الصواعق على الادعاء الباطل أى العمل بالحديث وكيف يهلك هذه النظرية .

أولاً : إعترف صراحة بأن الأشارة فى التشهد وردت فى كثير من أحاديث النبي صلى الله تعالى عليه وسلم .

ثانياً : تلك الأحاديث معروفة وشهيرة .

ثالثاً : فى المذهب الحنفى اختلاف قال الإمام محمد رحمه الله تعالى فى روايات النوادر كان النبى ﷺ يشير فنحن نشير أيضاً .

Marfat.com

رابعاً : وأعرب عن أن هـذا قول الإمـام الأعظم رضى الله تعالى عنه .

خامساً : ليست الرواية فقط بل أفتى العلماء الأحناف بكليهما مع هـذا كلـه لأجل أن روايات الأشارة ليست مـن ظاهر الرواية يقول بكل صراحة لايجوز لنا المقلدين أن نجترئ على الإشارة نعمل بالحديث هذا القول القاهر للإمام الربانى فى حال اللين والسهل فكيف يكون قوله فى العمل بالحديث فيما لاتكون الفتوى مختلفة ولايوجد اختلاف فى الرواية أصلاً .

أيها الناس هل فى هذا الإمام قال الشاه ولى الله أنه احمق مبين أو منافق كافر استحيوا أيها المعترضون وإخشوا عظمـة الشاه ولى الله لم يكن يمكنه أن يظن فى فخامة المجدد هذا الظن المردود والمذموم فإنه يعتقده قطب الأرشاد والهادى والمرشد ودافع البدعات ويعتبر تعظيمه تعظيم الله وشكره شكر الله كما يكتب فى مكتوبه السابع :

" الشيخ (مجدد الألف الثانى) قطب الأرشاد لهذا الدور وقد نجى كثير من الضالين بادية الطبائع والبدعات على يده وتعظيم الشيخ تعظيم لمدور الأدوار ومكون الاكوان وشكر لنعمـة الشيخ شكر لمفيض النعمـة أعظم الله تعالى له الأجور " .

نعم لعل طعن نذير حسين الدهلوى ليس الأعلى حضرة المجدد كما يكتب فى " معيار الحق " إن بعض الناس فى هذه الأيام يصبحون مشركين

Marfat.com

التزام التقليد المعين فإنهم لايقبلون الحديث الصحيح وإن عرض ضد رواية الكيدانى .

فى نفس مسئلة الإشارة تعرض رو ية الكيدانى كما عرض المجدد اوى الغرائب وجامع الرموز وخزانة الروايات وغيرها وذلك أصل احد أى عدم قبول الحديث ضد الرواية الفقهية .

فأنظروا كيف يقدم المجدد الرواية الفقهية ولاجلها يترك العمل الأحاديث الصحيحة ويعبر نذير الدهلوى عن هـذا بالشرك بلاخوف لاخطر حفظنا الله من ظلال هؤلاء مجى الشرك ونفوض أمر الدهلوى يه ونقدم فوائد كلام المجدد .

لاً : هذه هى فائدة عظيمة .

يا : قد صرح حضرة المجدد بأن الأحاديث المعروفة كما وردت فى رفع اليدين وقراءة المقتـدى وغيرهما فانها ليست أقـل شهرة من احـاديث الإشارة فلا يعرضها ضد أقوال الإمام إلاغبى سفيه أو معاند مكابر ملح فإن تلك الأحاديث لم تكن لتخفى على الإمام ومعاذ الله لم يكن الإمام ليخالف الأحاديث برأيه فلا جرم أنه لم يعمل بها لدليل قوى شرعى .

ثاً : قد أعرب عن أن العلم باجوبة الأحاديث ليس بواجب لنا ويكفينا العلم بأن عند علمائنا وجها موجها .

عاً : وقد قال أيضاً يكون العمل بمسألة المذهب وإن لم نعلم الدليل على خلاف ذلك صراحـــة فضلاً على أن لا نعلم الدليل على

Marfat.com

مسألة المذهب على كل حال لايعتبر شيئاً .

خامساً : وقال أيضاً إن علماءنا الأسلاف رضى الله عنهم كما كانوا يحملون على الحديث ويعرفون الصحيح والضعيف والمنسوخ والناسخ لايساوى بهم من بعدهم فلا علم لهم كعلمهم ولاقرب لهم كقربهم الرسالة إذا يقول المجدد فى عصره فالى الآن قد مضى بعده ثلاث مائة عام فاليوم قليلوا المطالعة والقراءة هل يمكنهم أن يعادلوا بالأئمة .

سادساً : قد صرح بشرط أن أقوال الإمام الماثورة بألسوال الخاص (المذكور فى الابتداء) تتعلق بالأحاديث التى لم تصل الى الإمام وصدرت المخالفة بناء على عدم العثور لا أنه مرجوح أو مأول أو متروك العمل على أصول المذهب بوجه من الوجوه المذكورة وإلا هكذا كانت المخالفة بحال العثور أيضاً كما لايخفى .

سابعاً : لعل مكانة علم المجدد لاينكرها هؤلاء أيضاً إن هذا المرزا جان جانان الذى استدل بكلامه (فى هذا الاستفتاء) اعترف بكبره يعتقد حضرة المجدد أهلاً للاجتهاد ويكتب فى ملفوظاته " التمست من رسول الله ﷺ ماذا تقول فى مجدد الألف الثانى ؟ قال من مثله فى أمتى ؟ إذا يقول هذا كبير الكبار إنـه لايجوز لنا المقلدين العمل بالأحاديث على خلاف الإمام والذى يجترحه احمق فاقد الشعور وهو باطل وساع للباطل فأين هؤلاء الزاعمون الكاذبون منهم أين الثرى من الثريا .

Marfat.com

هذه الفوائد السبعة كانت فى عبارة المكتوبات .

ثامناً : وإن لم يدرك أحد حقيــة قول الإمام ولكن العمـل بذلك واجب إن هذا يحبه الله ويوجب البركات ، أنظروا إن حقية المذهب الحنفى فى مسألـة قراءة المقتدى (خلف الإمام) لم تكن ظهرت للمجدد إلى مدة ولم يزل قلب المجدد يميل إلى القراءة ولكن لم يعمل إحتفالا للمذهب ولم يزل يبحث عن مبرر فى نفس المذهب الحنفى .

تاسعاً : قد أجاب عن سوال بصراحة أنه إن خالف الإمام فى مسألة واحدة ولو بسبب أنه لم تظهر حقية المذهب فيها خرج عن للمذهب لأن هذا يعتبره الإمام الربانى انتقالا عن المذهب .

عاشراً : أنظروا فى هــذا الحكم القاهر الأشد أن من يفعــل ذلك فهو ملحد .

فالآن على نذير الدهلوى أن يبتغى بمقتضى إيمانه ما ينبغى له إن شاء يقرر الشاه والمرزا سفيهين ومعاندين وملحدين عند المجدد وإن شاء يجعل حضرة المجدد مدعى الباطل ومخالف الإمام والأحمق المبين أو المنافق الكامن على قولها ولاحول ولاقوة إلا بالله العلى العظيم لاجرم أنهما حادثان على نفس صحة العمل التى لايعثر عليها إلا الفقهاء أهل النظار والاجتهاد فى المذهب فالكلامان ليسا متخالفين ولا حرف فيها مخالف إنما هكذا ينبغى التحقيق والله ولى التوفيق ، كان هذا المبحث طويل الأذيال المقتضى بسط الكلام ولكن ما قل وكفى خير مما كثر وألهى

Marfat.com

أيها القارءون الكرام أنظروا فى المبحث المسئول عنه واجتنبوا الخروج عن المبحث فإنــه الصنيع الشنيع للجهلة والعاجزين ربنا إفتح بيننا وبين قومنا بالحق وأنت خير الفاتحين وصلى الله تعالى على سيد المرسلين محمد وآله وصحبه أجمعين .

وكان ينبغى لنا أن نسمى هذا المختصر بمقتضى المادة :

,, الفضل الموهبي فى معنى إذاصح الحديث فهو مذهبي ,,

ونلقبه باللبّ التاريخى

" أعز النكات بجواب سوال اركات "

ربنا تقبل منا أنك أنت السميع العليم ، آمين . والله سبحانه وتعالى أعلم وعلمه جلّ مجده أتم وأحكم .

كتبــه : عبده المــذنب احمــد رضا البريلوى
عفى عنه بمحمد المصطفى النبى الأمى
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم .

☆ ☆ ☆

Marfat.com

بدأت حركة الخلافة بعد الحرب العالمى الأولى (زهاء ١٩١٩م) فى جميع شبه القارة الهندية، وأساس هذه الحركة كان الظلم والإستبداد على الأتراك المسلمين من المسيحيين ، وهذا ما ملاء صدور المسلمين بالأحقاد ضد الإنجليز فى شبه القاره ، وكان فى الهند مع سائر الناس فريقان كبيران ، حكما على الهند أيا ما غير يسيرة ، هما المسلمون والهندوس ، وكان كل منهما يود سيطرته على الهند ، ولما رأى رئيس الهندوس غاندى نفرة المسلمين ضد الإنجليز ، إغتنم هذه الفرصة وأعلن " بحركة ترك الموالات " ليأخذ القوة من المسلمين ضد الإنجليز، وذلك فى سنه ١٩٢٠م وبعينه أراد بعض القواد من المسلمين ما آراد غاندى ، وكان من نتيجته مقارنة " حركة الخلافة " (التى كانت حركة المسلمين) مع "حركة ترك الموالات" ونشأت من هذا كله مشكلة شرعية ، وهى أن المسلمين وإن قاطعوا الإنجليز ولكنهم والو الهندوس ، بل قيدوا أنفسهم مع الهندوس فى سلسلة المواخاة والمودة ، وأول من جهر بتحريم هذه الصورة هو شيخنا أحمد رضا فإنه خالف " حركة ترك الموالات " بشكلها الخاصة ، والذين كانوا فى طليعة هذه الحركة إتهموه بمودة الإنجليز والحال إنه أكبر اعداء الإنجليز فى الواقع كما سنوضح بعد، وهذه الحركة كانت بعينها كتلك الحركة التى كانت فى عهد الملك " أكبر " (٩٦٣هـ - ١٠١٤هـ) فقام ضدها الشيخ أحمد سرهندى (متوفى ١٠٣٤هـ) المجدد للألف

Marfat.com

الثانى، ألذى يقول فيه شاعر المشرق علامه اقبال رحمه الله

وه هند میں سرمایهٔ ملت کا نگهبان
الله نے بروقت کیا جس کو خبردار

ولما أنشئت تلك الحركــة الأكبريه (توحيد الأديان) بهيئة جديدة قام لتدميرها وتدحيضها أحمد آخر ، وهو أحمد رضا ، رحمه الله ، فدمرها بفضل الله وكرمه تدميرا

خضوع بعض العلماء للإنجليز وخشوعهم للهندوس :

ومع الأسف لابدلى أن أذكر موجزاً الجو الذى عمل فيه الشيخ أحمد رضا خان رحمه الله عمله التجديدى ، وقلت " مع الأسف " لأن هذه التذكرة تسفر القناع عن بعض وجوه الأعيان ، ومعهذا لا قبل ولا قدرة لنا على تغيير مسجلات التاريخ .

تفرق أتباع الشيخ إمداد الله مهاجر مكى فى فرقتين عند الثورة الهنديه سنـ ١٨٥٧م وهذا الإفتراق وقع فى مسئلة نصرة ملك دلهى ؛ فانتخبت فرقة مركزها على كره (مدينة فى هند) وأخرى ديوبند (١) أما اصحاب ديوبند فهــم ساعدوا فى ثورة سنه ١٩٥٧م الإنجليز بل بعضهم قاتلوا مع المسلمين (٢) والشيخ رشيــد أحمد جنجوهى لما

---

(١) الشيخ عبيد الله السندى ـ الشاه ولى الله وحركته السياسية ص ـ ١١١ .

(٢) تذكرة الرشيد ، المجلد الأول ـ ص ـ ٧٥ .

Marfat.com

أخذ فى قضية البغى ضد الإنجليز قال واضحا " إنى فى الواقع مطيع للحكومة (الإنجليزيه) لذا لا تضرنى تهمة شيئاً ؛ ولو قتلت فالحكومة ولية الأمر تفعل ما تشاء (١) .

وقال بعض العلماء إن الهند دار الحرب والمسلمين مستأمنون فيها ، وعلى هذا الأساس لا يجوز لهم الجهاد ، كما قالت الشيعة (٢) وقال بعضهم إن الهند دار السلام فلا يجوز فيها الجهاد ، وكانت الحال لسيطرة الحكومة الإنجليزية أن أكثر الناس أطاعوها ، كما يقول الفردلائل " إن الجمعيات الهندية كلها مع اختلافها فى بعض الأمور متحدة القلوب فى اطاعة تاج بريطانيه اطاعة كاملة (٣) .

وبعد الحرب العالمى الأولى بدأت حركة الخلافة وفى تلك الآونة بدأت حركة ترك الموالاة على إشارة غاندى ، واتحدت هاتان الحركتان لمخالفة الإنجليز مع الموالاة فيما بينهما ، أى بين المسلمن والهندوس ، ومن هنا نشاء تصور القومية الوطنية ، وقالوا إن المسلمين والهندوس قوم واحد لأنهم يسكنون فى وطن واحد ، ومع الأسف قبل هذا

(١) تذكرة الرشيد المجلد الأول ص ـ ٨٠ .

(٢) هذا ما قاله ڈبليو ڈبليو هنٹر فى كتابه ـ مسلمو هند ص ـ ١٧٤ ـ ١٨٠ .

(٣) سر الفر ڈلائل ـ عروج وسعة للمملكة الهندية ـ طبع حيدر دكن آباد ١٩٣٣م ص ٣٦٩ .

Marfat.com

التصور بعض أكابر علماء الهند ، وفى بعضهم يقول علامه إقبال رحمه الله .

عجم هنوز نداند رموز دين ورنه ....
ز ديوبند حسين احمد اين چه بو العجبى است
سرود برسر منبر كه ملت از وطن است
چه بے خبر ز مقام محمد عربى است
به مصطفىٰ برسان خويش را كه دين همه اوست
گر باو نه رسيدى تمام بولهبى است (١)

يعنى إن العجم لم يقفوا على رموز الدين حتى الآن ، والعجب كل العجب أن حسين أحمد الديوبندى يقول على المنبر إن القوم يتشكل بالوطن ، ما أجهله عن مكانة المصطفى ﷺ ، الدين كله فى حب الرسول ﷺ ومن لم يحبه فهو أبو لهب ، أى لابد للمسلم أن يجعل مركز المحبة محمداً ﷺ لا الوطن واللغة والنسب والحسب وغيرها ، كما يقول العلامه فى شعر آخر .

نهيں وجود حدود وثغور سے اسكا
محمد عربى سے هے عالم عربى

وحضر مولينا محمد على جوهر ومولينا شوكت على فى خدمة الشيخ احمد رضا رحمه الله ودعاه إلى " حركة ترك الموالات " فاجابه

---

(١) كليات إقبال ، طبع دلهى ص - ٣٥٢ .

Marfat.com

الشيخ بقوله "مولينا ! فرق عظيم بين سياستكم وسياستى ، أنتم حماة إتحاد المسلمين والهندوس وأنا ضد هذا الأتحاد، ولما سمعا هذه الإجابة الواضحة وجدا فى نفسها شيئاً ، وتطيبيا لقلوبهم قال الشيخ ! " مولينا ! إنى لا أخالف حرية الوطن بل إنى أخالف إتحاد المسلمين والهندوس" (١) .

وقد استفتى الشيخ بعض الناس عن ترك الموالات (١٣٣٩هـ ١٩٢٠م) فأجاب الشيخ جوابا مدللا بدلائل قاطعة ، وطبع هـذا الجواب باسم " المحجة المؤتمة فى آية الممتحنة " (١٣٣٩هـ/١٩٢٠م) وأريد أن أذكر فكرة الشيخ فى ضوء هذا الكتاب .

سأله مولوى حاكم على برفسور كلية إسلاميه لاهور (١٤ صفر ١٣٣٩هـ) وخلاصة سؤاله كالآتى :-

" قال مولينا أبو الكلام آزاد فى جلسة الشورى العموميه لكلية إسلاميه فى لاهور (٢٠ اكتوبر ١٩٢٠م) لا بدلنا من رد المبالغ الإمداديه من حكومة بريطانيه لتحقق ترك الموالاة ، وتفرز الكلية عن الجامعة ، وكان قول أبى الكلام موجبا لإثارة الغضب فى شركاء الجلسة ، فسأل مولوى حاكم على من الشيخ احمد رضا خان عن قول أبى الكلام ، هل يصح قوله أم لا ؟ وما حكم هـذه المبالغ ؟ وقبول

---

(١) پاشا بيگم - الخدمات السياسة والدينيه للشيخ احمد رضا ، عرفات لاهور ، ابريل ١٩٧٠م - ص ٦٥ .

وبرفسور محمد مسعود احمد : فاضل بريلوى اور ترك موالاة .

والدكتور اشتياق حسين قريشى . العماء فى السياسة (بلغة انجليزيه) طبع معارف بستد كراتشى - ص ٣٦٤ .

Marfat.com

هذه المبالغ من الموالات أم لا ؟ وأجاب الشيخ ما محصله .

١- هناك فرق عظيم بين مجرد المعاملة والموالاة ، والمعاملة الدنيوية التى لاتضر بالدين غير ممنوع قطعا إلا عن المرتدين ، والذى فى المعاملة كالمسلم (١) .

٢- يحل النكاح بالكتابيه، وإن جنحوا للسلم فالمصالحة ضرورية (٢) .

٣- وتجوز المعاهدة معهم ، وكذا لو عاهد المسلم مع غير المسلم معاهدة جائزة فيجب إيفاء العهد والغدر حرام .

٤- كان أصحاب ترك الموالاة يستعملون أشياء الإنجليز ، مثلاً القطار البريد ، التلغراف وغيرها حينما يحرمون إشتراء أموالهم ، فالشيخ يقول يا للعجب ! جاز دفع المال فى المقاطعة (ترك الموالاة) وحرم أخذ المال ، وإن قيل إن القطار والبريد وغيرهما فى بلادنا ، ومن أموالنا، فالجواب إن المبالغ التى تدفع فى الإمداد لاتأتى من بريطانيه وإنما هى أيضاً من أموالنا ومن بلادنا .

ثم بعد هذا السؤال أرسل إلى الشيخ سؤالا شودرى عزيز الرحمن صدر المدرسين للمدرسة الرسميه لائلپور (١٣٣٩هـ) وكانت فى السؤال

---

(١) الشيخ احمد رضا رحمه الله - المحجة المؤتمنه - وريئس احمد جعفرى : أوراق كم كشتة طبع لاهور - ص ٢٢٧ .

(٢) أوراق كم كشتة - ص ٢٢٧ .

Marfat.com

شدة ما، بعد أن كان السؤال نفس السؤال الــذى قدمناه من مولوى حاكم على ، وملخصه .

ما قولـكم فى حركة عدم التعاون مـع الحكومة الإنجليزية ، هل هــذا الحكم إسلامى أم لا وهل يجوز الحاق الكليات مع الجامعه (أى الجامعة الحكومية) والإستمداد بالجامعــة ، وهل يجوز التوظف فى مكاتب الحكومـة وأجاب الشيخ على هــذه المسائل بالتحقيق العجيب والاستنباط الأنيق ، ملخصه :

تكلم على الذمى ، الحربى ، المستأمن ، الموالات وترك الموالات وغيرها من الأمور المتعلقة بالموضوع ثم قال " التحقيق إن الموالات على قسمين ، الأولى الحقيقية ، وهى على مراتب أدناها ، ميل القلب ، ثم الوداد ، ثم الإتحاد ثم الإنقياد بلاخوف مكروه ولاطمع محبوب ، ثم التبتل ، وهذه الموالاة بجميع وجوهها وأقسامها على كل حال محرمة مع الكفار .

الثانيه ٥ أن لايكون ميل قطعا فى القلب ولكن يعامل مع أحد معاملة تنبئ عن الوداد ، وهــذه جائزة عند الضرورة بقدر الضرورة مطلقاً .

وبين المداراة والمداهنة، قسمين للموالاة الصورية البر والإقساط والمعاشرة والعاشرة مجرد المعاملة ، وهــذه تجوز مع كل كافر سوى المرتد (١) ثم نقل أحاديث تتعلق بالاستعانة عـلى اليهود والنصارى

(١) أوراق گم گشتة ـ ص ٢٥٩ .

Marfat.com

والمشركين وبين محملها ، يقول ، والإستعانة على أحوال ثلاث .

١- إلتجاء : أن تلجئ الجماعة القليلة الضعيفة العاجزة إلى الجماعة الكثيرة القوية ، لحل مشاكلها ، وهذا يرادف الأنقياد الكلى بالبداهة فكيف يجوز (١) .

الإعتماد - أن يستعينوا مع امثالهم فى العدد والقوة ، ويوالوهم، لحصول العزة والغلبة ، وهذا لا يتصور من عاقل أن يستعين باعدائه (٢) .

الإستخدام - أن يكون الكافر مغلوبا ، لا يقدر على ايصال الضرر ، بل يكون ناصحاً لنا خوفاً وطمعا (٣) .

ثم يقول الشيخ واضحا :

الموالاة حرام مطلقا مع كل مشرك ، او كان ذميا مطيعا وخاضعا للإسلام ، ولو كان، إبنا، أباً ، أخا أو قريباً عزيزا (٤) .

وكان بعض العلماء حينئذاك يجوزون المعاملة والموالاة بل يحسنونها مع الكفار ومشركى الهند ، حينما يحرمون مجرد المعاملة مع الأنجليز

---

(١) أوراق گم گشة - ٢٧٩ .
(٢) أيضاً - ٢٨٠ .
(٣) أيضاً ص ٢٨٠ .
(٤) أيضاً ص ٢٣٧ .

Marfat.com

حراما قطعيا ، بل قال مولانا شوكت علي من أرضى الهنود فقد أرضى الله ، معاذ الله قال مولانا ظفر الملك لو لم تختم النبوة لكان مهاتما گاندهى نبياً - وقال مولانا عبد البارى إنى جعلته (غاندى) هاديالى أطيعه فى جميع ما يقول ، وحالى الآن مصداق قول الشاعر :

عمرے كه بآيات وأحاديث گذشت
رفتى ونثار بت پرستى كردى

يعنى إنى فديت عمرى الذى قضيت مع القرآن والأحاديث على رجل وثنى ، وقال محمد على جوهر " إنى أعتقد إتباع گاندهى لازماً علىّ بعد إتباع رسول الله ﷺ

ولم يكتف هؤلاء على الأقوال المذكورة بل جاؤا بشردها نند (الهندو) على منبر جامع دهلى للخطاب ، ووضعوا القرآن الكريم وگيتا (الكتاب المقدس عند الهندوس) فى عجلة واحدة وأخرجوا جلوسها معا ، وبعضهم اختاروا شعائر الهندوس.

قضية قربان البقرة :

كما يعلم قراءنا الكرام أن الهنود يعظمون البقرة بل يعبدونها ، ومنذ قديم لا يزال مسلمو الهند فى معركة وقتال مع الهنود فى قضية قربان البقرة وذبحها، وعلى هذه القضية تهيج الحروب بينهم من حين إلى حين ، حتى الآن ، وجلال الدين أكبر منع ذبح البقرة فى القرن العاشر الهجرى ، وقدر التعزيرات الكبيرة للذين يذبحون البقرة ويخالفون أمره (١) .

(١) من أراد البسط فليراجع إلى " آئين أكبرى " لأبى الفضل ، ومنتخب التواريخ لعبد القادر البدايونى، و " منتخب اللباب" وغيرها من كتب التاريخ .

Marfat.com

وجاهد ضد هذا الحكم المجدد للألف الثانى ، وحينما فتح كانگره، ذبح الشيخ أحمد المجدد السرهندى البقرة بيده فى الحصن بين يدى جهان گير ، وبهذا أحيى شعار المسلمين .

وبعينه بدأت تلك القضية فى عهد الشيخ أحمد رضا خان رحمه الله وكان من أمرها أن پنڈت مدن موهن مالوى قال فى جلسة كانفرس فى دلهى (ديسمبر ١٩١٨م) على المسلمين أن يتركوا ذبح البقرة تطييبا لقلوب الهنود ويمدوا أليهم يد المواخاة والمودة .

وبعد هذا أعلنت " مسلم ليگ (فى ديسمبر ١٩١٩م) بمساعى الدكتور مختار أحمد أنصارى والطبيب أجمل خان أن على المسلمين أن يحترموا عواطف الهنود ، ويتركوا قربان البقرة ألبتة .

وخالف هذا القرار الشيخ عبد القادر البدايونى (وهو من خلص أحباء الشيخ أحمد رضا خان رحمه الله) وكتب جوابه باسم " الرسالة المفتوحة على اتحاد المسلمين والهندوس إلى مهاتما گاندى " وقد طبع هذا الجواب فى ديسمبر ١٩٢٥م من على كره (هند) .

وقدم إلى الشيخ أحمد رضا سؤال متعلق بقربان البقر فى سنة ١٣٠٠هـ فاجاب الشيخ بجواب مدلل من الدلائل الشرعية وسماه " أنفس الفكر فى قربان البقر " (١) ملخصه قربان البقر من شعائر الإسلام قال تعالى ، والبدن جعلنها لكم من شعائر الله ، لا يجوز للمسلمين أن يشاركوا مع المشركين فى منع ذبح البقر ،

Marfat.com

قطعات الى حضرة خاتم الزمان الفاضل حسين حلمى بن سعيد استانبولى من

الفقير ابي محمد الويلثورئ المليبارى عفى عنهما البارى

أَمَلْجَاىَ حِلْمِي يَا حُسَيْنُ عَلَيْكُمُ … سَلَامٌ مِنَ اللهِ الْكَرِيمِ بِرَحْمَةٍ

أَقَمْتَ عُلُومَ الدِّينِ أَعْلَيْتَ صَوْتَهُ … بِإِقْمَاعِ بِدْعَاتٍ وَإِحْيَاءِ سُنَّةٍ

فَكَمْ مِنْ عُلُومٍ قَدْ نَشَرْتَ طِبَاعَهَا … تَدَارَكْتَهَا قَدْ كَانَ قُرْبَ الْيَأْسَةِ

فَأَنْفَقْتَ فِيهَا الْمَالَ تِبْرًا وَدِرْهَمًا … تَزِيدُ عَلَى قِنْطَارِ يَاقُوتِ دُرَّةٍ

وَلَا غَرْوَ فِيهَا حَيْثُ تُجْزَى بِنِيَّةٍ … قَدِ ابْتَاعَ رَبِّي مِنْكَ كُلًّا بِجَنَّةٍ

رُوِي قَوْلُ مَلَكٍ أَعْطِ خَلَفًا لِمُنْفِقٍ … وَفَاسْتَبْشِرُوا بِالْبَيْعِ جَاءَ بِآيَةٍ

إِلَيْنَا أَتَى مِنْكُمْ رَسَائِلُ جَمَّةٌ … بِغَيْرِ حِسَابٍ نُسْخَةٌ بَعْدَ نُسْخَةٍ

فَيَا شَيْخَنَا هٰذَا كِتَابُ هِدَايَةٍ … لِمَنْ وَفَّقَ الْهَادِي صِرَاطَ اسْتِقَامَةٍ

فَلَا تَجْعَلَنْهَا يَا مَلَاذِي كَعَظْمَةِ الْـمُنَاجَاةِ مَرْدُودًا إِلَيْنَا بِخَيْبَةٍ

عَلَى صُنْعِكُمْ جَازَى الْإِلٰهُ بِجَنَّةٍ … وَيَجْمَعُنَا فِيهَا بِأَهْلِ النُّبُوَّةِ تمت

Bava Musliar
Mudarris Valavannur
Juma masjid Kerai
KALPAKANCHERI
INDIA

Marfat.com

عالمگیر اسلامی تنظیم الدعوۃ الاسلامیۃ العالمیۃ فرع آزاد کشمیر (پاکستان)
(دی ورلڈ اسلامک مشن) آزاد کشمیر برانچ - جامع مسجد مدینہ سیکٹر سی ٹو میرپور آزاد کشمیر (پاکستان)

THE
WORLD ISLAMIC MISSION
(In International Religious Organisation) Central Office:- (U.K.)
Azad Kashmir Branch : Jamia Masjid Madina - Sector C/2 Mirpur A.K. Pakistan

الدعوة الاسلاميه العالميه تنقد رأى سعد الحرمين فى ازالة القبة الخضراء

عُقِدَتْ حَفْلَةٌ بِبَلدةِ ميرفور آزاد كشمير (باكستان) مِنْ فرع « الدعوة الاسلامية العالمية » بَعْدَ اَن نشر رأى سعد الحرمين فى المجلة « الدعوة » لازالة القبة الخضراء.

وكان العلامة محمد بشير رئيسا للحفلة.

اجتمع فيها اعضاء اللجنة من انحاء آزاد كشمير وحضرها عَدَدٌ كبيرٌ من السامعين وخاطب فيها الاعضاء موضحين اهمية ابقاء القبة الخضراء التى قرة عيون المومنين للعالم كله الذين يعدّون زيارة القبة الخضراء وسيلةً لنجاتهم لقولِ الرّسول صلى الله عليه وسلم « مَنْ زار قبري وَجَبَتْ له شفاعتي » وهذا الرأى المذموم لِسعد اَكْبَرُ الفتن، وَخُدْعَةٌ عُظمى و مَكْرٌ خفيٌّ لأعداء الاسلام - هَلْ يمكن اَنْ يكونَ هذا الرأى القبيح لمحبٍّ لِلْاِسْلَامِ؟ من يسعى لازالة شعائر الله! - لا والله بل يمكن ان تكون الايادى الخفيه والقوى الصيهونية تعمل خلف هذا الرأى السيئ. لا كذبَ اِنْ نقولُ اَنَّ اِخراجَ جنائزَ الأصحاب وجنازة السيد عبدالله ابى الرسول (عليه السلام ورضوان الله عليهم)، سَبَبٌ لِلْاجتراء على الرأى لازالة القبة الخضراء - هذه فتنةٌ عظيمةٌ لاخير فيها اِلّا اَنْ تُدْفَنَ

يجب على المملكة السعودية العربيه ان تشرح الوجوه المكنة التى تلعب وتداعب مداعبة كريهة بقلوب المسلمين المملوءة بحب الرّسول و بحبِّ قبّتهِ الخضراء لاجله عليه السلام، لا شكّ فيه اَنَّنا نحبّ العربَ للحرمين الشريفين ولولم يكن احترامهما فكيف تبقى المحبة لهم فى قلوبنا.

و نحن نلتمسُ النداء الاسلامية العالمية ان تخبرَ المملكةَ السّعودية العربية بعزة الخدعة العظيمة، فينبغى ان تُدفَنَ هذه الحيلة المذمومة فى التّراب.

والسلام

١٥ ربيع الآخر ١٣٩٨
٢٤ مارت ١٩٧٨

اعضاء فرع « الدعوة الاسلامية العالمية » بآزاد كشمير ميرپور
[MI]RPUR-A.K- PAKISTAN

Marfat.com

هذان الكتابان (المدارج السنية)و (العقائد الصحيحة فى ترديد الوهابية النجدية)يوضحان أن قراءة الصلوات على رسولنا محمد صلى الله عليه وسلم ثواب عظيم وأن الاسقاط والدور لازم كى يعفوا لمن مات وعليه عبادة ناقصة و حقوق للعباد وأن أرواح الأنبياء والشهداء والاولياء مطلعون على أمور الدنيا بعد موتهم وأن الله تعالى يرحم الأحياء بشفاعتهم وكذلك يشرحان كيفية الدعاء وأعمال الخيرات والحسنات للاموات كلاالكتابين فى اللغة العربية مع اردو ترجمة

المكتبة الحقيقة

These books, **Madârijussaniyya, Al-aqaid-us-sahiha fi tardid-il-wahhabiyyat-in-Najdiyya,** inform that it is very thawâb to say the salawât for our Prophet, that it is necessary to perform dawr and isqât for a deceased person so that his sins pertaining to worships and to hte rights of creatures will be pardoned, that the souls of martyrs and the Awliyâ are aware of the world after their death, that through their intercession Allahu ta'âlâ will show mercy to the living, and teaches how to do prayers and pious and charitable deeds for the dead. Both of these books, in Arabic, also contain their Urdu translations.

HAKÎKAT KİTABEVİ

Marfat.com

İş bu (Medaricüsseniyye) ve (El-akaid-üs-sahîha fi-terdîd-il-vehhâbıyyet-in Necdiyye) kitablarında, Peygamberimize salavat okumanın çok sevab olduğu ve vefat eden kimsenin ibadetlerindeki kusurlarını ve kul haklarını afvvettirmek için devir ve iskât yapmak lâzım olduğu ve Peygamberlerle şehitler ve evliyanın öldükden sonra ruhlarının dünyadan haberdar oldukları ve bunların şefaatiyle Allahü teâlânın dirilere merhamet edeceği ve ölüler için nasıl düâ ve hayrat ve hasenât yapılacağı bildirilmekdedir. Her iki kitap arapça olup, Urdu diline tercemeleri dahi vardır. İçinde osmanlıca yazı hiç yoktur.

HAKÎKAT KİTABEVİ

İHLÂS VAKFI YAYINIDIR

Price: 90TL.

HIZMET BOOKS, INC.
Nonprofit Organization
960 Main Street
Paterson, N.J. 07503
(201) 345-3160

Marfat.com

İş bu (Medaricüsseniyye) ve (El-akaid-üs-sahîha fi-terdid-il-vehhâbıyyet-in Necdiyye) kitablarında, Peygamberimize salavat okumanın çok sevab olduğu ve vefat eden kimsenin ibadetlerindeki kusurlarını ve kul haklarını afvvettirmek için devir ve iskât yapmak lâzım olduğu ve Peygamberlerle şehitler ve evliyanın öldükden sonra ruhlarının dünyadan haberdar oldukları ve bunların şefaatiyle Allahü teâlânın dirilere merhamet edeceği ve ölüler için nasıl düâ ve hayrat ve hasenât yapılacağı bildirilmekdedir. Her iki kitap arapça olup, Urdu diline tercemeleri dahi vardır. İçinde osmanlıca yazı hiç yoktur.

HAKÎKAT KİTABEVİ

İHLÂS VAKFI YAYINIDIR

Price: 90TL.

HIZMET BOOKS, INC.
Nonprofit Organization
960 Main Street
Paterson, N.J. 07503
(201) 345-3160

Marfat.com

المدارج السنية
فى
الرد على الوهابية

ويليه

العقائد الصحيحة فى ترديد الوهابية النجدية

معه ترجمه اردو

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

حسين حلمى بن سعيد استانبولى

HAKİKAT KİTABEVİ
Darüşşefaka Cad. No: 57 Tel: 523 45 56
Fatih/İSTANBUL-TURKEY
1983

Marfat.com